

# انقلاب عثمانی

یعنی

جرجی زیدان کے مشہور تاریخی ناول کا ترجمہ

جسمیں انجمن اتحاد و ترقی کے سیاسی کارنامے، سلطان عبدالحمید خاں مرحوم کا طرز حکومت
نظام حکومت کا افسانہ، مدحت پاشا بانی انجمن کی سیاسی وصیت، انجمن کا نظام عمل،
[illegible] سلطان کا عزل، دستور کا قیام، نہایت دلچسپ تاریخی واقعات درج
ہیں عشق و محبت کے لطیف جذبات سے بھی ناول کو رنگین بنایا گیا ہے۔ نیازی بے مرحوم
اور انور بے کے حیرت انگیز کارنامے کتاب کی جان ہیں

مترجمہ

## مولانا آغا رفیق بلندشہری

حسب فرمائش جناب مولوی محمد مجید حسن صاحب مالک اخبار مدینہ بجنور ترجمہ کیا گیا

[illegible]

# عرض مترجم

انقلاب عثمانی جرجی زیدان کے تاریخی سلسلے کے ناولون کی آخری کڑی ہے۔ اسمین مصنف نے سلطان عبدالحمید خان مرحوم کی نسبت جو خیالات ظاہر کئے ہین اون سے مجھے پورے طور سے اتفاق نہین ہے" دوران ترجمہ مین مجھے اتنا وقت نہین ملا کہ مین واقعات کی تنقید کا فرض ادا کرتا اسلئے ناظرین کو سلطان عبدالحمید خان مرحوم کے دامن پر جو بدنما دھبے نظر آئین۔ اون کو مصنف کی طبع آزمائی خیال فرمائی جائے مترجم کے معتقدات سے اون کو کسی قسم کا تعلق نہین ہے۔

بجنور۔ (روہیلکھنڈ)　　　　آغا رفیق بلند شہری

۱۲۔ اکتوبر [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# زندگانی عسکریین

مترجمہ

مولانا آغا رفیق صاحب بلند شہری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# پہلا باب

## سالونیک کا ایک باغ

سالونیک یا سلانیک دولت عثمانیہ کے مقبوضات میں سے ایک بہترین شہر ہے جو انجمن اتحاد و ترقی کا صدر مقام رہنے کی وجہ سے خاص شہرت حاصل کرچکا ہے۔ اس کی آبادی ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ ہے جس میں سے تقریباً ساٹھ ہزار یہودی اور باقی ترک البانی اور مقدونی وغیرہ ہیں۔ یہودی جب نقل مکان کرکے اسپین سے دولت عثمانیہ میں آئے تو ان کا زیادہ حصہ سالونیک ہی میں آکر آباد ہوا۔ اس وجہ سے سالونیک میں یہودیوں کی آبادی دوسری قوموں سے زیادہ ہے۔ اور باوجود عرصہ دراز سے یہاں رہنے کے وہ اس وقت تک اپنی اسپینی زبان بولتے ہیں۔

شہر تمدن اور معاشرت کے لحاظ سے ترقی کا اعلیٰ نمونہ ہے عمارات سربفلک بازار کشادہ اور سڑکیں صاف و ستھری ہیں۔ شہر کے قریب ہی ایک چوڑی سڑک ہے جو سمندر کے کنارہ کنارہ دور تک چلی گئی ہے۔ اور اس کے دونوں جانب بڑے بڑے درخت ہیں۔ یہ سڑک شہر کی ایک بہترین تفریح گاہ ہے۔ جہاں صبح و شام تفریح کرنے والوں کا ایک مجمع رہتا ہے۔

شہر کے اندر بیت شیلی کا ایک وسیع باغ ہے جو جائے وقوع اور اپنی خوبیوں کے

لحاظ سے ایک بہترین تفریح کی جگہ ہے۔ باغ کے اندر ہر قسم کے درخت پھلدار پودوں اور درختوں کی روشیں ہوٹل قہوہ خانے اور تھیئٹر وغیرہ ہیں۔ تفریح کرنے والوں۔ لہو ولعب کے متوالوں اور تماشائیوں کے لئے باغ ایک نعمت ہے۔ جہاں صبح سے شام تک اور خصوصاً دو بجے سے رات کے دس بجے تک آدمیوں کا کثیر مجمع رہتا ہے۔ کہیں روشوں پر لوگ ٹہل رہے ہیں۔ کہیں بنچوں اور سبز گھاس کے قدرتی فرش پر بیٹھے باتوں میں مشغول ہیں بہت سے لوگ ہوٹل اور قہوہ خانوں میں کھا پی رہے ہیں۔ غرض ہر قوم اور ہر قسم کے لوگ باغ میں تفریح کے لئے آتے ہیں اور فرحت حاصل کرتے ہیں

سلطان عبدالحمید خان کے عہد حکومت سے پہلے یہ باغ اس لحاظ سے زیادہ پر رونق تھا کہ یہاں ہر قسم کے لوگ آتے تھے۔ اور بے تکلف ہر قسم کی باتیں اور معاملات سیاست پر بے دھڑک گفتگو کرتے تھے۔ لیکن سلطان موصوف کے آخری دور حکومت میں سیاسی پیچیدگیوں سے معمولی تفریحی باتوں کے سوا اور کسی قسم کی گفتگو یہاں اور دوسرے تفریحی مقامات پر تقریباً ناممکن تھی۔ حکومت کے جاسوس ہر طرف پھیلے ہوئے تھے۔ اور جاسوسی کا اس قدر زور تھا کہ کوئی شخص دوسرے شخص پر اعتماد نہ رکھتا تھا۔ اس لئے باغ میں بیٹھ کر انتظامی یا سیاسی معاملات پر تبادلہ خیالات یا گفتگو کرتے ہوئے لوگ ڈرتے تھے۔ اور اگر کوئی خاص بات کسی سے کرنی ہوتی تھی تو نہایت احتیاط سے اس طرح کہ کوئی دوسرا نہ سن سکے

۱۹۰۷ء کے موسم بہار میں ایک دن صبح کے وقت جبکہ باغ کی رونق موسم بہار کی نشوونما بخشنے والی ہوا سے شباب پر تھی۔ باغ لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ تفریح کرنیوالے مصروف گلگشت تھے۔ کہ دو عورتیں باغ میں داخل ہوئیں۔ اور عام گذرگاہوں سے دور باغ کے ایک گوشہ میں ایک درخت کے نیچے جا کر بیٹھ گئیں۔ ان میں سے ایک ادھیڑ عمر کی تھی۔ اور دوسری نوجوان جس کا قیامت خیز شباب عالم سوز حسن اور تناسب اعضا قدرت کی بے نظیر صناعیوں کا ایک نمونہ تھا

# دوسرا باب

## شیریں

دونوں عورتیں جو شکل ہونے سے ماں بیٹیاں معلوم ہوتی تھیں ترکی لباس پہنے ہوئے تھیں۔ لڑکی کے ہاتھ میں ایک فرانسیسی اخبار تھا جس کو اس نے اس خوف سے کہ کوئی دیکھ نہ لے موڑ کر ہاتھ میں دبا رکھا تھا۔ اور جس قدر سطریں کھلی ہوئی تھیں ان کو پڑھ کر اور پھر آگے کا حصہ کھول کر پڑھ لیتی تھی۔ وہ خاموش اخبار کو پڑھ رہی تھی۔ اور اس کی ماں غور سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی کہ وہ اس کو اس کا ترجمہ سنائے۔ جب دیر ہو گئی اور لڑکی نے کوئی بات نہ سنائی تو ماں نے کہا

شیریں کچھ ہمیں بھی تو سناؤ۔

شیریں نے گردن اٹھائی اور ادھر ادھر دیکھا گویا کہ وہ اپنا مافی الضمیر ادا کرنے میں خائف ہے اور جب اسے اطمینان ہو گیا کہ قریب کوئی نہیں ہے تو اس نے آہستہ سے کہا

اماں کیا سناؤں راقم نے یہ مضمون تو نہایت ہی سخت لکھا ہے۔

ماں کیا تم راقم کا مضمون دیکھ رہی ہو، تمہیں یہ کیونکر پتہ چلا کہ یہ راقم ہی کا مضمون ہے کیا مضمون کے نیچے اس کا نام لکھا ہے۔ راقم حکومت سے ڈرتا نہیں۔

شیریں۔ اماں راقم مضمون کے نیچے اپنا نام نہیں لکھتے صرف حرف الف لکھ دیتے ہیں۔ جو مضمون الف کے نام سے ہوگا وہ انہیں کا مضمون ہوگا۔ اور یہ راز صرف مجھ کو اور اڈیٹر صاحب اخبار کو معلوم ہے تیسرا اس سے واقف نہیں۔ اماں یہ مضمون جو میں پڑھ رہی ہوں اتنا سخت ہے کہ اگر سرکاری آدمیوں کی نظر سے گذرا تو وہ غضبناک ہو جائینگے۔

ماں دجس کا نام توحیدہ تھا) مضمون کا مفہوم کیا ہے۔

شیریں۔ سلطان عبدالحمید اور ان کے وزراء کے انتظامات کی خرابیاں دکھلا کر اس کی دھمکی دی ہے کہ یا تو وہ قوم کے مطالبات کو تسلیم کر لیں ورنہ ملک ان کے ہاتھ سے نکل جائیگا۔ ملک میں اس وقت جو ظلم و غارت گری ہو رہی ہے۔ راقم نے اس کو بھی سلطان عبدالحمید سے

منسوب کیا ہے۔ خدا پناہ میں رکھے۔ رامز نے نہایت سخت لب و لہجہ میں اپنا مفہوم ادا کیا ہے لیکن اماں حقیقت یہ ہے کہ سلطان اور ارکان حکومت اس سے بھی زیادہ کے مستحق ہیں۔ تو حیدہ بیٹی رامز کو سمجھانا چاہیئے۔ اندیشہ ہے کہ کہیں حکومت اس کو گرفتار نہ کرلے۔

شیریں ایک حسین و جمیل لڑکی تھی جس کی آنکھیں بڑی بڑی اور چمکدار تھیں۔ بلند قامت لیکن معتدل ذکی الحس اور قوی الارادہ ترکی و فرانسیسی اور رومی زبانیں بے تکلف بولتی اور ان میں لکھ پڑھ سکتی تھی۔ ظاہری حسن و جمال میں [illegible] کے مصداق تھیں۔ اس کی ماں نہایت ذہین اور عقیل تھی جس کی تربیت نے شیریں کو حریت پسند اور صادق اللہجہ بنا دیا تھا۔ وہ ظلم و ستم کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔ اور حق تلفی کو جبر و ظلم سے تعبیر کرتی تھی۔ رامز جس کا مضمون وہ اس وقت اخبار میں پڑھ رہی تھی۔ اس کو محبت تھی۔ اور رامز بھی بچپن سے اس سے محبت رکھتا تھا۔ رامز اس کی خالہ کا بیٹا تھا جس کی ماں مر چکی تھی۔ باپ نے اس کو پرورش کیا۔ اور اس کے دل و دماغ میں حریت پسندی اور ظالموں سے نفرت کے خیال کو نشو و نما بخشا۔

رامز اور شیریں جب بڑے ہوئے تو باہمی محبت بھی جوان ہوئی۔ اور دونوں نے باہمی معاہدہ سے قرار دیا کہ وہ باہم شادی کر کے لطف زندگی حاصل کریں گے۔ رامز نے اپنی تعلیم پوری کر کے سیاست کو اپنا مطمح نظر بنایا اور سیاسی معاملات پر مضامین لکھنے شروع کئے۔ اور چند ہی روز میں وہ ملک کا ایک مشہور مضمون نگار اور اہل قلم مانا جانے لگا۔ فرانسیسی زبان پر اسے ایسی ہی دسترس حاصل تھی۔ جیسے کہ اسے اپنی مادری زبان ترکی پر۔ علماء اور اہل قلم لوگوں میں وہ حریت پسند مشہور تھا۔

رامز نے اپنی تعلیم ختم کر کے عام لوگوں کی طرح سرکاری ملازمت پسند نہیں کی۔ بعض ذی اثر لوگوں نے اسے کئی دفعہ سرکاری ملازمتوں پر پوچھا لیکن چونکہ اسے ملازمت اور پھر سرکاری ملازمت سے ابتدا ہی سے نفرت تھی۔ اس لئے وہ زیادہ عرصہ تک سرکاری خدمات ادا نہ کر سکا۔ اور چھوڑ چھاڑ کر چلا آیا۔

گھر میں اطمینان سے بیٹھ کر اس نے مضمون نگاری کو ذریعہ معاش قرار دیا۔ ترکی اور

فرانسیسی اخبارات میں ترکی حکومت کے انتظامات کے خلاف اجرت پر الف کے نام سے مضامین لکھتا اور بےغل وغش زندگی بسر کرتا تھا۔

رامز کا طرز تحریر شوخ اور دلچسپ و دلکش تھا اس کے مضامین شوق سے پڑھے جاتے تھے اور اخبار بین ان سے لطف اٹھاتے تھے۔ شیریں خاص طور پر رامز کے مضامین سے ذوق حاصل کرتی اور محظوظ ہوتی تھی رامز اپنے مضامین سے شیریں کو محظوظ ہوتا دیکھکر بہت خوش ہوتا اور شیریں کو سب سے پہلے اپنے مضامین دکھاتا اور اس کی رائے حاصل کرتا اس کے بعد اخبارات کو بھیجتا تھا۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ شیریں کی رائے نے رامز کے مضامین میں جان ڈالدی اور رامز کو شیریں کی صائب رائے کے سامنے سر اطاعت خم کرنا پڑا۔ رامز انتہا پسند تھا مضامین میں اس کا لب ولہجہ سخت ہوتا تھا لیکن شیریں اس کو پسند نہ کرتی تھی وہ اعتدال پسند تھی اور ہمیشہ رامز کو لب ولہجہ میں اعتدال پیدا کرنے کا مشورہ دیتی رہتی تھی

شیریں اس وقت جو مضمون پڑھ رہی تھی وہ اشاعت سے پہلے اس کی نظر سے نہ گذرا تھا اور اسی وجہ سے کہ وہ اس مضمون میں رامز کو کوئی مشورہ نہ دیسکی یہ مضمون نہایت سخت ہوگیا تھا اور وہ خائف تھی کہ کہیں ارکان حکومت اس پر گرفت نہ کریں۔

# تیسرا باب

## رامز

شیریں کی ماں نے جب یہ کہا "مجھے خوف ہے کہ ہمارے عزیز رامز کو کہیں حکومت گرفتار نہ کرے" تو شیریں کے چہرہ پر اضطراب کے سے آثار پیدا ہوگئے اور وہ چونک پڑی گویا اسے کوئی بھولی ہوئی بات یاد آگئی اس کا چہرہ سرخ ہوگیا اور ماں کی طرف دیکھکر اس نے کہا "اماں آپ کا اندیشہ بیجا نہیں ہے رامز اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال رہے ہیں اگر اشاعت سے پہلے میں اس مضمون کو دیکھ لیتی تو اس کو معتدل کرا دیتی۔ ان کو آنے دیجئے میں سمجھا دونگی کہ وہ احتیاط سے کام لیں اور اپنے لب ولہجہ میں اعتدال پیدا کریں یا اللہ کیا ہوا وہ ابھی تک نہیں آئے۔

یہ کہکر اس نے باغ کے دروازہ پر نظر ڈالی لیکن رامز نظر نہ پڑا یکایک اس کی نظر ایک

خوش رو نوجوان پر پڑی جس کے چہرہ سے شجاعت و شہامت ٹپکتی تھی اس نے دیکھا کہ اس کی ماں اس کی طرف دیکھ کر مسکرا رہی ہے اس نے پوچھا۔

اماں یہ کون ہے جس کو دیکھ کر تم مسکرا رہی ہو

**توحیدہ** شیریں تم ان کو نہیں جانتی یہ رامز کے دوست اور کالاس فیلو نیازی بک ہیں۔

**شیریں**۔ وہی جو سرکاری فوج کے افسر ہیں۔

**توحیدہ**۔ ہاں وہی ان کے چہرہ سے اس وقت ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ یہاں اپنی خوشی سے نہیں آئے ہیں دیکھو نا چہرہ پر کدر پایا جاتا ہے۔

شیریں نے نظر اٹھا کر نیازی بک کی طرف دیکھا اور یہ دیکھ کر اس کا دل زور زور سے حرکت کرنے لگا کہ رامز نیازی بک کا ہاتھ پکڑے ان کو ادھر ہی لا رہا ہے نیازی بک ہاتھ چھڑا کر واپس جانا چاہتے ہیں لیکن رامز ان کو نہیں جانے دیتا۔

دونوں جب اس درخت کے قریب پہنچے جہاں شیریں اور اس کی ماں توحیدہ بیٹھی تھیں تو توحیدہ نے سنا کہ نیازی بک رامز سے کہہ رہا ہے۔

رامز مجھے جانے دو وقت بہت گزر گیا ہے اور مجھے جلد سے جلد اپنی جگہ پہنچنا ہے۔

**رامز**۔ (مسکراتے ہوئے) تھوڑی دیر اور ٹھہر و پھر چلے جانا۔

**نیازی بک** رامز کے ساتھ ساتھ درخت کے نیچے پہنچ گیا۔ اور نہایت ادب سے توحیدہ کو سلام کیا جس کے جواب میں توحیدہ نے دعا دی شیریں نے نظر اٹھا کر دیکھا اور نیازی بک کے آنے پر اظہار مسرت کیا۔

شیریں نیازی بک سے اچھی طرح واقف تھی اور مناستر میں جب لڑکی سے نیازی بک کی منگنی ہوئی تھی اس سے شیریں کا بہناپا تھا نیازی بک بھی شیریں کو جانتا تھا۔

رامز نے شیریں کے قریب پہنچ کر معذرت کے لہجہ میں کہا۔

معاف کیجئے راستہ میں میرے مخلص دوست نیازی بک مجھے مل گئے۔ اس وجہ سے یہاں پہنچنے میں مجھے دیر ہو گئی۔

نیازی بک نے رامز کی طرف دیکھ کر کہا۔

میرے مکرم دوست رامز مجھے اجازت دیجئے میں یہاں چپ چاپ آیا ہوں اور چلا جاتا ہوں کہ رات کو اپنی جگہ پہنچ جاؤں مجھے افسوس ہے کہ میں اس دلچسپ صحبت کا لطف اٹھانے سے معذور ہوں مجھے اس قسم کی صحبتوں میں بڑا لطف حاصل ہوتا ہے لیکن میں یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ مجھ پر اس وقت تک کوئی شخص اعتراض کرے جب تک کہ خداوند تعالیٰ ہمیں کامیابی بخشے۔

توحید۔ کیا آپ رات کو کہیں باہر جاتے ہیں۔ کہاں کا ارادہ ہے؟

نیازی بک۔ محترم خاتون میں مناستر جاؤنگا اور وہاں سے رسنہ

یہ کہکر نیازی بک رخصت ہوا اور اس کے چلے جانے کے بعد رامز نے مسکرا کر شیرین کی طرف دیکھا اور کہا۔

آپ کو بہت انتظار دیر تک کرنا پڑا معاف کیجئے آپ کو معلوم ہے کہ نیازی بک میرا مخلص دوست ہے میں اس سے باتیں کرتا رہا اور اُن سے باتوں میں دیر ہوگئی۔ اس کے بعد رامز نے چاروں طرف دیکھا اور اس کا اطمینان کر لیا کہ کوئی آدمی قریب نہیں ہے تو اس نے آہستہ سے کہا۔

نیازی بک یہاں انجمن اتحاد و ترقی کے ممبروں سے ملنے آئے تھے اور ہم سب اپنے محترم دوست انور بک کے ہاں جمع ہو کر دیر تک باتیں کرتے رہے۔

شیرین (بات کاٹ کر) کیا آپ لوگوں نے نیازی بک کو بھی انجمن کا ممبر بنا لیا ہے؟

رامز۔ عزیز وطن پرست محترم انور بک نے اس کو انجمن میں داخل کر لیا ہے لیکن یہاں نہیں ایک دوسری جگہ نیازی بک کے انجمن میں داخل ہو جانے سے ہمیں بڑی تقویت حاصل ہو گئی ہے نیازی بک ایک شجاع اور با مروت افسر ہے اور امید کی جاتی ہے کہ ایسے ہی وطن پرستوں کے ہاتھوں ملک آزاد ہوگا جبر و استبداد کا خاتمہ کیا جائیگا اور پارلیمنٹ قائم ہوگی۔

پارلیمنٹ کا لفظ منہ سے نکلتے ہی رامز کے چہرے پر انتہا بشاشت کے آثار نمایاں ہو گئے اور وہ گردن جھکا کر کچھ سوچنے لگا شیرین نے اس کے چہرے کو بغور دیکھا۔

رامز اضطراب و پریشانی کو راہ نہ دو گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہر چند کہ آپ کے والد کو آستانہ گئے ہوئے بہت دن ہو گئے ہیں لیکن خطرہ کی کوئی بات نہیں ہے انشاء اللہ وہ جلد واپس آجائینگے"

رامز۔ خدا کرے ایسا ہی ہو اور وہ جلد تشریف لے آئیں.... آہ میں کیونکر ان کی واپسی کی امید باندھوں اُن کو گئے ہوئے کئی سال گذر چکے ہیں اور اس وقت تک ان کی کوئی خبر مجھے نہیں ملی ہے.... آہ ان کا واپس آنا ممکن نہیں ہے بہت سے احرار (آزاد خیال یا انتہا پسند لوگ) ملعون قصر یلدز میں داخل ہوئے اور پھر زندہ نہ نکلے...... مجھے خطرہ ہے کہ کہیں وہ بھی عتاب شاہی میں ان سیکڑوں آدمیوں کی طرح جو وطن پرست تھے باسفورس (دریا) میں غرق نہ کر دیئے گئے ہوں.... اگر خدانخواستہ وہ مار ڈالے گئے تو انشاء اللہ میں انتقام لوں گا اور انتقام کا وقت دور نہیں ہے"

آخری الفاظ رامز نے دانت پیکر ادا کئے اور اُس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

شیریں نے رامز۔ کو مضطرب پاکر اُس کی توجہ ہٹانے کے لئے کہا۔

رامز خداوند تعالی آپ کو خطرات سے محفوظ رکھے یہ مضمون آپ نے نہایت سخت لکھا ہے۔

رامز حکمران اور ارکان حکومت اس سے بھی زیادہ کے مستحق ہیں۔ شیریں اُن سے بدلہ لینے کا وقت قریب آگیا ہے اور تم بہت جلد دیکھو گی کہ عثمانی مقبوضات میں خون کی ندیاں بہتی ہوں گی۔

شیریں خدا نہ کرے ایسا موقع پیش آئے میری دعا ہے کہ خداوند تعالی حق کی حمایت کرے اور باطل کو مٹا دے۔

رامز۔ میں بھی اسی کا آرزومند ہوں لیکن ظالم ارکان حکومت سے اسکی امید نہیں کہ وہ آسانی سے قوم کے مطالبات مان لیں گے۔ سالونیک کی سپاہ کے افسر اعلی ناظم بک ہی کو دیکھو وطن پرستوں پر کتنی سختیاں کر رہا ہے۔ نوج کو اس نے حکم دیا ہے کہ وہ انجمن اتحاد و ترقی کے ممبروں کو تلاش کر کے گرفتار کرے تاکہ ان پر نہ صرف جبر و ظلم کیا جائے بلکہ ان کی زندگی کا خاتمہ کر دیا جائے انجمن اتحاد و ترقی نے سالونیک میں ایک جوش پیدا کر دیا ہے اور ارکان

حکومت اُس سے خائف ہین اور چاہتے ہین کہ اس کے ممبرون کا خاتمہ کردیا جائے تاکہ انہین اطمینان سے جبر وظلم کا موقعہ ملے۔

**شیرین** نے رامز کی باتون کو غور سے سنا غصہ سے اس کا چہرہ سرخ ہوگیا اور چارون طرف خوف کی نگاہون سے دیکھکر کہا۔

رامز کیا واقعی ناظم بک نے کوئی ایسا حکم جاری کیا ہے۔ آپکو کیونکر معلوم ہوا۔

**رامز** یلدز (استانہ) مین ہمارا ایک جاسوس ہے اُس نے۔۔ اطلاع دی ہے کہ عبدالحمید کو یہ معلوم ہوکر کہ فوج کے افسر بھی انجمن مین شامل ہوتے جاتے ہین بڑا فکر پیدا ہوگیا ہے اور اندیشہ ہو چلا ہے کہ سپاہ بھی کہین انجمن کا ساتھ نہ دے اسلئے انھون نے ناظم بک کو ترقی دیکر حکم دیا ہے کہ وہ انجمن کے ممبرون اور سکرٹری کو تلاش کرکے گرفتار کرلے اور وعدہ کیا ہے کہ اگر وہ اس مین کامیاب ہوگیا تو اس کو مزید ترقی دیجائیگی۔

**توحیدہ** رامز خاموش...... کوئی سن نہ لے۔

**شیرین** خداوند تعالے آپکے والد بزرگوار کو جزائے خیر دے اگر وہ کوشش نہ فرماتے تو انجمن کا قیام اور اس درجہ تک کامیابی و ترقی ناممکن تھی،،

**رامز** جزائے خیر کا مستحق تو وہ بہادر ہے جس کو حکومت نے اُس کے ہواخواہ اور ہم خیال لوگون کے ساتھ گرفتار کرکے قتل کردیا ہے اور جس نے مرتے وقت میرے والد کو وصیت کی تھی کہ وہ انجمن کو قائم رکھین اور آزاد خیال وطن پرستون کو انجمن کا ممبر بناکر اس کو ترقی دین۔۔۔۔۔۔ آہ میرے والد کہان ہین اور اس مرحوم کی وصیت کیا تھی کاش ہم وصیت کے مفہوم کو معلوم کرلیتے اور آج اُس سے فایدہ اٹھاتے۔

**توحیدہ** بابا بس اب چپ رہو راز کو محفوظ رکھو مین تم کو تنبیہ کرتی ہون کہ اس قسم کی باتین شیرین کے والد کے سامنے نہ کرنا وہ کمزور طبیعت کے آدمی ہین اگر خدانخواستہ انھین کوئی بات معلوم ہوگئی تو اندیشہ ہے کہ کہین کوئی جاسوس انہین دھوکہ دیکر حالات معلوم نہ کرے اور پھر سب پر مصیبت آئے۔

# چوتھا باب

## طہماز اور صائب

آفتاب غروب ہو گیا اور باغ صاف و شفاف روشنی سے بقعۂ نور بنگیا۔ شیرین نے باغ کے دروازہ پر دیکھا کہ اس کا باپ طہماز آرہا ہے ماں کو اس نے مخاطب کر کے کہا

اماں ابا جان تشریف لارہے ہیں۔

اُس نے اگرچہ ماں کو مخاطب کر کے یہ فقرے کہے تھے لیکن مقصود اُس کا یہ تھا کہ رامز کو تنبہ کر دے تاکہ وہ کوئی بات ایسی نہ کہے جس سے کسی قسم کے خطرہ کے پیدا ہوجانے کا اندیشہ ہو۔ رامز نے مڑکر دیکھا کہ شیرین کے باپ کے ساتھ ایک نوجوان بھی ہے جو قیمتی ترکی لباس پہنے اور چشمہ لگائے ہوئے ہے رامز اس نوجوان سے واقف تھا یہ اس کا مدرسہ کا ایک دوست تھا طہماز اور وہ دونوں باتیں کرتے آرہے تھے جب قریب پہنچے تو رامز اٹھکر نوجوان سے ملا اور توحیدہ اور شیرین کو مخاطب کر کے کہا یہ میرے دوست صائب بک ہیں۔

شیرین نے صائب بک کے چہرے پر نگاہ ڈالی اور نفرت سے منہ پھیر لیا انقباض کے آثار اس کے چہرے سے پیدا ہوئے لیکن اُس نے فوراً ماں باپ کے خیال سے اپنی حالت کو درست کر کے صائب بک کو تعظیم دی۔

طہماز ایک لحیم و شحیم آدمی تھا کھانے کا بہت شوقین تھا اور ہر وقت کچھ نہ کچھ کھاتا رہتا تھا چنانچہ اس وقت بھی وہ کچھ کھا رہا تھا"

طہماز اور صائب بک دونوں جب اطمینان سے بیٹھ گئے تو صائب بک نے باغ کے ایک نوکر کو بلایا اور شربت لانے کا حکم دیا۔ رامز شیرین اور توحیدہ نے شربت کے پینے سے معذرت کر کے انکار۔ دیا اور طہماز وصائب بک شربت منگا کر پینے لگے"

صائب بک شربت پیتا جاتا تھا اور شیرین کی طرف متوجہ ہو کر اپنے اثر و نفوذ کے قصے سنا دیا تھا کبھی وہ عزت پاشا اور تحسین پاشا سے اپنے تعلقات اور تقرب کا ذکر کرتا اور کبھی ظاہر کرتا

کہ بڑے بڑے لوگ اس سے ڈرتے اور اس کا شکر مانتے ہیں نسیرین صاحب کی ان تعلی آمیز
باتوں کو نفرت کے ساتھ سن رہی تھی اور چاہتی تھی کہ جلد اس سے نجات ملے چنانچہ اس نے
اپنی ماں سے کہا کہ مجھے سردی معلوم ہوتی ہے اور دوسرے اس کی تائید کی اور چاہا کہ اب واپس
چلیں لیکن طہماز نے ترش رو ہو کر کہا تم لوگ بہت دیر سے یہاں بیٹھے ہو اس وقت سے
سردی معلوم نہیں ہوئی اور اب میرے آتے ہی سردی معلوم ہونے لگی [illegible]
رامز کی طرف دیکھا اور کہا۔

دوست رامز تمہیں وہ دن نہیں بھولتے جبکہ ہم اور تم مدرسہ میں پڑھتے تھے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
بچپن کا زمانہ بھی کیا زمانہ ہوتا ہے ایک بادشاہی ہوتی ہے جس سے زیادہ بے فکر لطف کا زمانہ
زندگی بھر کسی حصہ میں نہیں آتا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ رامز تمہیں معلوم ہے اس زمانہ میں ہمارے ساتھ
اور کون کون لوگ تھے۔

رامز بہت سے تھے ان میں سے ایک نیازی بیگ اور
صائب بیگ (بات کاٹ کر) نیازی ہاں نیازی بھی تھے وہ تو شاید آپ کی فوج کے افسر ہیں۔
رامز ہاں وہ فوج میں کسی معزز عہدے پر ہیں۔
صائب بیگ سامنے تم کیوں فوج میں داخل نہ ہوئے
رامز میں نے اس کی کوشش نہیں کی اور میں اپنے کو فوج میں داخل ہونے کے قابل نہیں
پاتا

صائب بیگ اگر تم پسند کرو تو حکومت کے کسی صیغہ میں تمہیں کوئی عہدہ دلوا دوں فوج
نہ سہی کسی دوسرے صیغہ میں سہی تم ماشاء اللہ ذہین اور فاضل آدمی ہو کئی زبانیں جانتے
ہو اور مدرسہ میں ہمیشہ سب سے بہتر رہے ہو تمہارے لئے بہت سی ملازمتیں اگر تم چاہو تو
سررشتہ تعلیم یا اور کسی انتظامی صیغہ میں تمہارے لئے کوشش کروں تم بے تکلف مجھ سے کہہ دو
اور مجھے اپنا ایک بے تکلف دوست سمجھو میں اس وقت تمہارے لئے سب کچھ کر سکتا ہوں میرا
اثر حکومت کے صیغوں اور انتظامی معاملات میں خاصا ہے تم جو خواہش کروگے وہ بآسانی
پوری ہو جائیگی میں نے ابھی ابھی طہماز بیگ سے وعدہ کیا ہے کہ میں ان کے لئے کوشش

کرونگا اور انشاء اللہ جلد ان کو حکومت سے کوئی خطاب مل جائیگا۔
صاحب بک کا جملہ ختم ہوتے ہی پھر شیرین نے سردی کی شکایت کی اور کانپنے لگی گویا اُسے سردی محسوس ہو رہی ہے لیکن حقیقت یہ تھی کہ صاحب بک کی لغو باتوں سے اسے غصہ آگیا تھا اور وہ غصہ میں کانپ رہی تھی اس سے زیادہ ضبط نہ ہو سکا اور وہ کھڑی ہوگئی شیرین کے اٹھتے ہی توشیدہ اور رامز بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور آخر صاحب بک اور بلمار کو بھی اٹھنا پڑا اور سب کے سب باغ سے نکل کر اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔

# پانچواں باب

## غمازی

باغ سے نکلکر جب صاحب بک رخصت ہوگیا تو شیرین نے فرانسیسی زبان میں رامز سے کہا کہ اُسے صاحب سے سخت نفرت ہے اور رامز کو مشورہ دیا کہ وہ اس سے ملنا چھوڑدے۔
رامز نے کہا کیوں شیرین کیا بات ہے صاحب سے تمہیں کیوں نفرت ہے۔
**شیرین** اس کا سبب میں خود نہیں جانتی البتہ اتنا کہہ سکتی ہوں کہ اس کی آنکھوں سے شر ٹپکتا ہے ممکن ہے وہ جاسوس ہو۔
**رامز** اونہہ جاسوس ہوگا تو ہونے دو۔
تھوڑی دیر میں ایک راستہ پر پہنچکر رامز نے فرانسیسی میں شیرین سے کہا۔
میں اجازت چاہتا ہوں رات کو ایک مضمون لکھنا ہے۔
**شیرین** فی امان اللہ صبح میں آپ کا انتظار کرون گی۔ دوپہر کا کھانا ہمارے ساتھ کھائیگا اور مضمون ساتھ لیتے آئیگا۔
صاحب بک بلمار سے رخصت ہوکر ہوٹل کی طرف جہاں وہ مقیم تھا گاڑی پر سوار ہوکر گیا ہوا اسے یہ محسوس ہوکر سخت تکلیف ہوئی کہ شیرین اس سے نفرت رکھتی ہے اور اس کی طرف

دیکھنا بھی اسے گوارا نہیں۔ اس نے شیرین کو بہت دفعہ دیکھا تھا اور اس کی پیاری پیاری صورت اُس کے دل میں گھر کر چکی تھی وہ چاہتا تھا کہ شیرین کو اپنی بیوی بنائے چنانچہ وہ بہت دنوں تک اس کوشش میں رہا اور آخر شیرین کے باپ عثمان سے ملکر اس نے تعلقات بڑھائے اور اس کو خطاب دلانے کی امید دلاکر اس کا وعدہ اس سے لے لیا کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی اس سے کردیگا۔ آج وہ عثمان کے ساتھ باغ میں اس لئے آیا تھا کہ شیرین سے باتیں کرکے دل بہلائے لیکن آج اسے یہ معلوم ہوا کہ شیرین اس سے نفرت رکھتی ہے اور رامز پر جان دیتی ہے سخت اذیت ہوئی اور اس کے دل و دماغ میں رشک و رقابت کی آگ بھڑک اٹھی اور رامز سے انتقام لینے کے درپے ہوگیا۔

ہوٹل میں پہنچکر اس نے کپڑے اتارے اور کرسی پر بیٹھکر کہنے لگا۔

شیرین۔ بدنصیب شیرین تو مجھ سے نفرت کرتی ہے اور ذلیل انقلابیوں سے محبت کرتی ہے کیا تجھے معلوم نہیں کہ اس مغرور نوجوان کی محبت میں تو مجھ سے ایسا برتاؤ کرتی ہے میں اس کو تجھ سے جدا کرنے پر تیار ہوں اور نہ صرف یہ بلکہ اس کی زندگی کو معرض ہلاکت میں ڈالدینے کی قدرت بھی مجھے حاصل ہے۔

رامز! اے مغرور رامز تو شاید نہیں جانتا کہ میں تیرے حال سے غافل ہوں حالانکہ دنیا میں میں ہی ایک ایسا شخص ہوں جو سب سے زیادہ تیرے حال سے واقف ہوں اور مجھے اس پر قدرت حاصل ہے کہ میرا ایک اشارہ تجھے پاسبانوں کی قید میں ہمیشہ کیلئے بٹھادے۔ . . . . . . .

رامز کیا تو انجمن اتحاد و ترقی کا ممبر نہیں ہے جو سلطان کے خلاف کام کر رہی ہے اگر میں سرکاری عمال کو اس کی خبر دیدوں کہ تو انجمن کا رکن ہے تو کیا ہو . . . ٹھہر میں ابھی تیرا انتظام کئے دیتا ہوں یہ کہکر وہ اٹھا اور میز پر جاکر رامز کے حالات اور حکومت کے خلاف اس کے خیالات ایک طویل یادداشت کی صورت میں لکھے۔ یادداشت مرتب کرکے وہ سوگیا اور صبح سویرے اٹھکر ناظم بک کے پاس پہنچا اسے معلوم تھا کہ ناظم بک ماہین ہمایونی سے واقف ہے اور اس سے اس کے خاص تعلقات ہیں ناظم بک کے پاس پہنچکر اس نے کہا۔

ماہین ہمایونی "اس عہدہ دار کے دفتر کو کہتے ہیں جو بادشاہ اور دربار کے درمیان خدمت پیام بری انجام دیتا ہے (مترجم)

محترم جناب میں نے ایک ایسے نوجوان کا پتہ چلایا ہے جو نہ صرف انجمن اتحاد و ترقی کا ممبر ہے بلکہ انجمن کے تمام کاغذات اس کے پاس ہیں یہ لیجئے میں نے اس یادداشت میں اس کے تمام حالات تحریر کر دیئے ہیں استدعا کرتا ہوں کہ آپ اسے گرفتار کر لیں اور اس کی خبر تار پر ہز ہائینس ہمایونی کو دے دیں تار کا مضمون اگر یہ ہو تو بہتر ہے۔

"صاحب پولیس … کو ایک نوجوان کا جو انجمن اتحاد و ترقی سے تعلق رکھتا ہے پتہ چلا لیا ہے اس نوجوان کے پاس انجمن کے تمام کاغذات ہیں ہم نے اس کو گرفتار کر لیا ہے اور آپ کے حکم کے منتظر ہیں"

ناظم پولیس نے سامنے کھڑے پولیس افسر کو حکم دیا کہ رامز کو فوراً گرفتار کر کے … لائیں اور جو کاغذات اس کے مکان میں ہیں انہیں بھی ضبط کر لیں۔

صاحب … نے اپنی یادداشت ناظم … واپس لی … سیڑھی … اور … پر … نہیں … تک … رات کے بعد یہ مضمون لکھ کر سو گیا … پہنچا اور … رامز کو گرفتار کر لیا اور مکان میں جس قدر کاغذات تھے ان سب کو … لگا دیں اور گورنمنٹ ہاؤس میں لیجا کر بند کر دیا رامز نے واقعات پر غور کیا … نتیجہ پر پہنچ گیا کہ یہ تمام کارروائی صاحب کی ہے۔

صاحب … نے رات کو باغ سے رخصت ہوتے وقت طماز سے وعدہ کیا تھا کہ وہ صبح کو اس سے سڑک پر قہوہ خانہ میں ملیگا جو سالونیکا کے باہر دریا کے کنارے دور تک چلی گئی ہے ناظم … سے واپس ہو کر سیدھا قہوہ خانہ پہنچا جہاں طماز کو اپنے انتظار میں بیٹھا پایا صاحب … نے طماز کو دیکھتے ہی کہا۔

"کہئے رامز کو کس حال میں چھوڑا تھا۔"

طماز نے … شام کو آپ کے تشریف لیجانے کے بعد وہ ہمارے ساتھ رہا اور پھر اپنے مکان کو چلا گیا

صاحب … رامز ایک قابل نوجوان ہے لیکن بہت مغرور ہے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کا غرور اسے کسی روز … اور ممکن ہے کہ اس کی وجہ سے آپ پر بھی کوئی آفت آئے … رامز کے غرور

دیانت سے سخت نفرت ہے لیکن میں اس سے صرف اس وجہ سے ملتا ہوں اور اس کی خاطر کرتا ہوں کہ وہ آپ کا عزیز ہے۔

طہماز۔ ہاں وہ میری بیوی کی بہن کا لڑکا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ نہایت غضبناک اور مغرور ہے

صائب بک اگر اس کے غرور کے نقصانات اسی کی ذات تک محدود رہیں تو خیر کوئی مضائقہ نہیں ہے

طہماز تو کیا ہم کو بھی اس کے غرور سے کوئی نقصان پہنچ سکتا ہے۔

صائب بک ہاں مجھے اس کا اندیشہ ہے میں ایسے قرائن پاتا ہوں کہ وہ اس کوشش میں ہے کہ موجودہ قرابت سے مزید تقرب حاصل کرے۔

طہماز (مسکرا کر) آپ کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید وہ شیرین سے نکاح کا خیال رکھتا ہے محترم دوست بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ میں اپنی لڑکی کی شادی ایسے شخص سے کر دوں جو بیکار محض ہو۔

اس قسم کی باتیں ہو رہی تھیں اور دونوں چار پینے میں مشغول تھے چار پیکر صائب بک نے سگار کیس جیب سے نکالا اور طہماز کو سگرٹ دیا کہا۔

شیرین کا مستحق وہ شخص ہو سکتا ہے جسکی شیرین مستحق ہے۔ شیرین کامل الاوصاف خاتون ہے اور اس کے لئے ایسا ہی شوہر چاہیئے۔

طہماز نے سگرٹ کو روشن کرتے ہوئے کہا۔

صائب بک ماشاء اللہ آپ بھی تو کامل الاوصاف ہیں یہ کہکر وہ مسکرایا۔

صائب بک طہماز کی اس تعریف سے بہت خوش ہوا اور کہا

شیرین نہایت دانشمند اور فاضل خاتون ہیں اور ان کو میں اس کا ہر طرح مستحق جانتا ہوں کہ مجھ سے بھی بہتر شخص ان کا شوہر ہو۔

طہماز۔ میرے محترم دوست آپ سے بہتر شخص کی اس کے لئے ضرورت نہیں اور نہ وہ پسند کرتی ہے

صائب بک ہر چیز مقدرات پر موقوف ہے جو جس کے نصیب ہوتا ہے وہی ملتا ہے

گفتگو اس حد تک پہنچنے پر صائب بک نے اظہار کو ضبط کے لئے باتوں کا رخ پلٹ دیا اور کہا

میں نے اپنے محترم دوست عزت پاشا کو تار دیا ہے کہ وہ آپ کو کوئی معقول ملازمت عنایت
فرمائیں اگر یاد پسند کریں تو میں ان کو بھی معقول جگہ دلا دوں۔
لکھا تو میں آپ کی اس عنایت کا شکر گذار ہوں میں رامز کو آمادہ کرونگا اگر وہ مان جائے
[illegible] کہا [illegible] تکلیف نہ ہو تو آپ بھی دوپہر کا کھانا غریب خانہ پر تناول فرمائیں
[illegible] بہتر ہے [illegible] ہوگا۔

---

# چھٹا باب

## انتظار

شیریں صبح سویرے اٹھی آج کے اخبارات دیکھے اور رامز کا انتظار کرنے لگی اس کا باپ
ملازمت سویرے ہی باہر چلا گیا اس لئے اسے یہ خیال کر کے مسرت ہوتی کہ باپ کی عدم موجودگی
میں وہ رامز سے بے تکلف باتیں کریگی ماں کا اسے کچھ ڈر نہ تھا اس لئے کہ ماں رامز اور
شیریں کے ہمخیال تھی اور رامز سے اسے بہت محبت تھی کیونکہ رامز ابتدا سے اسی کی تربیت
میں رہا تھا اور اس کی بہن کا بیٹا تھا۔

دس بج گئے لیکن رامز نہیں آیا شیریں اس تاخیر سے پریشان ہو گئی اور خوف سے
اس کا دل زور زور سے حرکت کرنے لگا وہ کبھی دروازہ پر جاتی اور کبھی کھڑکی سے جھانک
کر دیکھتی اور جہاں کسی کے قدموں کی آہٹ ہوتی وہ فوراً اس طرف دوڑتی اور جب رامز
کو نہ پاتی تو مایوس اپنے کمرے میں لوٹ آتی اسی حالت میں گیارہ بج گئے اور وہ ماں کے
پاس پہنچی جو باورچیخانہ میں کھانے کا انتظام کر رہی تھی شیریں کو دیکھتے ہی توحیدہ نے کہا۔
کیا رامز آگیا۔

شیریں۔ نہیں اماں ابھی نہیں آئے۔

توحیدہ نے شیریں کو مضطرب پا کر کہا

بیٹی اضطراب کی کیا بات ہے ابھی تو کھانے کا وقت نہیں ہوا آپ بیٹھئے۔

ہاں یہ تو صحیح ہے لیکن ..........................

کسی کے قدموں کی آہٹ ہوئی اور شیریں نے باہر نگاہ کی کیا دیکھا کہ اس کا باپ [illegible] آرہا ہے شیریں نے خیال کیا کہ شاید رامز اُن کے ساتھ ہو لیکن وہ اکیلا تھا شیریں نے آگے بڑھ کر باپ کو سلام کیا باپ نے دعا دی اور کہا

کیا کھانا تیار ہو گیا ہے۔ تمہاری ماں کہاں ہیں۔

**شیریں** باورچی خانہ میں ہیں۔

اُس نے چاہا کہ باپ سے رامز کو دریافت کرے لیکن حیا مانع [illegible] پاس جا کر کہا کہ وہ اُس کے باپ سے جا کر رامز کو دریافت کرے۔ توحیدہ [illegible] اپنے شوہر طماز کے پاس پہنچ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

کیا رامز آپ کے ساتھ نہیں آیا آج اُس نے بہت دیر لگائی۔

**طماز** میں نے تو صبح سے اُس کو نہیں دیکھا۔

**توحیدہ** میں نے کل اس سے کہہ دیا تھا کہ وہ دوپہر کو [illegible] والے ہیں اور وہ ابھی تک نہیں آیا۔

**طماز** شاید سو گیا ہو تھوڑی دیر میں آجائیگا کوئی اندیشہ کی بات نہیں ہے

**توحیدہ** نہیں اندیشہ تو کوئی نہیں ہے اور خوف کی وجہ ہی کیا ہے

**طماز** یہ تو نہ کہو خوف ہر وقت لگا ہوا ہے رامز نے ایک ایسی روش اختیار کر رکھی ہے جو نہایت خطرناک اور لغو و بیکار ہے اور وہ ایسے کاموں میں شریک ہو جاتا ہے جو بجائے نفع کے نقصان پہنچانے والے ہیں اس کو سمجھایا جاتا ہے تو اُس کے خیال میں نہیں آتا اور سمجھانے والوں کو ذلت کی نگاہ سے دیکھتا ہے شیریں قریب ہی کھڑی تھی اور باپ کی باتوں کو غور سے سن رہی تھی باپ کے آخری فقروں کو سنکر اُس نے خیال کیا کہ شاید کل کی باتیں اُس نے سن لی ہیں اور اس نے اور رامز نے سائب بک کی جو توہین کی ہے وہ اس کا انتقام اس سے لینا چاہتا ہے وہ اس سے بہت متاثر ہوئی اور اُس نے کمرہ میں جا کر جو پشت پر تھا ماں اور باپ کی

باتیں سننے لگی اس نے سنا کہ اپنی ماں کو یہی ہے کہ ہمیں اس سے کیا اگر وہ کسی خطرناک کام میں شریک ہے تو وہ جانے اس کا نقصان اسی کو پہنچیگا۔

یہ تو درست ہو لیکن اس کا ہمارے ہاں آنا جانا دوسروں کے لئے ہم پر بھی تو شبہ کا موقع بہم پہنچاتا ہے۔

بات یہاں تک پہنچ جانے پر توحیدہ اس خیال سے چپ ہوگئی کہ کہیں اس کا شوہر غضبناک نہ ہوجائے اور رادیہ خیانہ کا بہانہ کرکے شیریں کے پاس پہنچی۔

شیریں نے جس کی آنکھوں میں اس وقت آنسو بھرے ہوئے تھے ماں سے کہا

اماں... کیا کروں میرا دل تو بہت بے چین ہے

توحیدہ نے انگلی سے اشارہ کیا کہ خاموش رہے اور پھر نوکر کو حکم دیا کہ رامز کے مکان پر جاکر حال معلوم کرے اور فوراً واپس آئے نوکر فوراً دوڑا گیا اور واپس آکر بیان کیا کہ ناظم بک نے سپاہیوں کو بھیجکر رامز کو گرفتار کرلیا ہے اور پولیس ان کے تمام کاغذات بھی مکان سے اٹھاکے لیگئی ہے۔

شیریں کا چہرہ زرد ہوگیا اور گھبرا کر کہا۔

آہ یہ کیا ہوا...... کل شام سے آج جب سے کہ وہ نامراد جاسوس ہم سے آکر ملا ہے میرا دل طرح طرح کے وسوسوں میں مبتلا ہے...... آہ میرا خیال درست نکلا اور اس مردود جاسوس نے آخر اُن کو گرفتار کرادیا۔"

توحیدہ پر بھی اس خبر نے وہی اثر کیا جو شیریں پر کیا تھا لیکن اس نے شوہر کے خوف سے ضبط کیا اور بیٹی کو تسکین دینے لگی اور اس وقت کھانا کھانے کے کمرے کے سامنے کھڑا ہوا تھا وہ بھی سہا تھا شیریں کے رونے کی آواز سنکر اس نے چلا کر کہا۔

امین یہ کون رو رہا ہے، کیا بات ہے، کیا رامز آگیا ہے۔

توحیدہ جلدی سے باہر نکلی اور کہا۔

ابھی ابھی معلوم ہوا ہے کہ ناظم بک نے رامز کو گرفتار کرلیا ہے اور اس کے کاغذات بھی پولیس اٹھاکر لے گئی ہے۔

یہ سنکر حیرت سے توحیدہ ملے دونوں ہاتھوں کو ملا اور افسوس کرنے لگی۔

طہماز۔ (مسکراتے ہوئے) راٰمز کی ناعاقبت اندیشی اور نادانی کی جرأت سے مجھ اس کا ہر وقت اندیشہ لگا ہوا تھا آخر وہی ہوا جو ہونا تھا خیر گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے مین اپنے دوست صائب بک سے اس کا ذکر کرونگا اور امید ہے کہ ان کی کوشش سے راٰمز چھوٹ جائے۔ ناظم بک اور امین ہمایونی ان کی بڑی رعایت کرتا ہے۔ صائب بک اب آتے ہی ہوں گے اور دوپہر کا کھانا وہ ہمارے ساتھ کھائینگے۔

*

# ساتوان باب

## فریب

شیرین اپنے کمرہ مین ان خطرات کا خیال کر کے جو راٰمز کی گرفتاری نے پیدا کر دئیے تھے رو رہی تھی وہ جانتی تھی کہ راٰمز سلطان عبدالحمید خان کا سخت مخالف ہے راٰمز کی گرفتاری اور اس کے کاغذات کی ضبطی سے اسے یقین ہو گیا تھا کہ اب راٰمز کی خیریت نہین ہے اس نے اپنے باپ کو جب یہ کہتے ہوئے سنا کہ صائب بک سے وہ راٰمز کی رہائی کیلئے کہے گا تو اس سے اسے ایک لحظہ کے لئے اطمینان ہوا لیکن معاً خیال آیا کہ راٰمز کی گرفتاری کا سبب تو صائب بک ہی ہے اس سے کسی قسم کی امید رکھنا بیکار ہے وہ پھر رونے لگی تو حبیبہ نے اسے تسکین دی اور کہا بیٹی اطمینان رکھو تمہارے والد کہتے ہین کہ صائب بک سے وہ راٰمز کی رہائی کے لئے کہیں گے چونکہ ان کا اثر حکومت مین بہت ہے اس لئے امید ہے کہ ان کی کوشش سے راٰمز کو پھر آزادی نصیب ہوگی صائب بک ابھی آنے والے ہین تمہارے والد ان سے اسی وقت التماس کر لین گے۔

یہ کہکر حبیبہ نے شیرین کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور پیار کرنے اور تسکین دینی لگی ہر چند کہ راٰمز کی گرفتاری کے متعلق وہ بھی شیرین کے ہمخیال تھی لیکن بیٹی کا رنج و غم اس سے نہ دیکھا گیا اور ضبط کر کے اسے تسکین دینے لگی اس کے آنسو پونچھے لیکن شیرین کو ان باتون سے

تسکین نہیں ہوئی اور کہا

اماں کیا تم صائب بک سے اس کی امید رکھتی ہو کہ وہ رامز کو چھڑانے کی کوشش کریگا حالانکہ اسی نے ان کو گرفتار کرایا ہے آپ مجھے میرے حال پر چھوڑ دیجئے اس قسم کی باتوں سے میرے خیال میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی مجھے یقین ہے کہ یہ کام صائب بک کا ہے اور اسی نامراد نے ان کو گرفتار کرایا ہے۔

شیرین اور توحیدہ اسی قسم کی باتیں کر رہی تھیں کہ کسی کے قدموں کی آہٹ معلوم ہوئی اور ملازم یہ کہتا ہوا ڈیوڑھی کی طرف دوڑا صائب بک تشریف لے آئے

توحیدہ نے شیرین کی طرف دیکھکر کہا

صائب بک آگیا اٹھو چلو کھانا کھائیں اور رامز کی رہائی کے متعلق اس سے دریافت کریں شاید اس کے ذریعہ سے کوئی صورت اس کی رہائی کی نکل آئے ممکن ہے مرکزی عمال سے اس کے تعلقات ہوں کیونکہ یہ سب لوگ ایک ہی طبیعت اور خیال کے ہیں اٹھو میرے ساتھ چلو

شیرین نے سر ہلایا اور اظہار نفرت کرکے جانے سے انکار کر دیا اور کہا

اماں مجھے میرے حال پر چھوڑ دو کیا یہ ممکن ہے کہ میں رامز کو بھول جاؤں اور اس خبیث شیطان کے ساتھ کھانا کھاؤں یہ نہیں ہو سکتا اور کبھی نہیں ہو سکتا کہ میں رامز سے اس نامراد کو بدل لوں

یہ کہکر وہ اٹھی اور یہ کہتی ہوئی پلنگ پر جا پڑی۔

اماں میرا جی اچھا نہیں مجھے معاف کرو مجھ میں کھڑے ہونے کی بھی طاقت نہیں ہے"

توحیدہ نے بھی یہی مناسب سمجھا اور شیرین کو اس کے حال پر چھوڑ دیا تاکہ اس کا باپ اس کی حالت کو دیکھکر غضبناک نہ ہو جائے اور کمرہ سے باہر نکل کر صائب بک کی میزبانی کے فرائض ادا کرنے کے لئے ملاقات کے کمرہ کی طرف روانہ ہوئی۔ طماز اور توحیدہ نے صائب بک کا استقبال کیا اور کمرہ میں بیجا کر بٹھایا اطمینان سے بیٹھکر طماز نے کہا

مجھے بک آپ کے متعلق پہلا خطرہ صحیح نکلا ابھی ابھی مجھے معلوم ہوا ہے کہ آج صبح پولیس نے اسے گرفتار کر لیا۔ کیا آپ کو اس کی اطلاع ملی۔

صائب بک (حیرت زدہ ہوکر) آپ کا مطلب اس نوجوان کو آج پولیس نے گرفتار کیا ہے وہ رامز ہی ہے؟

تھوڑی دیر ہوئی میں ناظم بک کے پاس بیٹھا تھا اس نے بیان کیا کہ آج انجمن اتحاد و ترقی کے ایک نوجوان ممبر کو گرفتار کیا گیا ہے اور اُس کے پاس سے بہت سے مشتبہ کاغذات برآمد ہوئے ہیں جن کو عنقریب آستانہ بھیجا جائیگا اور نوجوان کی گرفتاری کی خبر تار پہ بھیجی جائیگی معمولی طور پر یہ خبر سنکر میں خاموش ہو رہا اور میرے دل میں اس کا خطرہ بھی نہیں گذرا کہ تمہارا دوست رامز ہوگا آہ یہ تو برا ہوا۔

شیرین پشت والے کمرے میں ان باتوں کو سن رہی تھی اُس نے صائب بک کے جواب میں باپ کو کہتے سنا۔

محترم بک رامز میرے بیٹے کی مثل ہے اور میں اپنے کو اس کا باپ ہی سمجھتا ہوں مجھے رامز سے بہت محبت ہے اور اس کی گرفتاری کا مجھے بہت صدمہ ہوا ہے کیا آپ مہربانی فرماکر اس کی رہائی کی کوشش کرینگے مجھ پر آپکا بڑا احسان ہوگا اگر رامز آپ کی کوشش سے خلاصی پا جائے۔

صائب بک کاش آپ صبح مجھے اس کی اطلاع دیتے تو میں بآسانی رامز کو بچا سکتا تھا لیکن اب یہ کام بہت مشکل ہے اب میں یقین ہے کہ آستانہ کو اس کی اطلاع دیدی گئی ہوگی اور اُس کے مشتبہ کاغذات آستانہ بھیجدیے گئے ہونگے بظاہر اب رامز کی رہائی ناممکن ہے۔

طلعت محترم بک اگر آپ کوشش کرینگے تو اب بھی ممکن ہے۔

صائب بک کچھ دیر تک سر جھکائے کچھ سوچتا رہا اور پھر کہا

اس وقت تو رامز کی رہائی کی کوئی صورت ممکن نہیں ہے۔ البتہ آستانہ کو لکھونگا ممکن ہے وہاں اُس کی سزا میں تخفیف ہوجائے۔ رامز کا جرم سنگین ہے اور افسوس ہے کہ اُس نے کوئی موقع بھی ایسا نہیں رکھا کہ اس کی رہائی میں جس سے مدد ملتی ناظم بک سے معلوم ہوا ہے کہ اس کے کاغذات کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ بہت سے آدمی اس انجمن میں شریک ہیں اور ان میں ایک عورت بھی ہے۔

توحیدہ صائب بک کا آخری فقرہ سنکر ڈر گئی اور معًا اس کا خیال اس طرف منتقل ہوا کہ یقینًا وہ عورت شیرین ہے جس کا تذکرہ صائب بک نے کیا ہے شیرین کو خطرہ میں پاکر اس کا دل زور زور سے حرکت کرنے لگا لیکن اُس نے اپنی حالت کو درست کیا اور دلمیں کہا خدا کرے شیرین

سو رہی ہو اور صاحب بک کا فقرہ اُس نے نہ سنا ہو اس کے بعد وہ یہ ظاہر کر کے کہ وہ کھانے کا انتظام کرتی ہے باہر نکل آئی اور شیرین کے کمرہ میں پہنچی دیکھا کہ شیرین خاموش پڑی بڑی غور سے اُن باتوں کو سن رہی ہے جو اُس کے باپ اور صاحب میں ہو رہی ہیں شیرین نے ماں کو دیکھتے ہی کہا۔

اماں میں نے سب باتیں سن لی ہیں۔

توحیدہ تم نے صاحب بک کا آخری فقرہ بھی سنا۔

شیرین شاید آپ کی مراد اس فقرہ سے ہے جس میں ایک عورت پر انجمن میں شرکت کی تہمت لگائی گئی ہے ہاں میں نے یہ سنا ہے کاش یہ صحیح ہو اور وہ عورت میں ہی ہوں اور میرے ساتھ بھی وہی سلوک ہو جو رامز کے ساتھ ہوا۔ کیا میں رامز سے بہتر ہوں نہیں ہرگز نہیں رامز قوم پرست اور محب وطن ہے اور میں اس کی خادم میری قلبی خواہش یہی ہے کہ موت آئے تو ہم دونوں کو اور زندہ رہیں تو دونوں میں بڑی خوشی سے رامز کا ساتھ دینے کو تیار ہوں۔

توحیدہ پر شیرین کی باتوں کا بہت اثر پڑا اور وہ خوف سے کانپنے لگی۔ لیکن یہ خیال کر کے اُسے کچھ تسکین ہوئی کہ اگر خدانخواستہ شیرین پر کوئی آفت آئی تو صاحب بک اُسے بچا لیگا اور اُس نے شیرین سے کہا

بیٹی عزیزہ رامز کا صدمہ ہی کیا کم ہے کہ ہم ایک اور مصیبت مول لیں تم اس خیال سے باز آؤ اگر خدانخواستہ تمہارا نام انجمن کے ممبروں میں ہوا تو ہم تمہاری رہائی کی پوری کوشش کرینگے اور ممکن ہے کہ آخر بھی ہماری اس کوشش سے چھوٹ جائے۔

شیرین (بات کاٹ کر) کیا آپ کا منشا یہ ہے کہ اگر میں خطرہ میں ہوں تو آپ مجھے اس کمینہ جاسوس کے ذریعہ سے بچائیں مگر میں ہرگز یہ نہیں چاہتی کہ یہ نامراد مجھے بچانے کی کوشش کرے میں بڑی خوشی اور آرزو کے ساتھ یہ چاہتی ہوں کہ یہ خبیث سرکاری عمل سے میری مجرمی ثابت کر کے مجھے بھی گرفتار کرا دے تاکہ میں رامز کا ساتھ دے سکوں نتیجہ خواہ کچھ ہو میں رامز کا ساتھ دینے کے لئے بڑی خوشی سے آمادہ ہوں یہ کہکر وہ پلنگ پر لیٹ گئی اور چادر سے منہ چھپا لیا توحیدہ نے زیادہ گفتگو مناسب نہ سمجھی اور شیرین کو اُس کے حال پر چھوڑ کر باورچی خانہ میں چلی گئی اور

نوکروں کو حکم دیا کہ دسترخوان بچھائیں اور کھانا دسترخوان پر لگائیں اور پھر شوہر سے جاکر کہا کہ کھانا حاضر ہے۔

**طہماز** اور صاحب اٹھے ہاتھ دھوئے اور دسترخوان پر جاکر بیٹھ گئے صاحب بک کا خیال تھا کہ شیریں دسترخوان پر ضرور ہوگی لیکن اس کو نہ پاکر اس نے دریافت کیا۔

کیا شیریں کھانا نہیں کھائیگی ان کی طبیعت کیسی ہے۔

**توحیدہ** صبح سے اس کے سر میں سخت درد ہو رہا ہے۔

**طہماز** شیریں کو بلاؤ اگر کھانا نہ کھائے تو بیٹھی ہی رہے۔

**توحیدہ** میں ابھی اس کے پاس سے آرہی ہوں بڑے اصرار سے میں نے اس کو کھانے پر بلایا حقیقت میں اسے درد سر سے سخت تکلیف ہے وہ بار صبح سے رو رہی ہے اور سر تک نہیں اٹھایا ہے۔

**صاحب** خدا ان کو خوش رکھے اگر وہ نہ آسکیں تو کوئی حرج نہیں شاید مامز کی گرفتاری کی خبر نے انہیں صدمہ پہنچایا ہو کیونکہ انہیں مامز سے بہت محبت ہے آہ مامز نے یہ کیا کیا کاش وہ بچوں کی سی حرکتیں نہ کرتے"

**طہماز** بہت دفعہ میں نے اس کو سمجھایا لیکن افسوس ہے اس نے کبھی میری ہدایت پر عمل نہیں کیا کیا پوچھتے ہو اس زمانہ کے نوجوان اپنے برابر کسی کو عقلمند نہیں سمجھتے اور کسی کی نصیحت اور ہدایت پر کان نہیں دہرتے تعجب ہوتا ہو کہ یہ لوگ سلطان عبدالحمید کے مخالف ہیں حالانکہ عثمانی سلاطین میں سے وہ ایک بہتر بادشاہ ہیں کیا سلطان عبدالعزیز ان سے بہتر تھے سلطان عبدالحمید خان پابند صوم صلوۃ اور ایک رعایا پرور بادشاہ ہیں ہزارہا آدمی اس وقت ان کے باورچیخانہ سے زندگی بسر کر رہے ہیں اس کے علاوہ بادشاہ وقت خلیفہ رسول اللہ (صلعم) ہوتا ہے حیرت ہو کہ یہ لوگ خلیفہ رسول اللہ صلعم سے مقابلہ کرتے ہیں کاش یہ لوگ ان نوجوانوں کے انجام پر غور کر کے عبرت حاصل کریں جو اسی خطرناک کوشش میں قتل کئے جاچکے ہیں۔ شاہ وقت کی مخالفت کرنا زندگی کو خطرہ میں ڈالنا ہے خدا جانے آجکل کے نوجوانوں کو کیا خبط سما یا ہے کہ وہ اس پر غور نہیں کرتے اور جس طرح ان کے آباو اجداد عیش و راحت کے ساتھ زندگی بسر کر گئے ہیں یہ اس

طریقہ کو پسند نہیں کرتے"

**صائب بک** میں احرار کو برا نہیں سمجھتا کیونکہ ان کا وجود ہر زمانہ میں رہا ہے اور ان کے بعض کام اچھے بھی ہوئے ہیں البتہ مجھے آجکل کے احرار کی حرکات پر غصہ آتا ہے کہ وہ نہ صرف ملک کو خطرہ میں ڈالنا چاہتے ہیں بلکہ بدنصیب یہ کوشش بھی کر رہے ہیں کہ سلطان کو قتل کر دیا جائے غیر ملکی اخبارات میں نہایت سخت مضامین یہ لوگ لکھتے ہیں اور اس قسم کی تحریرات سے ملک پر اثر ڈالکر اپنا ہمخیال بنانا چاہتے ہیں میرے نزدیک ان کی یہ کوشش نہایت خطرناک اور لغو ہے اگر وہ ملکی فلاح و بہبود کے خواستگار ہیں تو ان کو چاہئے کہ متانت اور سنجیدگی سے کام کریں اور حکومت سے ملکر اپنے مقاصد کو پورا کرنے کی کوشش کریں"

طہماز اور صائب بک کھانا کھاتے جاتے تھے اور باتیں کرتے جاتے تھے۔ شیرین کان لگائے ان باتوں کو غور سے سن رہی تھی صائب بک کی باتیں سنکر کئی مرتبہ اس کے جی میں آیا کہ باہر نکل کر اس کے خیالات کی تردید کرے لیکن مناسب نہ سمجھکر وہ خاموش پڑی رہی"

# آٹھواں باب

## منگنی کی بات چیت

کھانے سے فارغ ہوکر صائب بک چلا گیا طہماز کمرہ سے باہر نکلا اور بیٹی کو دیکھنے اس کے کمرہ میں پہنچا شیرین اس وقت سو رہی تھی اس لئے وہ واپس چلا آیا اور اپنے کمرہ میں جاکر وہ بھی سونے کے ارادہ سے لیٹ گیا توحیدہ بھی سونے کے لئے پلنگ پر لیٹی لیکن تردد و افکار کے ہجوم میں اسے نیند نہ آئی۔

تین بجے کے بعد طہماز سوکر اٹھا قہوہ پیا اور توحیدہ کو بلایا اور اپنے قریب بٹھا کر کہا۔

صائب بک تھوڑی دیر میں آنے والے ہیں میں نہیں کیا جواب دوں۔

توحیدہ کس بات کا جواب۔

**طہماز** : شیرین کے بارے میں

**توحیدہ** (شوہر کے مطلب کو سمجھ کر تجاہل عارفانہ کے طور پر) میں آپکا مطلب نہیں سمجھی۔

**طہماز** : تمہیں یہ تو معلوم ہے کہ رامز گرفتار ہو گیا ہے اور بظاہر امید نہیں ہے کہ وہ رہائی پا سکے افسوس ہے کہ اس نے اپنے آپ کو خود خطرہ میں ڈالا ہے۔ شیرین ابھی ناسمجھ ہے اور زمانہ کے نشیب و فراز سے ناواقف اس لئے جب تک اسے پورے طور پر خطرہ سے آگاہ نہ کیا جائے گا وہ اپنی رائے نہ بدلیگی اور رامز کا خیال نہ چھوڑیگی۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ قدرت نے اس وقت اس کے لئے صائب بک ایسا شخص بہم پہنچا دیا ہے جو ہر طرح مناسب و موزون ہے۔ صائب بک خوبصورت ہے مالدار ہے اور حکام میں معقول اثر و نفوذ رکھتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ صائب بک سے شیرین کی شادی کر دینا ہمارے لئے فخر و مباہات اور عزت کا موجب ہے اور بہت ممکن ہے کہ اس تعلق سے وہ کوشش کر کے رامز کی رہائی کی بھی کوئی صورت پیدا کرے"

پھر تمہیں معلوم ہے کہ رامز اگرچہ میرا عزیز ہے لیکن چونکہ اس نے میری ہدایتوں پر عمل نہیں کیا اور ہمیشہ میری رائے کے خلاف کام کرتا رہا اس لئے مجھے اس سے اور اس کے لغو خیالات اور کاموں سے سخت نفرت ہے۔ وہ جو کام کرنا چاہتا تھا اس کی طاقت اور حیثیت سے کہیں زیادہ اور خطرناک تھا اور آخر اس کے خیالات اور نادانی کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ وہ گرفتار ہو گیا اور اب کوئی صورت اس کے بچنے اور رہائی پانے کی نہیں ہے وہ تو خیر گرفتار ہو ہی گیا لیکن مجھے اس کا اندیشہ لگا ہوا ہے کہ چونکہ وہ ہمارا عزیز ہے اور ہمارے گھر میں آتا جاتا تھا کہیں ہم پر بھی حکومت کو شبہ کرنے کا موقعہ نہ ملے اور ہم بھی مبتلائے مصیبت ہوں۔ اگر صائب بک کو ہم اپنا داماد بنا لیں تو نہ صرف ان تمام خطرات سے ہمیں نجات مل جائیگی بلکہ یہ تعلق ہمارے لئے عزت کا موجب بھی ہوگا اس لئے میری رائے ہے کہ صائب بک کا پیام منظور کر لیا جائے۔

**توحیدہ** : میں آپ کی رائے سے اختلاف کرنیکی کوئی وجہ نہیں پاتی لیکن بہتر یہ ہے کہ شیرین کو بھی دریافت کر لیا جائے۔

**طہماز** : بہتر ہے اس سے بھی دریافت کر لو میرا خیال ہے کہ وہ والدین کی رائے کے خلاف نہ ہوگی۔

توحیدہ شیرین سے دریافت کئے بغیر ہم اپنی رائے سے اس کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے اس کی رائے اس معاملہ میں حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔

طہارت آجکل کی لڑکیاں بھی اس زمانہ کے نوجوانوں سے کچھ کم نہیں ہیں ہمارے زمانہ میں تو تمام امور کا انصرام والدین کے ذمہ ہوتا تھا اور بچوں کا شادی بیاہ کے معاملوں میں مداخلت کرنا برا سمجھا جاتا تھا آجکل کے نوجوان اور لڑکیاں تو یہ چاہتی ہیں کہ ہر بات میں مداخلت اور شرکت کریں یہاں تک کہ وہ سلطان وقت کے ساتھ حکومت میں بھی شرکت کی خواستگار ہیں اور ان کی یہ خواہش اس وقت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ اگر سلطان معاملات حکومت میں دست اندازی سے انہیں منع کرتا ہے تو وہ ان کے قتل کے درپے ہو جاتے ہیں دیکھئے ان مطالبات کا کیا انجام ہونے والا ہے بہرحال تم شیرین کے پاس جاؤ اور صاحب بک کی عزت اور وقعت اور معاملہ کی اہمیت اس کے ذہن نشین کر کے اس کو اس پر آمادہ کر لو۔

توحیدہ کو یقین تھا کہ شیرین صاحب بک کے پیام کو منظور نہیں کریگی لیکن شوہر کے کہنے سے وہ اٹھی اور شیرین کے کمرہ میں پہنچی شیرین سو رہی تھی قدموں کی آہٹ پاکر وہ آنکھیں ملتی ہوئی اٹھی اور ان کو دیکھکر کہا۔

اماں میری اچھی اماں رامز کہاں ہیں کیا میں خواب دیکھ رہی ہوں یہ کہکر اس نے پھر آنکھیں ملیں اور غور سے ماں کی طرف دیکھا۔

توحیدہ نے شیرین کے اضطراب اور گھبراہٹ کو دیکھکر خیال کیا کہ شاید اس نے رامز کو خواب میں دیکھا ہے وہ آگے بڑھی اور شیرین کو سینہ سے لگا کر پیار کیا فرط قلق اور بیٹی کے صدمہ سے متاثر ہو کر رقت اس پر طاری ہو گئی اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے شیرین نے ماں کو روتا ہوا دیکھکر دل میں کہا کہ ماں کے رنج و غم کا سبب میں ہی ہوں اس خیال سے اس کا رنج اور بڑھگیا اور اس نے رقت خیز لہجہ میں کہا۔

اماں آہ میں بڑی بدنصیب ہوں میری وجہ سے آپ کو رنج و صدمات اٹھانے پڑ رہے ہیں کاش میں پیدا نہ ہوئی ہوتی۔

توحیدہ بیٹی تمہارا غم میرے لئے راحت ہے لیکن مجھے یہ خیال البتہ ہے کہ رنج و غم کہیں تمہاری

صحت خراب نہ کر شے خدا کے لئے صبر کرو خداوند تعالی صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ماشاءاللہ سے تم عقلمند اور سمجھدار ہو تمہیں سمجھانا بیکار ہے۔

توحیدہ اماں صبر ہی کرنا پڑیگا صبر کے سوا اور ہم سے کیا ہو سکتا ہے۔

یہ کہکر اس نے آنکھوں سے آنسو پونچھے یکایک اس کی نظر آئینہ پر پڑی جو سامنے دیوار پر لگا ہوا تھا اس نے آئینہ میں دیکھا کہ اس کا باپ پنجوں کے بل آہستہ آہستہ کمرے کی طرف آرہا ہے آئینہ کے مقابل ایک کھڑکی تھی اور اس میں سے اس کے باپ کے آہستہ آہستہ ادہر آنیکا عکس پڑ رہا تھا باپ کو کمرہ کی طرف اس طرح آتے ہوئے دیکھکر وہ سہم گئی اور چہرہ خوف سے زرد ہوگیا توحیدہ نے شیریں کو خوفزدہ پاکر کہا

کیوں شیریں کیا ہوا کیا تم کسی چیز سے ڈر گئی ہو یہ تمہارے چہرہ کا رنگ کیوں اڑگیا۔

شیریں اماں جان کچھ نہیں میں نے ابھی آئینہ میں دیکھا ہے کہ ابا جان ادہر سے آہستہ آہستہ گذرے ہیں کیا وہ سوائے ۔

توحیدہ ہاں بیٹی وہ سوائے ہیں میں ابھی ان کے پاس سے آرہی ہوں

شیریں نہایت ذہین اور سمجھدار تھی ماں کے اس فقرہ سے اس نے سمجھ لیا کہ کوئی خاص بات ہے جو ماں اس سے چھپا رہی ہے اور کہا اماں کیا کوئی خاص بات مجھ سے کہنی ہے خدا کرے کوئی اچھی بات ہو۔

توحیدہ بیٹی گھبراؤ نہیں کوئی بری خبر نہیں ہے۔

یہ کہکر پیار سے اس نے شیریں کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دیر تک اس کے بالوں کو درست کرتی رہی اور پھر کہا کہ شیریں تمہارے ابا نے صائب بک کے متعلق مجھ سے ابھی گفتگو کی تھی ....... صائب بک ابھی تھوڑی دیر میں آنے والے ہیں۔

شیریں مجھ سے اس کا واسطہ آئے یا نہ آئے اماں میں اس کی صورت بھی دیکھنا نہیں چاہتی

توحیدہ بیٹی معاملہ اس سے بھی اہم ہے دیکھنے نہ دیکھنے کی بات نہیں ہے۔

شیریں اور وہ کیا چاہتا ہے؟

توحیدہ تمہارے ابا نے ابھی مجھ سے اس کے متعلق گفتگو کی ہے اور کہا ہے کہ میں تمہیں آکے

پیام کو منظور کر لینے پر آمادہ کروں اُن کا خیال ہے کہ صائب بک دولتمند ذی اثر شخص ہے اور ایسے شخص کا پیام رد نہیں کیا جا سکتا۔

توحیدہ اگرچہ یہ الفاظ کہنا نہیں چاہتی تھی لیکن اس خوف سے کہ کہیں اس کا شوہر غضبناک طور پر سن نہ رہا ہو محض اس کے خوش کرنے کے لئے شیرین سے کہے وہ جانتی تھی کہ شیرین قطعی طور پر انکار کر دیگی اس لئے اس نے شوہر کی اطاعت میں رسمی طور پر اپنا فرض ادا کر دیا تاکہ وہ اس صورت میں شوہر کے سامنے بری الذمہ ہو جائے۔

*

# نواں باب

## انکار

شیرین کو ماں کی یہ بات سنکر بڑا تعجب ہوا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اس کی ماں کا خیال امز کے ساتھ شادی کرنے کا ہے لیکن معاً اسے خیال آیا کہ ممکن ہے باپ کی تحریک سے اس نے یہ بات کہی ہو اور خود اس کی رائے نہ ہو اس لئے اس نے تجاہل عارفانہ کے طور پر کہا۔

اماں مجھے اس سے کب انکار ہے کہ صائب بک بڑا آدمی ہے خدا کرے وہ ایسا ہی ہو جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے۔

توحیدہ: بیٹی تمہارے والد چاہتے ہیں کہ اس کا پیام منظور کر لیا جائے مجھے تمہارے پاس اسی لئے بھیجا ہے کہ میں تمہاری رائے معلوم کروں صائب بک ایک لائق آدمی ہیں اگر تم ان کا پیام منظور کر لوگی تو بہت ممکن ہے اُن کے واسطہ سے رامز کو رہائی نصیب ہو جائے"

شیرین: رامز کی رہائی کیا وہ رامز کو رہائی دلا سکتا ہے اگر خدانخواستہ میں نے اس جاسوس سے شادی کر لی اور پھر رامز کو رہائی ملی تو مجھے کیا فایدہ اور رامز میرے پھر کس کام کا۔ اماں یہ کیونکر ممکن ہے اسی بدتہذیب نے تو رامز کو گرفتار کرایا ہے اور یہی اس کو رہائی دلا سکتا ہے کبھی نہیں یہ سب جھوٹ ہے

توحیدہ نے شیرین کے منہ پر ہاتھ رکھکر اسے خاموش کیا اور ظاہر کیا کہ ایسی بات نہ کہو ممکن ہے کوئی سنتا ہو۔ شیرین نے اپنی ماں کا ہاتھ منہ پر سے ہٹا کر اظہار نفرت کرتے ہوئے کہا۔

اماں ڈرنے کی کیا بات ہے خاموش کیوں رہوں تم کس دل سے مجھے یہ مشورہ دیتی ہو کہ میں عاکف بیگ کا پیام منظور کر لوں۔

یہ کہکر شیرین رونے لگی توحیدہ شیرین کی بیباکی سے ڈر گئی اور اسے اندیشہ پیدا ہوا کہ اگر اس گفتگو کے سلسلہ کو قائم رکھا تو ممکن ہے شیرین اس سے زیادہ سخت الفاظ استعمال کرے اور معاملہ طوالت پذیر ہو وہ فوراً کھڑی ہوگئی اور کہا

بیٹی کچھ جلدی نہیں ہے تم اچھی طرح غور کر لو میں تھوڑی دیر میں آؤں گی یہ کہکر وہ باہر آئی اور طہماز کے کمرے کی طرف چلی تھوڑی دور گئی ہوگی کہ طہماز کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا اور دونوں کمرے میں پہنچے اور اطمینان سے بیٹھ کر شوہر سے کہا

شیرین کا جی اچھا نہیں کچھ دنوں صبر کیجیے جب اس کی طبیعت درست ہو جائیگی تو میں اس کو راضی کر لوں گی۔

**طہماز** چند روز صبر کریں کیوں بیگم تھوڑی دیر میں صاحب بک آنے والے ہیں اور اسی وقت ان کو اس کا جواب دینا ہے میں نے ان سے ان کا پیام منظور کر لینے کا وعدہ کر لیا ہے کیا تم مجھے جھوٹا بناؤ گی۔

**شیرین** ہاں ہیں شیرین کی رائے حاصل کرنے میں چند روز صبر کرنا پڑیگا رآفر کی گرفتاری نے اس کو بہاری طرح سخت صدمہ پہنچایا ہے اور میں کسی طرح مناسب نہیں سمجھتی کہ ایسی حالت میں اس سے اس کے متعلق کوئی بات دریافت کروں۔

**طہماز** بیشک اس کو رآفر کی گرفتاری کا صدمہ ہم سب سے زیادہ ہوگا وہ اس کے خیال اور رحجان میں شامل ہونا چاہتی ہے میں خوب واقف ہوں۔ وہ ابتدا ہی سے رآفر کے ساتھ رہی ہے اور اس کے خیالات سے اسے دلچسپی ہے ممکن ہے اس معاملہ میں میری خاموشی سے اس نے یہ نتیجہ نکالا ہو کہ میں ان خیالات کا حامی ہوں بیگم میں ان خیالات سے سخت نفرت رکھتا ہوں لیکن اس وقت تک میں صرف اس لیے خاموش رہا کہ رآفر اس کا خانہ زاد بھائی ہے اور اس کو وہ خطرہ میں ڈالنا پسند

پسند نہ کریگا لیکن میں دیکھتا ہوں کہ رآمز کی انجام سے اسے عبرت نہیں ہوئی اور وہ برابر انہیں خیالات پر قائم اور رامز کی محبت کا دم بھرے جاتی ہے کیا یہ اسے معلوم نہیں ہوا کہ احرار کی فہرست میں اس کا نام بھی ہے اور صاحب بک کی کوشش سے وہ گرفتاری سے محفوظ رہی ہے ورنہ وہ بھی ابتک گرفتار ہو جاتی اور اس کے ساتھ ہم پر بھی مصیبت آتی۔ صاحب بک نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے اور اس کے احسان کا معاوضہ اسی طرح سے ہو سکتا ہے کہ ہم اس کا پیام منظور کر لیں میں نے اس سے وعدہ کر لیا ہے اور میں جھوٹا بننا نہیں چاہتا یہ کہکر طاہر نے سگرٹ روشن کیا اور پینے لگا تو حمیدہ نے طاہر کی طرف دیکھا اور محسوس کیا کہ اس کا بشرہ زبان حال سے کہہ رہا ہے خیر میرا جو فرض ہے وہ میں ادا کروں اور جو تمہارا فرض ہے تم ادا کرو"

تو حمیدہ نے شوہر کو غضبناک پاکر دل میں کہا

معاملہ اہم ہو گیا شیرین ہرگز اس پر راضی نہ ہوگی اور اس کا باپ صاحب بک سے اس کی شادی کر دینے پر بالکل تیار ہے

انجام کار یہ خیال کر کے وہ ڈر گئی اور اسے اندیشہ پیدا ہو چلا کہ اس نامراد جاسوس (صاحب بک) کی بدولت کہیں شیرین کی جان خطرہ میں نہ پڑ جائے۔ رامز اور شیرین کی محبت اسے اس پر آمادہ کرتی تھی کہ وہ شیرین کا ساتھ دے لیکن ان کی زندگی کا خطرہ اسے اس پر مجبور کر دیتا تھا کہ وہ شوہر کی رائے سے اتفاق کرے۔ وہ جانتی تھی کہ آجکل جاسوسی کا دور ہے وہ جس کو چاہتے ہیں موت کے غار میں پہنچا دیتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں سر بلند اور ممتاز بنا دیتے ہیں۔ صاحب بک جاسوس ہے اگر خدانخواستہ اس کے پیام کو رد کر دیا گیا تو بہت ممکن ہے وہ بدلہ لے اور شیرین کو بھی رامز کی طرح گرفتار کرا دے۔

---

# دسواں باب

## ٹیلیگرام

تو حمیدہ کمرہ میں بیٹھی ہوئی انہی تصورات میں تھی کہ دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز آئی اور اس کا دل

زور زور سے حرکت کرنے لگا اس نے سمجھ لیا کہ صائب بک آگیا مگا ملازم دوڑتا ہوا آیا اور کہا صائب بک تشریف لائے ہیں۔

طہماز اور توحیدہ کمرہ سے باہر نکلے توحیدہ گھر کے کام دہندوں میں مصروف ہوگئی اور طہماز صائب بک کو لیکر کمرہ میں آیا اور کرسی پر بٹھاکر شیرین کو دیکھنے کے لئے اسکے کمرہ میں گیا"

شیرین پلنگ پر پڑی تھی اور سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی شیرین کو گلے سے لگایا پیار کیا اور پھر کہا بیٹی کیا حال ہے کیوں کیسی طبیعت ہے؟

شیرین۔ اباجان سر میں درد ہے کوئی اندیشہ کی بات نہیں ہے۔

طہماز نے پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا۔

بیٹی تھوڑی دیر سو رہو سونے سے سر کا درد جاتا رہتا ہے۔

شیرین۔ اباجان بہتر ہے۔

یکایک توحیدہ کمرہ میں داخل ہوئی اور اس نے بھی شیرین کو یہی مشورہ دیا کہ وہ سوجائے توحیدہ کی غرض یہ تھی کہ اگر وہ سوجائیگی تو صائب بک اور اپنے باپ کی باہمی دلکش باتوں کو سن سکیگی شیرین کے کمرہ سے نکل کر دونوں صائب بک کے پاس پہنچے۔ صائب بک توحیدہ کو دیکھکر کھڑا ہوگیا اور کہا۔

میں جناب طہماز بک کی مہربانی و عنایت کا بہت مشکور ہوں کہ وہ میرے ساتھ ایسا برتاؤ کرتے ہیں جیسا کہ اپنے رشتہ داروں بلکہ اولاد کے ساتھ کیا کرتے ہیں حالانکہ میں دوسری بار یہاں حاضر ہوا ہوں آپ تشریف رکھئے۔

یہ کہکر وہ کرسی پر بیٹھ گیا توحیدہ بھی ایک جانب کرسی پر بیٹھ گئی یکایک اس کی نظر طہماز کے ہاتھ پر پڑی جس میں ایک کاغذ تھا اور جس کو وہ انگلیوں میں دبائے ہوئے تھا توحیدہ نے پوچھا یہ آپکے ہاتھ میں کیا ہے۔

طہماز۔ تار ہے جو آستانہ سے آیا ہے

جملہ ختم کرتے ہی طہماز کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوگئی اور مسرت سے چہرہ دمک اٹھا توحیدہ نے خیال کیا کہ شاید میرا تقرر کہیں ہو گیا ہے [illegible]

لگا اور چاہا کہ شوہر کے ہاتھ سے مالیکر پڑھے لیکن ادب کے خلاف سمجھکر وہ اپنے ارادہ سے باز رہی اور کہا

شاید رآمز کے معاملہ کے متعلق یہ کوئی تار ہے

**طہماز** بیگم اب رآمز کا خیال چھوڑ دو اُس کی رہائی کی کوئی امید نہیں یہ تار ایک اور معاملہ کے متعلق ہے جس کا ذکر میں اس وقت مناسب نہیں خیال کرتا۔

**توحیدہ** فرمائیے تو سہی کس امر کے متعلق یہ تار ہے کیا کوئی ایسی خاص بات ہے جس کا ذکر مجھ سے مناسب نہیں۔

**طہماز** (مسکرا کے ہوئے) یہ تار نہایت اہم ہے اور میری ذات خاص سے تعلق رکھتا ہے کوئی تردد کی بات نہیں ہے اس تار میں میرے قید یا شہر بدر کئے جانے کی کوئی اندوہناک خبر نہیں ہے۔

**صائب بک** (خوشامدانہ لہجہ میں) محترم دوست یہ آپ کیا فرماتے ہیں خدا کرے کوئی ایسی بات ہو آپ تو خدا کا شکر ہے حضور شہنشاہ معظم کے مخلص ہیں (توحیدہ کی طرف دیکھکر) محترم خاتون یہ تار ما بین ہمایونی کے دفتر سے آیا ہے جس میں اطلاع دی گئی ہے کہ جلالت مولانا البادشاہ نے جناب طہماز بک کو بک کا رتبہ عنایت فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے

**طہماز** ما بین ہمایونی سے میرے محترم دوست صائب بک نے میرے لئے سفارش کی تھی اور آپ کی سفارش نے مجھے اس رتبہ پر پہنچایا ہے اسلئے ہم کو جناب صائب بک کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔

دیر تک طہماز اور صائب بک میں اظہار انکسار و تواضع ہوتا رہا اور توحیدہ بت بنی دونوں کی باتیں سنتی رہی آخر گفتگو کا رخ بدلنے کے لئے اُس نے کہا

محترم صائب بک رآمز کے متعلق کوئی بات معلوم ہوئی۔

**صائب** محترم خاتون رآمز چونکہ آپ کا رشتہ دار ہے اسلئے مجھے ان کا بہت زیادہ فکر ہے میں نے ناظم بک سے رآمز کے متعلق دریافت کیا تھا جس کے جواب میں اُس نے ظاہر کیا ہے کہ ما بین ہمایونی کے دفتر سے تار آیا ہے کہ رآمز کو فوراً آستانہ بھیجدیا جائے اور میرا خیال

کہ کل رات کی گاڑی سے ناظم بک نے ان کو آستانہ بھیجدیا ہوگا۔

توحیدہ اس گفتگو کو جیسی کہ سمجھائی اور اس خیال سے کہ شیرین کہین یہ باتین نہ سن لے اُس نے فوراً سلسلۂ گفتگو کا رخ بدلکر کہا

مین آپ کی اس سچی محبت کا بہت شکریہ ادا کرتی ہون جو آپ نے رتبہ دلوانے مین فرمائی ہے

طہماز (صائب بک سے) اگر آپ کی کوششون سے رامز چھوٹ گیا تو ہم آپ کے بہت ہی مشکور ہونگے میرا خیال ہے کہ اگر آپ نے توجہ فرمائی تو یہ کوئی بڑا کام نہین ہے (توحیدہ کی طرف دیکھکر) بیگم شیرین کہان ہے

توحیدہ اس وقت تک اس کی طبیعت خراب ہے مین ابھی اُس کے پاس سے آرہی ہون اس وقت وہ سوگئی ہے امید ہے کہ کچھ دیر سو رہنے کے بعد اس کی طبیعت صاف ہوجائیگی اور سر کا درد جاتا رہیگا۔

طہماز (صائب بک کو سگرٹ دیتے ہوئے) رامز کی گرفتاری کی خبر نے شیرین کو سخت صدمہ پہنچایا ہے اور اُس کی طبیعت بہت خراب ہوگئی ہے لیکن ..........

# گیارہوان باب

## ہدیہ

صائب بک نے طہماز کی بات کاٹ کر کہا

شیرین کو رامز کی گرفتاری کا جتنا رنج ہو تھوڑا ہے وہ ان کا خالہ زاد بھائی ہے اور دونو نے بچپن سے ایک ہی جگہ پرورش پائی ہے مجھے بھی اپنی عمر مین اس قسم کے صدمات اٹھانے پڑے ہین لیکن رامز کی گرفتاری کے صدمہ نے میری راحت خراب کردی ہے آہ مسکین رامز بچے کیونکر عمال کے ہاتھون سے بچائین بہرحال مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہین ہے مین اپنی پوری طاقت رامز کے جرم کی تخفیف مین صرف کرونگا یہ کوشش میرا ایک فرض ہوگا۔

چونکہ اب آپ اور محترمہ بیگم (توحیدہ کی طرف اشارہ کرکے) سے تعلقات میں خصوصیت پیدا ہوگئی ہے اسلئے میں جلد سے جلد اس کے متعلق کوئی تدبیر نکالونگا تاکہ شیرین کے صدمہ میں کمی ہو مجھے یہ دیکھکر سخت رنج ہوتا ہے کہ شیرین اس صدمہ میں مبتلا ہے۔

یہ کہکر صاحب بک نے جیب سے ایک خوبصورت ڈبیہ جس پر مخمل کا زرکار غلاف چڑھا ہوا تھا نکالی اور اس کو دیتے ہوئے کہا

جسطرح آپ مجھ پر لطف اور مہربانی کی نظر رکھتے ہیں امید ہے کہ شیرین بھی مجھ پر ایسی ہی نظر عنایت رکھتی ہونگی اور میرے دل میں جس قدر اُن کی محبت و وقعت ہے اُن کے قلب میں بھی میری ایسی ہی الفت ہوگی میں یہ حقیر ہدیہ ان کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اگر وہ اس کو قبول فرمائینگی تو مجھے بڑی مسرت ہوگی اور میں اپنے کو خوش نصیب خیال کرونگا۔

اس کے بعد توحیدہ کی طرف دیکھکر کہا

محترم بیگم میری اس جرأت کو معاف فرمائیگا میرے محترم دوست جناب طہمان بک کی مہربانیوں نے مجھے اس جرأت پر آمادہ کیا ہے

یہ کہکر اس نے ڈبیہ کھولی اور توحیدہ کے سامنے پیش کی توحیدہ نے دیکھا کہ ڈبیہ کے اندر ایک خوبصورت پرند کی شکل کا ایک قیمتی مرصع زیور ہے جس میں یاقوت و الماس جڑے ہوئے ہیں اور جس کی قیمت پانسو پونڈ سے کم اندازہ نہیں کی جاسکتی توحیدہ نے ڈبیہ کو لے لیا اس کے ہاتھ اس خیال سے کانپ رہے تھے کہ شیرین اس ہدیہ کو قبول نہیں کریگی وہ خاموش بیٹھی تھی اور سوچ رہی تھی کہ صاحب بک کو اس کے متعلق کیا جواب دے کہ طہمان نے کہا

شیرین بڑی سمجھدار لڑکی ہے اور صاحب بک کی قدر و منزلت سے بخوبی واقف ہے اس لئے یقین ہے وہ اس ہدیہ کو شکریہ کے ساتھ قبول کریگی

یہ کہکر اسنے ڈبیہ کو توحیدہ کے ہاتھ سے لیلی اور زیور کے قیمتی جواہرات کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا

محترم دوست آپ اطمینان رکھیں میں آپکا ہدیہ خود اپنے ہاتھ سے شیرین کو دونگا۔

یہ کہکر وہ کھڑا ہوگیا اور شیرین کے کمرہ کی طرف چلا توحیدہ بھی اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہوگی۔ شیرین اس وقت فرش پر لیٹی ہوئی تھی اور تمام باتوں کو غور سے کان لگائے سن رہی تھی

باپ کو اپنے پاس آتے ہوئے دیکھکر وہ غضبناک ہو گئی اور خیال کیا کہ اگر اس وقت گفتگو کا موقع نہ آئے تو بہتر ہے وہ یہ خیال ہی کر رہی تھی کہ طہاز کمرہ میں داخل ہوا اور توحیدہ آگے بڑھکر شیرین کے پاس پہنچی اول تو خیال کیا کہ شاید وہ سو رہی ہے لیکن توحیدہ کے پہنچتے ہی شیرین آنکھیں ملتی ہوئی اٹھ بیٹھی توحیدہ نے بیٹھکر پیشانی پر بوسہ دیا اور دریافت کیا۔

شیرین اب کیسی طبیعت ہے؟

شیرین نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور آنکھیں اٹھا کر دروازہ کی طرف دیکھا طہاز زیور ہاتھ میں لئے ہوئے آگے بڑھا اور پیار سے شیرین کے سر پر ہاتھ پھیر کر مسکراتے ہوئے کہا

دیکھو بیٹی یہ پرند کتنا خوبصورت ہے لو اس سے دل بہلاؤ۔

شیرین نے نفرت سے پرند پر نظر ڈالی گویا وہ ڈرتی ہے کہ پرند اس کو کہیں کاٹ نہ کھائے اس کے چہرے پر غصہ کے آثار پیدا ہوئے لیکن باپ کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا طہاز نے شیرین کے چہرے پر نفرت کے آثار دیکھکر مسکراتے ہوئے کہا

بیٹی ڈرو نہیں یہ پرند کاٹے گا نہیں یہ تو سونے کا ایک قیمتی زیور ہے جو تمہارے خوبصورت گلے میں نہایت بھلا معلوم ہوگا یہ کہکر اُس نے زیور کو شیرین کے سینہ پر رکھکر شیرین کو اس کی خوشنمائی دکھانے لگا لیکن شیرین نے باپ کے ہاتھ کو ہٹا دیا طہاز نے کہا

بیٹی کیا حال ہے کیا ابھی تک تمہاری طبیعت صاف نہیں ہوئی

شیرین ابا جان ابھی تک درد کم نہیں ہوا اور درد کی شدت سے میں بے چین ہوں اور جی چاہتا ہے کہ سو رہوں

طہاز بیٹی اس پرند کو گلے میں باندھ کر درد کی جگہ لٹکا لو انشاء اللہ اس سے درد جاتا رہیگا

شیرین نے گردن ہلائی اور ظاہر کیا کہ وہ ایسا کرنا نہیں چاہتی طہاز نے غصہ ہو کر کہا

شیرین تمہیں کیا ہو گیا ہے میں تمہیں ایک قیمتی تعویذ ہدیہ کے طور پر دیتا ہوں اور تم اس سے انکار کرتی ہو

شیرین نے عاجزانہ طور پر کہا۔

ابا جان آپ میرے والدین آپ کا ہر ایک حکم میرے لئے بمنزلہ فرض ہے اور آپ کی اطاعت

میرے لیے سعادت لیکن آپ مجھے معاف فرمائینگے اگر مین یہ عرض کرون کہ اس معاملہ مین مین آپ کے حکم کی اطاعت نہین کر سکتی

طہانہ بیٹی شاید تم نے میری بات سمجھی نہین ... یہ ایک قیمتی زیور ہے جو میرے دوست صائب نے بطور ہدیہ پیش کیا ہے

شیرین ابا جان اگر آپ کے دوست آپ کے پاس یہ ہدیہ لائے ہین تو آپ اس کو کام مین لائیے مجھ سے کیا واسطہ مجھے تو اس سے معاف ہی رکھیے

طہانہ نہین بیٹی یہ ہدیہ میرے لیے نہین بلکہ تمہارے لیے لائے ہین

شیرین مجھے تعجب اور حیرت ہے کہ میرے اُن سے کچھ زیادہ مراسم نہین ہین کہ وہ میرے لئے ایسا قیمتی ہدیہ لائے ہین۔

طہانہ صائب بک ہم لوگون پر بہت مہربان ہین اور ہماری عزت و وقعت بڑھانے کے لئے انہون نے یہ ہدیہ پیش کیا ہے اس لئے کسی طرح یہ مناسب نہین ہے کہ اس کو نہ لیا جائے اور انکار کر دیا جائے

شیرین اگر انکار مناسب نہین تو بہتر ہے آپ اس کو قبول فرمالیں لیکن مین اسکے قبول کرنے سے معذور ہوں

طہانہ (غضبناک ہوکر) مین تم کو حکم دیتا ہون کہ تم اس کو قبول کر لو اور ہرگز انکار نہ کرو۔

شیرین غصہ کو ضبط نہ کر سکی اور نہایت آزادی سے بلند آواز مین کہا

ابا جان یہ نہین ہو سکتا ہرگز قبول نہ کرون گی آپ مجھے معاف فرمائین۔

# بارھوان باب

## توحیدہ اور شیرین

توحیدہ خاموش ان تمام باتون کو سن رہی تھی اور شیرین کے انکار اور سخت لب و لہجہ سے خوفزدہ تھی ..... وہ اس خیال سے کہ صائب بک کی کوشش سے رہائی کی کوئی صورت پیدا ہوجائیگی چاہتی تھی کہ شیرین صائب بک کے ہدیہ کو قبول کرلے بنا برین اس نے شیرین سے

کہا بیٹی انکار نہ کرو ہدیہ قبول کر لو اور اس کے بعد جو تمہاری رائے ہو اسے ظاہر کرو۔

**شیرین** اماں یہ تو کسی طرح ممکن ہی نہیں کہ میں ہدیہ قبول کر لوں

**طہماز** شیرین سمجھو بچوں کی سی ضد سے باز آؤ میں جو کہتا ہوں اسے سنو۔ یہ میں جانتا ہوں کہ رامز کی گرفتاری نے تمہیں صدمہ پہنچایا ہے اور اسی وجہ سے تم غضبناک ہو لیکن.........

**شیرین** (بات کاٹ کر) ابا جان اس ذکر کو اب جانے دو

یہ کہکر شیرین رونے لگی اور پلنگ پر لیٹ گئی طہماز نے شیرین کو روتے ہوئے پا کر کہا

شیرین میں تمہارے ساتھ نرمی و اخلاق کا برتاؤ کرتا ہوں اور تمہاری خاطر و مدارات کا ہر وقت خیال رکھتا ہوں لیکن تم میری بات نہیں مانتی اور پھر روتی ہو۔ ہاں تمہیں رامز کی یاد رلاتی ہے لیکن کیا تمہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ رامز نے نہ صرف اپنے نفس کو مصیبت میں ڈالا ہے لیکن ہم کو بھی با این ہمہ میں اس کو بچانے کے واسطے پوری کوشش کر رہا ہوں اور خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہماری مدد کو صاحب بک جیسا مہربان آدمی بھیج دیا ہے۔ صاحب بک ہم لوگوں سے بہت محبت کرتے ہیں اور اخلاص سے ملتے ہیں اور امید ہے کہ ان کی کوشش سے رامز کو رہائی مل جائے افسوس ہے کہ تم ایک ایسے مخلص کے ہدیہ سے انکار کرتی ہو اٹھکر بیٹھو اور خوشی سے صاحب بک کے ہدیہ کو قبول کر لو

یہ کہکر طہماز نے شیرین کا ہاتھ پکڑ کر اٹھانا چاہا لیکن وہ نہ اٹھی اور برابر روتی رہی طہماز نے مستفسر نگاہ سے توحیدہ کی طرف دیکھا توحیدہ حیرت میں تھی اور شیرین کے اصرار و انکار سے ڈر رہی تھی شوہر کو اپنی طرف متوجہ پا کر اس نے اشارہ کیا کہ وہ کمرہ سے باہر چلے جائیں اور اس کو موقع دیں کہ وہ تنہائی میں شیرین کو سمجھائے طہماز باہر چلا گیا اور توحیدہ نے شیرین کو نرمی سے سمجھانا شروع کیا۔

شیرین افسوس ہے کہ تم نے اپنے والد کو سخت جواب دیا ہے تمہاری سعادتمندی سے ہرگز اس قسم کی بدتہذیبی کی امید نہ تھی اگر تمہیں یہ معلوم ہو جائے کہ حکومت کے عمال نے رامز کیساتھ کیا کیا ہے تو تم

**شیرین** (بات کاٹ کر) اماں مجھے سب معلوم ہے کوئی بات مجھ سے مخفی نہیں ہے

**توحیدہ** کیا تمہیں معلوم ہے کہ سلطان کی طلب پر رامز کو آستانہ بھیجا گیا ہے

**شیرین** ہاں مجھے معلوم ہے اور میرے نزدیک یہ کوئی اہم بات نہیں ہے میں تو اس سے

بھی زیادہ بُری خبر سننے کے لئے تیار ہوں اور رامز اس سے زیادہ مصائب و خطرات کا مقابلہ
کرنے پر مستعد ہو۔

توحیدہ بیٹی ذرا سوچو ہم اس وقت خطرہ میں ہیں اور مجھے یقین ہے کہ اگر صاحب بک کی دلجوئی
کی گئی تو نہ صرف وہ ہماری خاطر سے رامز کی رہائی کی پوری کوشش کریگا بلکہ ہم کو بھی خطرہ سے بچا لیگا۔
خدا کے لئے غصہ کو تھوک دو اور اپنے والد کی اطاعت کرو اٹھو اور ان سے معافی مانگ کر صاحب بک
کا ہدیہ قبول کر لو۔

شیرین نے تکیہ سے سر اٹھا کر ماں کی طرف دیکھا شدت غضب سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور
آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے دیر تک ماں کی طرف دیکھتی رہی اور پھر کہا

اماں تم بے اصل باتوں کی تصدیق نہ کرو اور منافق لوگوں کی باتوں سے دھوکہ نہ کھاؤ اگر فرض
کر لیا جائے کہ صاحب بک سچا ہے لیکن میں کیا کروں کہ میرا دل نہیں مانتا اس کے تصور سے مجھے نفرت
ہے اس کا ہدیہ قبول کرنا تو کجا آپ مجھے معاف فرمائیں اور بے اصل باتوں کی پیروی سے اپنے
ضمیر کو مردہ نہ بنائیں۔

توحیدہ شیرین دیکھو زیادہ اصرار نہ کرو رامز کی رہائی و نجات تمہارے ہاتھ میں ہے اگر تم اس کی
رہائی میں کوشش نہ کروگی اور اسی طرح اپنی ضد پر قائم رہوگی تو مجھے یقین ہے کہ پھر تم اپنے
فعل پر بہت نادم ہوگی اور اس وقت کی ندامت تمہیں باقی تمام عمر رہیگی

شیرین (دانت پیس کر) نہیں اماں مجھے کبھی اپنے فعل پر ندامت نہ ہوگی یہ شخص جو ہم پر بہت مہربان
نظر آتا ہے رامز کو اسی مردود نے گرفتار کرایا ہے یہ بھلا اس کو کیا بچا سکتا ہے۔

توحیدہ نے جلدی سے شیرین کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا تاکہ اس کی بات کوئی سن نہ لے اور کہا
شیرین صاحب بک پر تم ایسی تہمت لگاتی ہو جو حقیقت میں ثابت نہیں کیا جا سکتا

شیرین اماں اب اس جھگڑے کو ختم کرو مختصر یہ ہے کہ میرا اور رامز کا ساتھ تا عمر رہے گا اس
سے پوچھنا بہتر ہے کہ ہم اس شخص کو قبول کریں [illegible]
یہ کہکر شیرین زار زار [illegible] روتی ہوئی پھر بستر پر لیٹ گئی۔

توحیدہ [illegible] شیرین [illegible] کہ ہم کو بہت قریب دروازے کے باہر [illegible] قدموں کی آہٹ

معلوم ہوئی اور معاً یہ آواز سنائی دی
محترم بیگم صائب بک چاہتے ہیں کہ وہ اس معاملہ میں شیرین سے خود گفتگو کریں شاید وہ ان کی باتوں سے راہ راست پر آجائے
شیرین نے باپ کے الفاظ سنکر چادر اوڑھ لی اور دروازہ کی طرف سے منہ پھیر کر لیٹ گئی
طماز نے چند منٹ تک جواب کا انتظار کیا اور پھر کہا
بیگم صائب بک کی خواہش ہے کہ وہ تنہا شیرین سے بات چیت کریں اس میں کوئی حرج ہے
توحیدہ بہتر ہے دونوں کو تنہا گفتگو کا موقع دیا جائے ممکن ہے صائب اس کو راضی کر لیں آپ کے اور میرے سمجھانے کا تو اس پر کوئی اثر ہوا نہیں۔
شیرین چادر اوڑھ کر لیٹ گئی تھی اور چاہتی تھی کہ صائب بک سے بات نہ کرے اور خاموش پڑی رہے لیکن پھر خیال آیا کہ صائب بک سے گفتگو کرنی چاہیئے اور خوب جی کھول کر اس کو برا بھلا کہنا چاہیے تاکہ اس کا جی خوش ہو جائے یہ خیال کر کے اس نے بلند آواز سے کہا
ابا جان کوئی حرج نہیں آپ ان کو بھیج دیجئے میں خود ان سے گفتگو کر لوں گی۔



# تیرہواں باب

## صائب اور شیرین

صائب بک اور طماز دونوں دروازہ پر کھڑے تھے شیرین کی اجازت پر دونوں خوش ہو گئے صائب اندر داخل ہوا اور توحیدہ و طماز دونوں کو تنہا چھوڑ کر چلے گئے، صائب بک نے محبت بھری نظروں سے شیرین کو دیکھا اس کا دل زور زور سے حرکت کرنے لگا جیب سے ڈبیہ نکالی اور اس کو کھولکر نہایت ادب سے شیرین کے سامنے پیش کیا شیرین نے صائب بک کو قریب پا کر کہا
آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں
صائب میں صرف آپ کی خوشنودی اور خوشی کا متلاشی ہوں

**شیرین** میری رضاجوئی کی خواہش آخر کیون

**صائب بک** آپ کی خوشنودی میرے لئے ذریعہ سعادت ہے مین آپ کو محترم و مکرم سمجھتا ہون اور آپکی خوشی مجھے دنیا کی تمام چیزون سے زیادہ محبوب ہے۔

صائب بک نے مذکورہ بالا الفاظ نہایت عاجزی سے کہے اور شیرین کی طرف محبت آمیز نظرون سے دیکھنے لگا۔

**شیرین** آخر یہ کیون آپ سے مجھ سے واسطہ

**صائب بک** (مسکراتے ہوئے) اگر خوشی سے آپ میرا ہدیہ قبول کر لین گی تو مین اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھون گا اور آپ کی خدمت کو ذریعہ سعادت خیال کرونگا یہ کہکر اس نے ادب سے ڈبیہ کو ہاتھون پر رکھکر شیرین کے سامنے پیش کیا شیرین نے نفرت سے منہ پھیر لیا اور کہا

تم اس قابل نہین ہو کہ تم کو کوئی خوش نصیب بننے کا موقعہ دے

صائب بک یہ سنکر خوش ہو گیا اور شیرین کے الفاظ کو انداز معشوقانہ سمجھکر کہا

شیرین میری طرف دیکھو جس وقت جی چاہے میرے اخلاص کا تجربہ کر لو انشاءاللہ مجھے مخلص خادم پاؤگی مین آپ کے احکام کی اسی طرح اطاعت کرونگا جس طرح ایک وفادار خادم کرتا ہے۔

**شیرین** کیا یہ سچ ہے

**صائب بک** بالکل سچ آپ کو قسم ہے کہ آپ میری وفاداری کا امتحان کرین اور مجھے کوئی حکم دین دیکھئے کس طرح مین اس کو بجا لاتا ہون۔

**شیرین** میری انتہائی آرزو ہے کہ تم یہان سے چلے جاؤ اور پھر مجھے کسی قسم کی تکلیف نہ دو اور میرے خیال سے درگذرو اگر تم سچے ہو تو بسم اللہ تشریف لیجائیے بس مین یہی چاہتی ہون۔

**صائب بک** (غضبناک ہوکر) کیا میری محبت کا یہی جواب دیا ہے دیکھو مین تمہارا سچا عاشق ہون اور تمہاری رضاجوئی اپنا فرض سمجھتا ہون

**شیرین** (بات کاٹکر) کیا تمہاری سچی محبت کا یہی ثبوت ہے کہ تم نے جب وطن پرستون کو قید خانہ مین بھجوادیا سبحان اللہ اس محبت کے کیا کہنے ہین۔

**صائب بک** (پریشان ہوکر) مین نے کیا مین نے ... [illegible] ... مجھے سعادت اللہ شیرین یہ

کیا کہ سچ ہی ہے یہ بالکل جھوٹ ہے رامز کو اس کے طیش، سوء تدبیر اور حکومت سے مخالفت نے اس درجہ پر پہنچایا ہے لیکن میں پائین ہمہ آپ کی خوشنودی کے لیئے برابر اس کی کوشش کر رہا ہون کہ اسے حکومت سے بچالون اور اس پر آنچ نہ آنے دون

**شیرین** کیا خوب، خود ہی تو اس کو گرفتار کرایا اور خود ہی اس کی رہائی کی تدبیرین کیجا رہی ہین ماشاءاللہ

**صائب بک** (حیرت زدہ ہو کر) لاحول ولا قوۃ مین نے رامز کو گرفتار کرایا ہے شیرین ایسی بے اصل بات کیون کہتی ہو ذرا سوچو غصہ کو تھوک دو اور ٹھنڈے دل سے اس پر غور کرو مجھے کیا ضرورت پڑی تھی کہ مین رامز کو گرفتار کراتا محترم خاتون وہم و قیاس کو چھوڑ دو اور ایسی بیجا تہمت اپنے مخلص پر نہ لگاؤ مین نہایت ادب سے یہ حقیر ہدیہ آپکی خدمت مین پیش کرتا ہون اسے قبول فرما کر میری عزت بڑھاؤ شیرین غور کرو اور سوچو حقیقت یہ ہے کہ رامز جیسا ناعاقبت اندیش نوجوان آپکے لائق نہین ہے آپ کی شان اس سے کہین ارفع و اعلیٰ ہے اس نے نہ صرف اپنے آپ کو ہلاکت مین ڈالا ہے بلکہ آپ کو اور آپ کے خاندان کو بھی مین بالکل سچ عرض کرتا ہون اگر مین درمیان مین نہ پڑتا تو اب تک آپ بھی قیدخانہ مین پہنچ گئی ہوتین اور آپ کے مان باپ بھی غضب شاہی کا شکار ہوتے محترم خاتون میرے احسان پر نظر کرو مین جس خلوص و محبت سے آپ کی خدمت کر رہا ہون ایسا اخلاص مال و دولت سے بھی حاصل نہین کیا جاسکتا"

اپنا جملہ ختم کر کے صائب بک نے پھر محبت آمیز نظرین شیرین پر ڈالین ڈبیا اس کے ہاتھون پر رکھی ہوئی تھی اور وہ جھکا ہوا شیرین کے چہرے کو غور سے دیکھ رہا تھا شیرین نے ڈبیہ اس کے ہاتھ سے اٹھا کر زمین پر پھینکدی اور کہا

مجھ سے کہا جاتا ہے کہ مین یہ ہدیہ قبول کر لون آہ کو نسا ہدیہ جو خون مین مخلوط ہے یہ نہین ہو سکتا اور ہرگز نہین ہو سکتا مجھے فریب دیا جاتا ہے کہ رامز کی رہائی کی کوشش کی جائیگی بھلا یہ کیونکر ممکن ہے اگر یہ دھوکا نہین ہے تو مجھکو بتلایا جائے کہ وہ کونسی صورت ہے جس سے رامز کی رہائی ممکن ہے

صائب بک کو شیرین کا ڈبیہ کو نفرت سے پھینکدینا نہایت ناگوار گذرا ڈبیہ اس نے زمین سے اٹھا کر جیب مین ڈال لی اور کہا شیرین جنون تم پر سوار ہے اور مین تمہین معذور خیال کرتا ہون اور تمہارے ساتھ ایسا سلوک کرنا نہین چاہتا جیسا کہ تم میرے ساتھ کر رہی ہے خیر جب تم سونچوگی تو میرے الطاف

کی قدر معلوم ہو گی۔ مین تمہین آگاہ کرتا ہون کہ تم میرے اخلاص کی قدر کرو مجھ سا مخلص دوسرا نہ پاؤ گی۔ مین نے تمہین ہلاکت سے بچایا ہے اور ہر وقت تمہاری خوشنودی کا متلاشی ہون"

**شیرین** بالکل جھوٹ تم جیسے شخص سے صرف یہی ممکن ہے کہ بے گناہ لوگون کو گرفتار کرا کر مجرم بنا دیا جائے اس سے زیادہ تم اور کچھ نہین کر سکتے

**صائب** شیرین جو شخص ہلاکت مین ڈال دینے کی قدرت رکھتا ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ لوگون کو ہلاکت کے طوفان سے بچا لے۔

یہ کہکر اُس نے جیب سے ایک کاغذ نکالا اور مضبوطی سے ہاتھ مین پکڑ کر کہا

شیرین دیکھو تمہاری موت و حیات اس وقت میرے قبضہ مین ہے۔

شیرین نے مسکرا کر کہا

مجھے دھمکانے سے فایدہ مین موت سے نہین ڈرتی تمہارے اخلاص و محبت کا تو اندازہ اسی کاغذ سے ہو سکتا ہے اور یہ ایک کافی ثبوت اس بات کا ہے کہ تم نے ہی رامز کو جو ایک مخلص محب وطن کو گرفتار کرایا اور صرف اس لیئے کہ ظالم جفا کار اور خونریز حکمرانون کو ختم کیا [illegible] ملک و قوم پر لعنت ہے ان شریرون پر جو وطن پرستون کے دشمن ہین اور افسوس ہے ان مردودون پر خدا ہی قیامت کے دن ان نابکارون کی بدکاریون اور شرارتون کا انتقام لیگا۔

شیرین غضبناک ہو کر اٹھی اور صائب بک کی طرف سے منہ پھیر کر کمرہ کی دیوار کے ایک جانب فتح مند شیر کی طرح ٹہلنے لگی۔

---

# چودھوان باب

## دھمکی

صائب بک شیرین کے غضب آلود الفاظ سے غضبناک ہو گیا اور دانت پیسکر شیرین کی طرف دیکھا کہا تم نے شاید غور سے نہین سنا مین مکرر تم کو آگاہ کرتا ہون کہ تمہاری موت اور زندگی اس وقت

میرے ہاتھ میں ہی۔ بہتر ہے کہ تم عقل و سمجھ کو کام میں لاؤ اور جو کچھ میں کہتا ہوں اسے منظور کر د یہی تمہارے حق میں مناسب و بہتر ہے ورنہ یاد رکھو . . . . . .

**شیرین** بات کا ٹکر، جو کچھ تمہارے امکان میں ہو کرو میں موت سے نہیں ڈرتی لیکن تم جو چاہتے ہو وہ نہیں ہو سکتا۔

صائب بک شیرین کی طرف بڑھا اور کاغذ کھولکر ہتھیلی پر رکھ لیا اور کہا

کیا تم اس کاغذ کو پہچانتی ہو غور سے دیکھو۔

شیرین نے کاغذ پر نظر ڈالی اور پہلی ہی نگاہ میں معلوم کر لیا کہ وہ اس کا لکھا ہوا ہی اور منجملہ اُن خطوط کے ہے جو وہ رآمز کو لکھتی رہتی تھی لیکن وہ اس کو دیکھکر متاثر نہ ہوئی اور جرأت کے ساتھ کہا اس سے کیا ہوگا۔

**صائب** میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں یہ کیا چیز ہے یہ تمہارا ایک خط ہے جو رآمز کے کاغذات میں ملا ہے تمہیں معلوم ہے اس میں کیا لکھا ہی۔

شیرین پر خوف طاری ہو گیا کیونکہ رآمز کو وہ جو خطوط لکھتی تھی اُن میں بہت کم احتیاط سے کام لیتی تھی اُسے خیال آیا ممکن ہے کہ اس کے کسی خط میں کوئی ایسا فقرہ ہو جس پر مواخذہ کیا جا سکے لیکن اس نے اپنی حالت کو چھپا کر کہا

نہ مجھے معلوم اس میں کیا لکھا ہے اور نہ مجھے اسکے معلوم کرنیکی ضرورت ہی۔

**صائب بک** شیرین تمہیں ضرورت نہ ہو لیکن تم نے جو کچھ اس کاغذ میں لکھا ہی وہ نہایت ہی اہم ہے تم نے اس خط میں لکھا ہے کہ حضور سلطان اعظم کا وجود عثمانی قوم کے لیئے ایک مصیبت عظمیٰ ہی

**شیرین** تو کیا یہ صحیح نہیں ہی؟

**صائب بک** اس سے مجھے بحث نہیں لیکن یہ میں جانتا ہوں کہ اگر تمہاری یہ تحریر حضور سلطان میں پیش ہو تو ایسا لکھنے پر اس کے نتائج تمہیں ندامت کا موقع دیں لیکن اس وقت کی ندامت بے موقع ہوگی اگر تمہیں میری بات کا یقین نہ ہو تو تم اپنے اس خط کو خود پڑھکر معلوم کر لو کہ میں جھوٹا ہوں یا سچا۔

صائب بک نے خط کو پورے طور پر کھول کر شیرین کے سامنے پیش کیا شیرین نے خط کو پڑھا اور اسے معلوم ہوا کہ جو کچھ صائب بک نے کہا ہے جھوٹ نہیں ہے اور اس کی زندگی اس خط کی موجودگی

مین یقیناً خطرہ مین ہی لیکن وہ اس سے زیادہ متاثر نہ ہوئی اور پھر کمرہ مین ادہر ادہر ٹہلنے لگی
صاحب بک شیرین کی اس بے خوفی سے اور غضبناک ہوگیا اور کہا

کیا مین نے سچ نہین کہا ہے اب تم نے خود دیکھ لیا ۔ یہی ایک فقرہ نہین ہی جو تم نے سلطان المعظم کے خلاف لکھا ہی بلکہ اس خط مین اور بھی کئی ایسے سخت فقرات ہین جن کے مفہوم سے تم آگاہ ہو جاؤ تو اس خط کو ضایع کر دینے یا میری خوشامد کرنے لگو اور عاجزی سے میرے قدمون پر گر پڑو تم نے اس خط مین یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ

مجھے حیرت اور تعجب ہی کہ احرار کیون صبر کئے بیٹھے ہین اور سلطان کے وجود سے دنیا کو کیون پاک نہین کر دیتے

شیرین کیا دنیا مین اس سے بڑا کوئی جرم ہے جو تم نے کیا ہے اور کیا تم اس سے انکار کر سکتی ہو غرض یہ کہ اب تمہین اچھی طرح معلوم ہوگیا کہ تمہاری موت و زیست اس وقت میرے ہاتھ مین ہی اور تم کو چاہئیے کہ اگر اپنی خیریت چاہتی ہو تو ضد سے باز آؤ

صاحب بک متوقع تھا کہ شیرین ان امور کو معلوم کر کے ڈر جائیگی اور میرے قدمون پر گر کر معافی چاہیگی لیکن اس کی توقع کے خلاف شیرین نہایت بے پروائی سے ٹہلتی رہی اور اس کی دہمکی کا خیال بھی نہ کیا گویا اس نے کچھ سنا ہی نہین وہ پھر آگے بڑھا اور شیرین کے مقابل ہو کر کہا

تمہارے جرائم جن کے ثبوت مین تمہاری تحریر موجود ہے نہایت سنگین ہین لیکن باین ہمہ مین نہین چاہتا کہ تمہین مبتلائے مصیبت کرون تمہین تمہاری زندگی ہبہ کرتا ہون اور تم کو خطرہ مین پڑنے سے بچاتا ہون بشرطیکہ تم سمجھ سے کام لو اور میری سچی محبت کی قدر کرو شیرین اپنی جان پر اپنی جوانی اور اپنے حسن و جمال پر رحم کہاؤ ناسمجھی اور ضد سے باز آؤ اور اپنی زندگی کو خطرہ مین نہ ڈالو مین تمہارا مخلص دوست ہون اور تم سے سچی محبت رکھتا ہون اگر تم ضد سے باز نہ آوگی تو یاد رکھنا . . . . . . . .

شیرین مین اس معاملہ پر بحث کرنا نہین چاہتی تہی لیکن تم چاہتے ہو کہ مین آزادی سے تمام باتون کی تشریح کر دون اس لئے مجبور ہو کر اب مجھے کہنا پڑتا ہے سب سے پہلے مین تمہاری کذب بیانی اور دروغ بافی کی تشریح کرتی ہون مین نے لکھا تہا کہ رلعزر کو ہلاکت مین ڈالنے والے تم ہی ہو میرے اس قول کی تصدیق یہ کاغذ کر رہا ہے جو تمہارے ہاتھ مین ہے اگر تم نے رلعزر کو گرفتار نہین کرایا یا گرفتاری مین

حصہ نہیں لیا تو بتلاؤ کہ یہ کاغذ تم میں کیونکر ملا۔ یہ کاغذ تھا یا ان کاغذات میں تھا جو رامز کے مکان سے ضبط کئے گئے ہیں اور تم نے اس میں سے صرف مجھ کو دھمکانے اور جبر و تشدد سے اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے نکال لیا ہے لیکن میں ان دھمکیوں سے ڈرنے والی نہیں مجھے اپنی زندگی اتنی پیاری نہیں ہے کہ مرنے سے مجھے کسی قسم کا خوف ہو کیونکہ میں جانتی ہوں کہ انسان کی غرض و غایت دنیا میں زندہ رہنا اور جس قسم کی بھی ہو زندگی بسر کرنا نہیں ہے"

تم خیال کرتے ہو کہ دنیا کی تمام تر سعادت و کامیابی کھانے پینے اور مال جمع کرنے میں ہے اگر تمہارا خیال یہی ہے تو میں تمہیں بتلاتی ہوں کہ ایک حیوانی زندگی سے زیادہ وقیع نہیں دنیا کی اصلی سعادت اور زندگی کی حقیقی کامیابی ضمیر کی آزادی ہے لیکن افسوس ہے کہ تم اس سعادت سے محروم ہو اور اس کی لذت سے ناآشنا تمہاری اور تمہارے جیسے دوسرے لوگوں کی غرض و غایت تو صرف یہ ہے کہ مال و دولت حاصل کی جائے خواہ وہ کسی طریقہ سے حاصل ہو۔ مال و دولت کی طمع میں تم لوگ جاسوسی کے پیشہ سے ضمیر فروشی کرتے بیگناہ محب وطن لوگوں کو ہلاکت میں ڈالتے اور وطن پرست خاندانوں کو تباہ و برباد کرتے ہو اور ان پر ایسے گرتے ہو جیسے گدھ اور کتے مردار پر تم جب جی چاہے کر دو جس کو چاہو قتل کرا دو جس طرح دولت ملے حاصل کرو تمہارے لئے سب جائز ہے لیکن محب وطن احرار کا یہ مسلک نہیں ہے وہ ملت فروش نہیں ہیں وہ سچے دل سے ملک و ملت کی خدمت کرتے ہیں اور اس لئے انہیں اپنے کاموں میں کسی سے خوف کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اس لئے میں نہایت آزادی سے کہتی ہوں کہ میں تمہاری دھمکی میں آنے والی نہیں تم جو تمہارا جی چاہے کرو اگر مجھ پر محب وطن ہونے کی حیثیت سے کوئی مصیبت آئیگی تو میں نہایت اطمینان اور صبر و شکر سے اسے برداشت کروں گی بہت سے محب وطن اس مصیبت میں مبتلا ہو چکے ہیں اور وطن پر اپنی جانیں قربان کر چکے ہیں اور میں ان سے بہتر نہیں ہوں"

شیریں نے مذکورہ بالا تقریر اس جوش اور خود رفتگی کے ساتھ کی کہ گویا وہ جمہوریت پر کوئی لیکچر دے رہی ہے صاحب بک شیریں کی تقریر کو خاموشی سے سنتا رہا شیریں کا جوش بہت بڑھا ہوا تھا اور وہ اس وقت اس قدر بے خوف تھی کہ اپنی تقریر میں اسے اس کا اندیشہ بھی پیدا نہیں ہوا کہ کوئی غیر آدمی سنے گا تو کیا انجام ہوگا صاحب بک نے شیریں کے جوش کو جوش جنون نہ سمجھا اور

خیال کیا کہ رافعہ کی گرفتاری نے اس کے ہوش وحواس کو مختل کردیا ہے اور وہ مجنون ہو گئی ہے
جب وہ اپنی تقریر ختم کر چکی تو صاحب بک نے کہا

شیرین مجھے افسوس ہے کہ تم اپنے خطرناک اور مجنونانہ جوش مین خود رفتہ ہو تم اپنے لغو خیالات سے باز نہین آتین دیکھو اپنی جان پر رحم کرو اور ان مفلس و بیکار لوگون کے خیالات چھوڑ دو جو لغو و بے فایدہ باتون مین ایام گذاری کر رہے ہین ورنہ اس کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا اگر مین چاہون ابھی حکام بالا کو تمہارے خیالات سے آگاہ کر کے تم کو گرفتار کرا دون وہ تمہارے اور رافعہ کے تعلقات سے واقف ہین لیکن مین نے ابھی اس معاملہ کو اپنے ہاتھ مین رکھا ہے کیونکہ مجھے تم سے محبت ہے اور تمہارے والد سے میرے دوستانہ تعلقات ہین مین پھر ایکبار تم کو آگاہ کرتا ہون کہ تم اپنی جان پر رحم کرو اور ان خیالات سے باز آؤ تم نے جو اس وقت بڑے بڑے شاندار الفاظ مثلاً حریت اور محب وطن وغیرہ استعمال کئے ہین یہ بالکل بے اصل اور بے معنی الفاظ ہین اور ان لوگون کا تکیہ کلام ہو گیا ہے جو فاقہ مست ہین اور حکومت مین کوئی عزت اور منصب نہین رکھتے ان لوگون پر جب رزق کی تنگی ہوئی اور مفلسی نے ان کی حالت بگاڑ دی تو انھون نے اس ذریعہ کو ذریعہ معاش بنایا اور عزت سے معاش حاصل کرنے کے بجائے اس ذلیل طریقہ کو معاش قرار دیا یہ لوگ حکومت کا مقابلہ کیا کرینگے جبکہ ان کے پاس اتنا بھی نہین کہ پیٹ بھر کر کھا سکین ایسی حریت اور آزادی ضمیر سے کیا فایدہ جبکہ جیب خالی ہو اور بھوکون مر رہے ہون کیا تم ایک شخص بھی ان لوگون مین ایسا پاتی ہو جو آرام و آسائش سے زندگی بسر کر رہا ہو اور جس کے پاس مال و دولت ہو۔

شیرین آجکل احرار ان لوگون کو کہا جاتا ہے جو مفلس ہین اور افلاس نے ان کو حکومت پر غضبناک بنادیا ہے چونکہ حکومت سے انہین کوئی منصب نہین ملا اسلئے وہ حکومت کے خلاف جوش آمیز تحریرون اور تقریرون سے لوگون کو متاثر کرتے اور ظاہر کرتے ہین کہ انھون نے سرکاری ملازمت صرف اس وجہ سے نہین کی کہ حکومت ظالم ہے اور وہ ملک کو اس کے پنجۂ ظلم سے چھڑانے کی کوشش کر رہے ہین لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ مخالفت صرف اس وجہ سے ہے کہ انہین سرکاری ملازمت نہین ملی ہے اگر ابھی ان کو سرکاری منصب مل جائے تو تمام حریت و آزادی ضمیر بھول جائین اور سچے دل سے حکومت کی اطاعت کرنے لگین مین نے بہت سے ایسے لوگون کو دیکھا ہے جو حریت پسند تھے

اور سرکاری ملازمت مین منسلک ہوتے ہی حریت کو بھول گئے خیر مجھے اس سے بحث نہین مین آخری مرتبہ تم کو اور سمجھاتا ہون بہتر ہے کہ تم خوب غور کر لو اور اپنی جان کو ہلاکت مین نہ ڈالو مین تمہین اطمینان دلاتا ہون کہ اگر تم ضد سے باز آگئین اور میری محبت کا جواب تم نے محبت سے دیا تو مین رامز کو اور تم کو بھی خطرہ مین پڑنے سے بچا لون گا کیا میری یہ خدمت اس قابل نہ ہوگی کہ تم میری محبت کی قدر کرنا ہے کہ تم دل خوش کن جواب دوگی اور اپنے کو خطرہ مین ڈالنے سے بچاؤ گی

مذکورہ بالا تہدید آمیز تقریر ختم کر کے صاحب بک دروازہ کی طرف چلا اور خیال کیا کہ یہ دھمکی کارگر ہوئی ہوگی اور شیرین نادم و خوفزدہ ہو کر اس کو باہر جانے سے روک لیگی اور معافی چاہیگی لیکن اس کا یہ تمام خیالی قلعہ منہدم ہو گیا جب اس نے شیرین کو یہ کہتے ہوئے سنا

جو تمہارے جی مین آئے کرو اگر میری زندگی تم جیسے آدمیون کے ہاتھ مین ہے تو مجھے ایسی زندگی پسند بھی نہین

یہ سنکر صاحب بک پھر لوٹا اور غضبناک لہجہ مین کہا

تم رامز سے محبت رکھتی ہو بالکل جھوٹ اگر تمہین اس سے محبت ہوتی تو اس کو خطرہ مین پڑا رہنے دیتین اگر وہ مارا گیا تو اس کا خون تمہاری گردن پر ہوگا کیونکہ تمہین اس کا موقع حاصل تھا کہ تم اس کی جان بچالیتین لیکن تم نے ایسا نہین کیا مین نے تم کو بہت موقع دیا کہ تم رامز کو بچالو لیکن افسوس ہے کہ تم نے توجہ نہ کی اس لئے مین کہہ سکتا ہون کہ اس سے تمہارا محبت کا دعوی بے اصل ہے

**شیرین** میرے اور رامز کے معاملات محبت مین تمہین مداخلت کا کیا حق ہے اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ رامز کو تم بچا سکتے ہو تو اس سے زیادہ رامز اپنے پہلو مین ایک شریف دل رکہتا ہے وہ ہرگز اس کو گوارا نہ کریگا کہ ایک منافق جاسوس کا یہ احسان اٹھائے کہ اس نے اس کی جان بچائی ہے اور مین تو کسی منافق کا احسان اٹھانا اس سے بدرجہا بہتر سمجھتی ہون کہ ایک شریف انسان اپنی جان کو قربان کر دے اور احسان نہ اٹھائے یہ سمجھو اور یاد رکھو کہ مرنے کا کوئی ڈر نہین ہے حریت اور صداقت پر جان دیدینا باعث ... کوئی بات نہین ہے ہم وطن اور آزادی کی حمایت مین اپنی قسمت

برکیف ہیں اور خوشامدی منافقوں کی طرح زندگی بسر کرنا ہمیں پسند نہیں"
ان فقرات کو ختم کر کے شیریں نے غیظ آلود نگاہیں صاحب بک پر ڈالیں اور کہا
تم لوگوں سے بھلائی کی امید رکھنا ایک امر فضول ہے تم سے کسی کو فائدہ پہنچ ہی نہیں سکتا
کیونکہ تم بھلائی کے لئے وضع ہی نہیں ہوئے ہو تمہارا کام شر پھیلانا اور اپنی شرارت سے لوگوں
کو نقصان پہنچانا ہے اس لئے مہربانی فرما کر آپ مجھے میرے حال پہ چھوڑ دیجئے اور تشریف لیجائیے
صاحب بک نے قہقہہ لگایا اور شیریں پہ یہ طنزیہ فقرہ کہتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔
حریت اور صداقت پہ ہم جان فدا کرتے ہیں.......... ماشاء اللہ



# پندرہواں باب

## خلوت

طلعت اور توحید قریب کے کمرہ میں بیٹھے ہوئے شیریں اور صاحب کی باہمی گفتگو نہایت غور سے
سن رہے تھے اور دونوں اس کے متوقع تھے کہ شیریں اپنے خط کو دیکھ کر ڈر جائیگی اور صاحب بک
سے اس کی نفرت محبت سے بدل جائیگی لیکن جب طلعت نے شیریں کی سخت گفتگو سنی تو کہا۔
مدا اس لڑکی سے کوئی رتبہ نصیب کیا ہمیں بھی ہے اگر اس کی یہ زندگی عزیز نہیں ہے تو نہ ہو لیکن
ہمیں تو اپنی زندگی کا خوف ہے جو اس کی بد دماغی اور ناعاقبت اندیشی سے معرض خطر میں نظر آ رہی ہے
صاحب بک کے کمرہ سے باہر نکلتے ہی طلعت اس کے پاس پہنچا اور خوشامدانہ لہجہ میں کہا
محترم دوست انتقام میں جلدی نہ کیجئے چند روز توقف فرمائیے اس کو سمجھاؤنگا اور جس طرح ممکن
ہوگا راضی کرونگا۔
اول تو صاحب بک نے انکار کیا اور پھر طلعت کے اصرار سے وعدہ کیا کہ وہ دو تین دن تک اور
صبر کریگا اور پھر طلعت سے رخصت ہوا
اس وقت صاحب بک کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو رہا تھا شیریں کی درشت مزاجی نے اس کو سخت

پہنچ پہنچایا۔ اور انتقام کا جذبہ اس کے دل میں موجزن ہو گیا لیکن معاً خیال آیا کہ اگر اس کو گرفتار کرا دیا گیا تو وہ اس کے ہاتھ سے نکل جائیگی اور پھر کوئی صورت اُس پر دسترس کی باقی نہ رہیگی اس لئے اُس نے مناسب سمجھا کہ ابھی صبر سے کام لیا جائے۔

صائب بک کے چلے جانے کے بعد شیرین نے دروازہ اندر سے بند کر لیا اور پلنگ پر لیٹ کر واقعات پیش آمدہ پر غور کرنے لگی صائب بک کے پاس اپنا خط پاکر اسے یقین ہو گیا کہ راغب اور اس کی زندگی خطرہ میں ہے راغب کی جدائی اور اس کی زندگی کو خطرہ میں پاکر شیرین پر غم و الم طاری ہو گیا راغب کی صورت آنکھوں میں پھرنے لگی اور اس کی باتیں یاد آنے لگیں کہ وہ کس طرح خوش خوش اُس سے ملنے آیا کرتا تھا اور اُس کو غمگین پاکر کیسا کر تسلی دیتا تھا کیونکہ باہمی شکوہ و شکایات ہوتے تھے یہ تمام باتیں ایک ایک کر کے یاد آئیں اور پھر خیال آیا آہ اب راغب کہاں ہوگا قید کی سختی جھیل رہا ہوگا قتل کر دیا گیا ہو یا سمندر میں ڈال دیا گیا ہوگا اور مچھلیاں اُس کے جسم کو کھا گئی ہوں گی اس خیال نے اسے بہت تکلیف دی اور رونے لگی بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی اور گھٹی جاتی تھی

راغب پیارے راغب آہ تم کہاں ہو میں تمہیں کہاں ڈھونڈھوں آہ تم تو قصر یلدز میں قید ہو جہاں بہت سے احرار قید رہ چکے ہیں آہ وہ قصر یلدز جو احرار کا گورستان اور حریت کا مدفن ہے خیر کچھ مضائقہ نہیں پیارے ڈرنا نہیں کہیں قید کی سختی اور ظالموں کا ظلم تمہارے قدموں کو صداقت و حریت کی شاہراہ سے ڈگمگا نہ دے۔ پیارے ثابت قدم رہنا حریت اور صداقت کی راہ میں مرنا شہادت سے کم نہیں ہے لیکن آہ ...... راغب مارا جائیگا ...... آہ میرا پیارا راغب جو حریت اور صداقت کا دلدادہ اور سچا محب وطن ہے مارا جائے اور یہ ملعون جاسوس زندہ رہے۔ یہ کہکر وہ غصہ سے دانت پیسنے اور سخت سست کہنے لگی جب کچھ غصہ فرو ہوا تو اُسے تصور بندھا کہ راغب قصر یلدز میں بہت تکلیف میں ہے لیکن اس کو نہیں بھولا راغب کو مغموم پاکر اُس نے کہا

پیارے مطمئن رہو میں [illegible] تمہارے ثابت قدم ہوں تمہاری [illegible] میری [illegible] سینہ میں [illegible] ہے گھبراؤ نہیں [illegible] راغب [illegible]

دسترس نہین پاسکتا اور نہ مجھہ کو بُری نظر سے دیکھنے کا موقع پاسکتا ہے لیکن آہ کیا فایدہ پیارے تم تو ظالم حکمرانون کے قبضہ مین ہو اور رہائی کی کوئی امید نہین آہ اب کیا ہوگا۔

شیرین یہ الفاظ کہتی جاتی تھی اور کمرہ مین ٹہلتی جاتی تھی دیر تک وہ اسی غم و غصہ مین رہی اور دنیا و مافیہا سے بے خبر اپنے خیالات و تصورات مین محو شدہ تا فرے جب اسکے قوی کو ضعیف کردیا تو وہ پلنگ پر جا پڑی اور پھر اپنی حالت پر غور کرنے لگی کہ یکایک دروازہ پر قدمون کی آہٹ معلوم ہوئی شیرین نے دروازہ کھولا اور توحیدہ کمرہ مین داخل ہوئی اسکے ہاتھ مین لیمپ اور آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے تھے شیرین مان کی اس غمناک حالت سے بہت متاثر ہوئی

# سولھوان باب

## توحیدہ اور شیرین

توحیدہ اور شیرین دونون کی نگاہین باہم ملین اور دونون مسکرائین آنسو دونون کی آنکھون سے ٹپک رہے تھے اور جوش محبت اور واقعات پیش آمدہ سے دونون برابر متاثر تھین لیمپ میز پر رکھکر توحیدہ نے شیرین کو سینہ سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا

آہ یہ مصیبت ہم پر آسمان سے نازل ہوئی مصائب تجھے خدا غارت کرے تو ہی ان مصائب کا باعث ہے ہم آرام و آسائش اور سکون و اطمینان سے زندگی بسر کر رہے تھے کہ تو نے آکر ہماری زندگی تلخ کردی اور ہم کو مصیبت مین مبتلا کردیا۔

اس کے بعد کہا!

ظالم خدا تم سے سمجھے تم نے اس مردود کی باتون مین آکر ہماری عیش کو مکدر بنا دیا بیٹی گھبراؤ نہین مایوس نہ ہو خدا زندہ ہے اس سے امید ہے کہ وہ ہم کو جلد ان مصائب سے نجات دیگا۔

شیرین خاموش مان کی باتین سنتی رہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے تھے اور دل تھر تھرا رہا تھا توحیدہ نے ہاتھ پکڑ کر شیرین کو بٹھایا اور اس کے پاس بیٹھکر آنکھون سے آنسو پونچھے

اور پیار سے کہا

پیاری بیٹی ڈرو نہیں خوف کی کوئی بات نہیں ہی تمہارے والد باہر چلے گئے ہیں تم اطمینان سے باتیں کرو میں تمہارا غم نہیں دیکھ سکتی مگر کیا کروں تمہارے باپ کے خوف سے مجھے ان کے اشارہ پر کام کرنا پڑتا ہے بہرحال گھبرانے اور مایوس ہونے کی کوئی بات نہیں ہر دنیا میں کوئی مرض لا دوا نہیں ہر۔

شیرین مجسمہ غم والم بنی ہوئی بیٹھی تھی اور ماں کی باتیں سن رہی تھی توحیدہ نے خاموش اور غم و الم میں شیرین کو ڈوبا ہوا پاکر کہا

بیٹی معاملہ نہایت اہم ہے اور اس سے نجات صرف تمہاری رضامندی پر موقوف ہر۔

یہ کہکر توحیدہ خاموش ہوگئی اور شیرین پر نظر ڈالی کہ اُس کے الفاظ کا اُس پر کیا اثر پڑا ہے شیرین بدستور خاموش تھی اور بت کی طرح بیٹھی ماں کی طرف دیکھ رہی تھی توحیدہ نے پھر کہا

بیٹی کیا میری رائے درست نہیں ہے ہم سب کی نجات و مخلصی تمہارے ہاتھ میں ہے کیا یہ جھوٹ ہے

**شیرین** (چونک کر) اماں اگر تمہاری مراد نجات سے یہ ہے کہ مجھے موت آجائے اور تمام مصائب و مشکلات کا خاتمہ ہوجائے تو میں تمہاری رائے کو مانتی ہوں بیشک میری موت نجات کا باعث ہر اور میں اس کے لئے بالکل طیار ہوں

**توحیدہ** بیٹی خدا کرے میرا یہ مطلب نہیں ہے میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ تم اپنی رائے کو بدل دو بیجا ضد سے باز آؤ اور اپنی اور رامز کی زندگی کو خطرہ میں پڑنے سے محفوظ رکھو

**شیرین** اماں اگر میری اور رامز کی زندگی کی حفاظت کی صرف یہی صورت ہر کہ میں اس مردود جاہل کو قبول کر لوں تو مجھے ایسی زندگی کی ضرورت نہیں ہر اور نہ رامز اس قسم کی ذلیل زندگی کو پسند کریگا اور اگر فرض کر لیا جائے کہ میں اس پر راضی بھی ہو جاؤں تو مجھے یقین ہے کہ رامز ہرگز اس پر راضی نہ ہوگا۔

**توحیدہ** بیٹی تم اس سے مطمئن رہو رامز کو میں راضی کر لونگی بیٹی شاید تم نے میرے الفاظ کا غلط مطلب سمجھا ہے میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ خدانخواستہ تم مصائب کو قبول کر لو بلکہ میری غرض یہ ہے کہ تم مصائب تک سے اتنی بے رخی نہ برتو بلکہ اُس کو خوش کر کے ایسا موقعہ بہم پہنچاؤ کہ وہ رامز

کو آزاد کرادے اگر اُس نے رامز کو آزاد کرا دیا تو پھر تم کو اختیار ہے جو جی چاہے کرنا صائب کو راضی رکھنا اور اُس کو سبز باغ دکھا کر ہمیں اپنی غرض حاصل کر لینے کی ضرورت ہے تاکہ ہم بھی خطرہ سے محفوظ ہو جائیں اور رامز بھی نجات پا جائے"

**شیرین** (سر ہلا کر) اماں مجھ سے ضمیر فروشی نہیں آتی جس بات کو میرا دل نہ چاہے میں کیونکر اُس کو کر سکتی ہوں اور اب تو میری رائے یہ ہے کہ اگر خدانخواستہ رامز راضی بھی ہو جائے تو اس کی رضامندی مجھ کو میرے ارادوں سے باز نہیں رکھ سکتی میں کبھی راضی نہ ہوں گی اور ہرگز ہرگز صائب کو قبول نہ کروں گی اور نہ مجھے دھوکہ بازی سے کام نکالنا پسند ہے خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو"

**توحیدہ** بیٹی یہ کیا تمہاری باتوں نے مجھے حیرت میں ڈال دیا شیرین خدا کے لئے ضد چھوڑ دو اگر تمہیں اپنی زندگی اپنے شباب اور اپنے حسن و جمال پر رحم نہیں آتا تو اپنے باپ کی جان پر تو رحم کھاؤ اُن کی زندگی کو تو خطرہ میں نہ ڈالو شیرین کیا تمہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ لوگ (استبدادی) یا موجودہ حکومت کو پسند کرنے والے نہایت سخت ہیں انہیں نہ خدا کا خوف ہے نہ رسول کا اور یہ جس قدر ظلم و ستم کرتے ہیں اس کی انہیں ذرہ بھر پروا نہیں ہوتی خدا کے لئے سوچو اور ضد سے باز آؤ ہم صائب کو دھوکہ دیکر اور صرف ایک مرتبہ دھوکہ دیکر اپنا کام نکال لینا چاہتے ہیں دیکھو اپنی اور رامز کی اور میری زندگی پر رحم کھاؤ اور میری خواہش کو رد نہ کرو۔

**شیرین** اماں مجھے مجبور نہ کرو میں نے جو کچھ کہدیا ہے اُس کے خلاف میں نہیں کر سکتی خواہ کچھ ہی نکلے۔

**توحیدہ** شیرین غور کرو اور معاملہ کی اہمیت پر نظر ڈالو میں تمہیں آج رات کو سوچنے کا موقع دیتی ہوں اطمینان سے اس پر غور کرو ممکن ہے معاملہ کی اہمیت تمہاری رہبری کرے اور تم مصلحت وقت کو سمجھو اور میری رائے سے اتفاق کرو میں صبح انشاءاللہ تم سے ملونگی۔

# سترھوان باب

## کہان چلی گئی ؟

توحیدہ صبح سویرے ہی نماز سے پہلے اٹھی اور شیرین کے کمرہ کی طرف روانہ ہوئی دروازہ کھلا ہوا تھا اور کمرہ خالی توحیدہ نے خیال کیا کہ شیرین کسی دوسرے کمرے مین ہوگی دوسرے کمرون مین ڈھونڈا لیکن شیرین کا پتہ نہین پھر شیرین کے کمرے مین پہنچی اور غور سے اس کی چیزون کو دیکھنا شروع کیا اس کا جوتہ اور وہ کپڑے جو وہ پہن کر باہر جایا کرتی تھی غائب تھے توحیدہ یہ معلوم کرکے گھبرا گئی اور غور کرنا شروع کیا کہ اگر وہ گھر سے باہر گئی ہے تو کہان مگر خیال آیا کہ شاید وہ اپنی اس سہیلی کے پاس گئی ہوگی جو اس کے ہمخیال ہے اور محلہ ہی مین اس کے گھر کے قریب رہتی ہے فوراً اٹھی اور خرسیتو نام خادم کو آواز دی تاکہ وہ وہان جاکر معلوم کرے کہ شیرین وہان ہے یا نہین جب کئی مرتبہ خرسیتو کو آواز دی اور وہ نہ آیا تو یہ خیال کرکے کہ وہ سو رہا ہوگا خود اسکی کوٹھری مین پہنچی اور یہ دیکھکر حیران رہگئی کہ اس کی کوٹھری کا بھی دروازہ کھلا ہوا ہے اور کوٹھری خالی توحیدہ سے اب ضبط نہ ہوسکا آنکھون مین آنسو بھر آئے اور پھر شیرین کے کمرہ مین پہنچکر سوچنے لگی کہ آخر شیرین گئی کہان اور خرسیتو صبح ہی صبح کہان غائب ہو۔

توحیدہ دونون ہاتھون سے سر پکڑے بیٹھی تھی اور سوچ رہی تھی دفعتاً اسے خیال آیا کہ مابین ہایونی کے خوف سے وہ کہین بھاگ تو نہین گئی پھر خیال آیا کہ تنہا کیونکر بھاگ سکتی ہو اور آخر بھاگ کر کہان گئی مگر خیال آیا کہ خرسیتو کے ساتھ نہ کہین چلی گئی ہو کیونکہ دونون ہمخیال ہین خرسیتو البانیا کا رہنے والا تھا اور نوجوانون کی انجمن اتحاد ترقی کا نہ صرف ہوا خواہ بلکہ مددگار تھا اور اگرچہ وہ بوڑھا تھا لیکن نوجوانون سے کہے سے پختہ دل ودماغ اور ہمت کا آدمی تھا شیرین بچپن سے اس کی گود مین کھیلی اور بڑی ہوئی تھی اور وہ اس سے بیحد محبت رکھتا تھا اور اس کو خوش رکھنے کی پوری کوشش کرتا تھا نہ صرف اس وجہ کہ وہ اس کے ہمخیال تھی بلکہ اس وجہ سے

کہ وہ اس کو بیٹی کی طرح سمجھتا تھا۔"

خرلسیتو کا خیال آتے ہی توحیدہ نے سمجھا کہ ضرور خرلسیتو اُسے بھگا کر لے گیا ہے اور بہت ممکن ہے کہ وہ اپنے وطن البانیا میں لے گیا ہو۔

توحیدہ انہیں خیالات میں تھی کہ اُس نے طہماز کی آواز سنی توحیدہ نے باہر نکل کر دیکھا کہ وہ شب خوابی کے لباس میں اپنے کمرہ سے باہر نکلا اور غسل خانہ کی طرف چلا اور خرلسیتو کو آواز دی توحیدہ نے آگے بڑھ کر کہا کہ خرلسیتو یہاں نہیں ہے

طہماز۔ صبح ہی تم نے اُسے کہاں بھیجدیا

توحیدہ۔ میں نے تو اسے کہیں نہیں بھیجا اور صرف وہی نہیں شیریں بھی گھر میں موجود نہیں ہے

یہ کہکر توحیدہ رونے لگی طہماز نے توحیدہ کو روتے ہوئے دیکھکر کہا

بیگم خیریت ہی روتی کیوں ہو؟ کیا شیریں نے ابھی تک رضامندی ظاہر نہیں کی اور وہ برابر کیا اپنی ضد پر قائم ہے"

توحیدہ۔ شیریں کا تو پتہ نہیں خدا جانے کہاں چلی گئی

طہماز (بےپروائی سے) مجھے بھی کوئی علم نہیں ہے ممکن ہے کہ اپنی کسی ہمخیال سہیلی کے ہاں گئی ہو ..... افسوس یہ لڑکی اپنے خیالات سے باز نہیں آتی یہ خود بھی مصیبت میں پھنسے گی اور ہماری زندگی کو بھی خطرہ میں ڈالے گی"

توحیدہ طہماز کی بے پروائی سے متنبہ ہوئی کچھ خوف کم ہوا اور اب اسے یہ فکر ہوئی کہ کسی کو بھیجکر شیریں کا پتہ لگائے لیکن کس کو بھیجا جائے خرلسیتو غائب تھا اور دوسرا کوئی خادم موجود نہ تھا توحیدہ نے خود کپڑے پہنے اور تلاش میں چلدی جہاں جہاں شیریں کے جانے کا خیال تھا وہاں نہ ملی توحیدہ بادیدہ تر ہو کر واپس آئی اور اپنے شوہر طہماز سے جو باہر جانے کے لئے کپڑے پہن رہا تھا کہا

میں نے شیریں کو جہاں جہاں اُس کے جانے کا خیال تھا سب جگہ تلاش کیا لیکن وہ کہیں نہیں ملی

طہماز۔ گھبرانے کی کیا بات ہے تھوڑی دیر میں آجائیگی ..... لیکن بیگم خرلسیتو کے غائب ہونے سے یہ خیال ہوتا ہے کہ کہیں اس کے ساتھ وہ بھاگ نہ گئی ہو ..... بہت دفعہ کمبخت خرلسیتو کو میں نے نکال باہر کرنے کا ارادہ کیا لیکن تم ہمیشہ میرے ارادہ میں مزاحمت کی یہ کمبخت بڑا

پاجی ہے اور شیرین کے خیالات کو زیادہ تر اسی نے خراب کیا ہے
خرستیویوں تو بڑا مسکین بنارہتا ہے لیکن میں اس سے اچھی طرح سے واقف ہوں یہ انہیں احرار میں سے ہے جو آجکل ملک میں فتنہ وفساد برپا کررہے ہیں اور حکومت کو الٹ دینے کے خبط میں گرفتار ہیں۔"

بیگم اگر تمہارا ابھی یہی خیال ہے کہ شیرین خرستیو کے ساتھ کہیں چلی گئی ہے تو ہم پر اس کا کیا الزام ہے ہم نے اس کو سمجھانے اور راہ راست پر لانے کی کوئی کوشش اٹھا نہیں رکھی ہم نے بہت چاہا کہ وہ اپنے لغو خیالات سے باز آئے اور صائب بک کو قبول کرے لیکن اس نے قبول نہ کیا اگر وہ قبول کر لیتی تو اس کے اور ہمارے حق میں بہتر ہی ہوتا کیونکہ اس صورت میں نہ صرف وہ بلکہ ہم بھی خطرات سے محفوظ ہو جاتے اور امنر کی رہائی کی بھی کوئی شکل نکل آتی"

اب وہ تو کہیں نکل گئی لیکن ہمیں خطرہ میں ڈال گئی حکومت کو جب اس کا حال معلوم ہوگا تو وہ اس کو ہم سے طلب کرے گی اور جب ہم اس کو حکومت کی طلب پر نہ دے سکیں گے تو حکومت ہمارے درپئے ہو جائیگی۔ بیگم مجھے خوف ہے کہ کہیں صائب بک نے شیرین کا خط ناظم بک کے حوالہ نہ کر دیا ہو اور ہماری عاجزی کا خیال اس نے مایوس ہو کر نہ کیا ہو۔

**توحیدہ** آپ نے سچ فرمایا ہے مجھے بھی صائب بک کی طرف سے اس کا خطرہ ہے لیکن اگر اس نے ایسا کیا تو کیا ہوگا۔

**طہماز** صائب بک نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ آج شام تک اور صبر کریگا اگر شیرین راضی نہ ہوئی تو پھر وہ اس کے خط کو ناظم بک کے حوالہ کر دیگا۔ صائب بک تھوڑی دیر میں آتے ہیں گے تم جلد ناشتہ تیار کرو توحیدہ باورچیخانہ میں چلی گئی اور ناشتہ تیار کرنے لگی۔

# اٹھارہواں باب

## طلب مہلت

تھوڑی ہی دیر بعد توحیدہ ... کی ... بہت ... اور ... صاحب ... کی ...

صائب بک گاڑی سے اتر کر مکان میں داخل ہوا طہماز نے استقبال کیا اور کمرہ میں لیجا کر بٹھایا توحیدہ باورچیخانہ سے نکل کر کمرہ میں پہنچی اور صائب بک کو سلام کیا صائب بک نے دیکھا توحیدہ کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے ہیں اور چہرہ زرد ہے صائب بک نے سبب دریافت کیا طہماز نے جواب میں کہا

کچھ نہیں آج صبح اٹھکر بیگم نے دیکھا کہ شیرین غائب ہے اسی وقت سے ہم سب پریشان ہیں۔

**صائب بک** (گھبراکر) کیا شیرین بھاگ گئی.... بھاگ کر کہاں جائیگی۔

یہ کہکر وہ کھڑا ہو گیا غصے سے اس کی آنکھیں سرخ ہو گئیں اور باہر جانے کے ارادہ سے اس نے اپنی موٹی لاٹھی کو اٹھا لیا طہماز نے ہاتھ پکڑ کر بٹھایا اور عاجزی سے کہنے لگا۔

بھاگ گئی.... نہیں وہ ایسا نہیں کر سکتی.... میرا خیال ہے کہ وہ اپنی کسی سہیلی کے پاس چلی گئی ہے اور تھوڑی دیر میں واپس آجائیگی اگر فرض کر لیا جائے کہ وہ کہیں چھپ گئی ہو تو زیادہ سے زیادہ ایک دو دن اس کے بعد....

**صائب بک** (بات کاٹ کر) کیا وہ تنہا گئی ہے تنہا وہ کہیں جانیکی جرأت نہیں کر سکتی

**طہماز** میرا خیال ہے کہ وہ خریستو کے ساتھ گئی ہے اس لئے کہ وہ بھی صبح سے گھر میں نہیں ہے

**صائب بک** خریستو البانی کے ساتھ ٹھیک میں سمجھ گیا۔

**طہماز** - محترم بک شیرین بھاگ نہیں سکتی شاید وہ اپنی کسی سہیلی کے پاس چلی گئی ہے اگرچہ اب سے پہلے کبھی کسی کے ہاں جانے کی عادی نہ تھی۔

**صائب بک** بھاگ گئی.... کہاں چلی گئی.... بھاگ کر کہاں جاسکتی ہے جہاں جائیگی ہم اس کو گرفتار کر لیں گے۔ تمام مقامات کے راستوں پر محافظ و نگران مقرر کر دیئے جائیں گے اگر وہ بھاگی ہے تو زیادہ سے زیادہ مناستر جائیگی۔ یا رسنہ جہاں آپ کے عزیز رہتے ہیں اور اگر خریستو کے ساتھ گئی ہے تو البانیا جائیگی ہم سب جگہ اس کو گرفتار کرالیں گے۔

**توحیدہ** محترم بک میں بہت مشکور ہونگی اگر شیرین آپ کی کوشش سے واپس آجائیگی"

**صائب بک** خاتون یہ تو بہت آسان ہے لیکن یہ اس وقت ہو سکتا ہے جبکہ حکومت کو اس کے خیالات اور جرم سے آگاہ کر دیا جائے تاکہ حکومت اپنے طور پر تمام مقامات اور ریلوے

اسٹیشنوں پر بذریعہ تار کے اطلاع دیدے کہ شیرین جہاں ملے فوراً گرفتار کر لی جائے
توحیدہ۔ محترم بک ایسا نہ کیجئے میں یہ نہیں چاہتی کہ شیرین اور اُس کے ساتھ ہم مصیبت میں مبتلا ہو جائیں اور غالباً آپ بھی اس کو پسند نہ کرینگے ہم سب بے قصور ہیں اور شیرین بھی البتہ وہ مغرور ہے اگر چند روز صبر کیا جائیگا اور اُس کا غم و غصہ دور ہو جانے پر اُسے سمجھایا جائیگا تب مجھے یقین ہے کہ وہ ضرور راضی ہو جائیگی۔ اصل یہ ہے کہ ہم نے جلدی کی اگر ہم چند روز صبر کرتے اور اُس کا غم و غصہ دور ہو جانے دیتے تو کبھی ایسا موقع پیش نہ آتا بہرحال میرا خیال ہے کہ شیرین سالونیک سے باہر نہیں گئی ہے وہ گھر سے تنہا جانے کی عادی نہیں ہے اور گھر سے بہت کم باہر نکلتی ہے اس لئے اسکے مناسب وغیرہ کا جانا صرف خیال ہی خیال ہے وہ سالونیک ہی میں ہے۔ محترم بک اور دو روز صبر کیجئے ہم اس کو تلاش کرتے ہیں اور جہاں جہاں اس کے جانے کا امکان ہے وہاں پتہ لگاتے ہیں اگر وہ تلاش و جستجو سے نہ ملی تو پھر کوئی دوسری تدبیر کی جائیگی"

توحیدہ یہ کہکر رونے لگی اور پھر کمرہ سے نکلکر باہر چلی گئی توحیدہ کے چلے جانے پر طناز نے صائب سے کہا

محترم دوست اطمینان رکھئے شیرین بھاگ کر کہیں نہ جائیگی وہ یہیں سالونیک میں ہوگی اور بھاگ کیونکر سکتی ہے اُس کے پاس پیسہ تو ہے نہیں وہ ایک آدھ روز میں واپس آ جائیگی اور اپنی خطا پر نادم ہو کر معافی چاہیگی واقعہ یہی ہے جو بیگم نے کہا حقیقت میں ہم نے عجلت سے کام لیا اگر ہم چند روز صبر کرتے تو وہ ضرور راضی ہو جاتی بہرحال میں آپ سے وعدہ کر چکا ہوں اور پھر اس کی تجدید کرتا ہوں کہ شیرین آپ کی ہے آپ مطمئن رہیں شیرین کو آپ سے بہتر شوہر کہاں مل سکتا ہے اگر تمام دنیا میں ڈھونڈیگی تو آپ جیسا شخص دوسرا نہ پائیگی"
صائب بک اب مجھے اس کی پروا نہیں وہ راضی ہو یا نہ ہو یہ تو ثابت ہو چکا ہے کہ وہ حکومت کی مجرم ہے اور میں حکومت کا نمک حرام نہیں بننا چاہتا کہ اُس کے مجرم کو چھپاؤں اس لئے میرا فرض ہے کہ میں حکومت کو اس کے حال سے آگاہ کروں اور اس کا خط بھی پولیس کو بھیجدوں۔

طہماز: محترم بک اگر آپ نے شیرین کا خط ابن ہمایونی کو بھیجدیا اور ابن ہمایونی نے اُس کو طلب کیا تو آفت ہم پر آئیگی اور آپ کو معلوم ہے کہ ہم بالکل بے گناہ ہین اور حضور شہنشاہ معظم کے وفادار پس کیا آپ یہ چاہتے ہین کہ ہم ناکردہ گناہ گرفتار مصیبت ہون مین ادب سے ملتجی ہون کہ آپ ہم پر رحم فرمائین اور ہمین مبتلائے مصیبت کرنے کی کوشش نہ فرمائین۔

صائب بک: بیشک آپ امیر المومنین کی حکومت اور ذات شاہانہ کے بہی خواہ اور وفادار ہین اور حضور سلطان سے آپ کو کمال عقیدت و اخلاص ہے اگر ملک مین آپ ہی جیسے مخلص اور وفادار لوگ ہوتے تو یہ فتنہ و فساد کیون برپا ہوتا مین آپ کے اخلاص اور وفاداری کو تسلیم کرتا ہون اور مجھے امید ہے کہ آپ کی یہ عقیدت آپ کو نوازشہائے شاہی کا موجب بنائیگی اور حضور سلطان المعظم جلد سے جلد آپ کو کوئی بڑا درجہ عنایت فرمائینگے اگر آپ میری رائے قبول فرماکر میرے ساتھ ابن ہمایونی کے دفتر مین چلین تو آپ کی خدمت کے مناسب آپ کی عزت وقدردانی کی جائے

طہماز: (خوش ہوکر) دو تین روز صبر کیجئے انشاء اللہ شیرین اس عرصہ مین پریشان ہوکر گھر واپس آجائیگی اور بغیر باسانی اُس کو راضی کیا جاسکیگا۔ محترم دوست اصل یہ ہے کہ شیرین کا یہ فعل زیادہ قابل گرفت نہین ہے عورتین عموماً ناقص العقل ہوتی ہین اور وہ صرف اسی کام کی ہین کہ بادرچیخانہ کا کام کرین۔ لیکن افسوس ہے کہ آجکل کے نوجوانان کی زہریلی ہوا اور خیالات نے عورتون پر بھی اثر کیا ہے اور اب آجکل کی عورتین بھی پہلی سی نہین رہی ہین۔

اس کے بعد طہماز نے صائب بک کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھایا اور دونون کھانا کھانے کے کمرہ مین جاکر ناشتہ کرنے لگے۔



# انیسوان باب

## رامز

طہماز اور توحیدہ وغیرہ کو شیرین کی تلاش کرتے دیکھئے آئیے ہم راموز کی خبر لین رامز نے گرفتار

ہوتے ہی سمجھ لیا کہ اس کی زندگی خطرہ میں ہے ہمّا اُسے شبیر بنتا کی وہ بات یاد آئی جو اُس نے صائب بک کے متعلق کہی تہی کہ وہ اُس سے تعلقات نہ رکھے اور اُسکے اخلاص کو فریب خیال کرے گورنمنٹ ہاؤس میں رامز اُس گاڑی سے جس میں وہ گھر سے بٹھا کر لایا گیا تھا اترا اور ایک افسر نے جو وہیں کھڑا تھا اُس کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ رامز افسر کے پیچھے روانہ ہوا جس نے اُس کو ناظم بک کی خدمت میں پیش کیا جو وسط کمرہ میں قالین پر فوجی لباس میں بیٹھا ہوا تھا اور اُس کے پاس ہی صائب بک بھی بیٹھا تھا صائب بک کو دیکھکر رامز کی آنکھیں غصہ سے سرخ ہوگئیں اور اسے یقین ہوگیا کہ صائب ہی نے اُسے گرفتار کرایا ہے۔ صائب بک نے رامز کو دیکھکر کہا۔

رامز آفندی کس حال میں ہو۔

راحمز میں کوئی خاص بات اپنے میں نہیں پاتا

یہ کہکر رامز نے اظہار تمکنت کے لئے اپنے بازوؤں کو حرکت دی صائب بک نے رامز کی طرف دیکھا اور تاسف کرتے ہوئے ناظم بک کو مخاطب کرکے کہا

جناب محترم افسوس ہے کہ رامز کو لوگوں نے بہکا کر اپنا ہم خیال بنا لیا ہے ورنہ ان کے خیالات ایسے نہ تھے رامز آفندی نے اس وقت تک جو کچھ کیا ہے میرا خیال ہے کہ اپنی رائے سے نہیں کیا ہے بلکہ صرف اپنے دوستوں کی خوشنودی کے لئے

**ناظم بک** یہ بات تو قرین قیاس نہیں ایسی حالت میں جبکہ ان کے ہاتھ کی تحریریں شہادت دے رہی ہیں کہ یہ ملک وملت کے خائن اور وفات شاہانیہ کے دشمن ہیں دیکھو ترکی اور رفیق سنیلی خبارات میں ان کے مضامین موجود ہیں میرا خیال ہے کہ تم ان کی طرف سے جرم کی مدافعت کر رہے ہو کیونکہ یہ تمہارے دوست ہیں"

**صائب بک** آقندم......رامز آفندی بیشک میرے دوست ہیں لیکن میں نے جو عرض کیا ہے وہ بالکل صحیح ہے میں رامز کے اخلاق وعادات سے اچھی طرح واقف ہوں ان میں اگر کوئی عیب ہے تو صرف یہ کہ مغرور وضدی ہیں اگر ان میں یہ عیب نہ ہوتا تو بے شک یہ بے مثل قابلیت کے آدمی تھے (رامز کی طرف دیکھکر) رامز آفندی کیا میں غلط کہتا ہوں۔

راھمز بالکل غلط۔

**ناظم بیک** (صائب بیک کو مخاطب کر کے) ہان بیشک یہ لوگ مغرور و متکبر ہین اور جلالۃ البادشاہ کے برخلاف کوشش کر رہے ہین ان کے ساتھ بدترین سلوک کرنا چاہیے تاکہ یہ معلوم کرسکین کہ خائنان ملک وملت کی سزا کیا ہوتی ہے

اس کے بعد ایک افسر کی طرف دیکھکر اشارہ کیا کہ وہ راھمز کو لیجائے نہ لیجائے مگا صائب بیک کھڑا ہوگیا اور راھمز کی حمایت و سفارش مین کہا

آفندم..... ذرا توقف فرمائیے..... مین راھمز کو بچپن سے جانتا ہون اور ہم دونون نے ایک ہی ساتھ پڑھا ہے اس لئے مین ان کی طبیعت سے خوب واقف ہون حقیقت یہ ہے کہ راھمز کو دھوکہ دیا گیا ہے اور دوسرے لوگون نے ان کو بہکا رکھا ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ آپ کے سامنے انکار کر رہے ہین

اس کے بعد راھمز کی طرف دیکھا اور کہا

راھمز ان خیالات کو چھوڑ دو جن لوگون نے تم کو بہکا رکھا ہے اور جو مدعی حریت و صداقت ہین وہ حکومت کی مخالفت صرف اس وجہ سے کر رہے ہین کہ حکومت ان کو مناسب عطا فرمادے جب ان کو حکومت سے منصب مل جائینگے تو یہ لوگ تمہین چھوڑ کر خود حکومت کے وفادار بنجائینگے ایسا بہت دفعہ ہوا ہے اور بہت دنون سے ہشیار لوگ اس طرح اپنا مقصد حاصل کر رہے ہین مجھے معلوم ہے کہ فتنہ و فساد پیدا کرنے والے لوگ بہت تھوڑے ہین اور ان کے ساتھ زیادہ تعداد ایسے لوگون کی ہے جو ان کے فریب مین آکر ان کے ساتھ شریک ہوگئی ہے راھمز تم ان لوگون کی چالون سے واقف نہین ہو یہ صرف مطلب پرست لوگ ہین جو اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے دوسرون کو مصیبت مین مبتلا کر دینا کوئی بات نہین سمجھتے تم اور تمہارے نوجوان ساتھی ان لوگون کی کامیابی کا ذریعہ ہو بہرحال آشنا تنا دینے کے بعد تمہین معلوم ہوگیا ہوگا کہ حریت و صداقت کوئی چیز نہین ہے اور صرف یہ ایک فریب ہے اس لئے اگر تم ہمین ان لوگون کے نام بتا دو جو انجمن اتحاد و ترقی کے ممبر یا کارکن ہین یا اس جگہ سے آگاہ کر دو جہان یہ سب لوگ جمع ہوتے ہین تو ہم وعدہ کرتے ہین کہ تم کو چھوڑ دیا جائیگا بلکہ حکومت سے کوئی بڑا منصب بھی دلوا دیا جائیگا۔

اپنی تقریر ختم کر کے صائب بک نے رامز کے چہرہ پر یہ معلوم کرنے کے لئے کہ اس کی تقریر نے کیا اثر کیا ہے نظر ڈالی رامز گردن جھکائے خاموش کھڑا تھا صائب بک نے رامز کو خاموش کچھ سوچتا ہوا پاکر خیال کیا کہ اس کی تقریر کا اس پر اثر پڑا ہے اس نے پھر کہا

رامز میں تمہیں اس سے بھی آگاہ کر دینا چاہتا ہوں کہ ایک نہ ایک دن اس مخفی جماعت کا حال ہمیں ضرور معلوم ہو جائیگا اور جہاں یہ لوگ جمع ہوکر جلالۃ البادشاہ کے خلاف تقریریں کرتے اور تجاویز سوچتے ہیں اس کا بھی پتہ لگ جائیگا کیونکہ عموماً یہ لوگ مفلس ہیں چند روز بعد بھوکوں مرنے لگیں گے اور مجبور ہوکر حضور بادشاہ کی اطاعت قبول کریں گے جیسا کہ اب سے پہلے متعدد بار ایسا ہو چکا ہے اور پیرس جنیف اور مصر وغیرہ کی خفیہ انجمنوں کے کارکن قبول اطاعت پر مجبور ہوئے ہیں اس لئے میرے نزدیک یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے حالات تمام اور انجمن کے مرکز سے آگاہ کر دیا جائے کیونکہ جو شخص سب سے پہلے اس خدمت کو انجام دیگا اس کو حضور سلطان المعظم سے بہت بڑا منصب ملیگا اور یہ خدمت سلطان کی خوشنودی کا باعث ہوگی اس کے علاوہ ایک اور فایدہ یہ بھی ہوگا کہ جو لوگ تمہاری طرح فتنہ پردازوں کے فریب میں گرفتار ہیں ان کو اس فریب سے آگاہ کرکے خطرہ سے بچایا جائیگا اور فتنہ پردازوں کو معقول سزا دی جائیگی بس مناسب ہے کہ اس وقت تم صرف وہ جگہ بتلا دو جہاں یہ لوگ جمع ہوتے ہیں۔

ناظم بک صائب کی تقریر کو سن رہا تھا اور رامز کے چہرے کو دیکھتا جاتا تھا تاکہ معلوم کر سکے کہ اس تقریر نے اس پر کیا اثر کیا ہے۔ رامز نے صائب بک کی تقریر ختم ہو جانے پر گردن اٹھائی اور کہا عزت نفس، حریت، شخصیت، اور صداقت ایسے الفاظ ہیں جن کا مفہوم تمہارے نزدیک کچھ نہیں گویا تمہارے نزدیک یہ الفاظ مہمل و بے معنی ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ تم میں ان کے معنے سمجھنے کی اہلیت بھی نہیں اس لئے تم سے گفتگو کرنا عبث و فضول ہے۔ میں اور میرے ہم خیال دوست مغرور و متکبر نہیں ہیں ہم پر یہ اتہام ہے مغرور اور بے حمیت تم لوگ ہو جو وطن فروشی کرتے اور محبان وطن کو مال حاصل کرنے کے لئے مصیبت و ہلاکت میں ڈال دیتے ہو بہر کیف تم جانو اور تمہارا کام میں پسند نہیں کرتا کہ اب آپ اس موضوع پر مجھ سے گفتگو کریں البتہ اس کے علاوہ اگر کوئی اور بات ہو تو فرمائیے اور پھر اس کے بعد جو آپ کے جی میں آئے وہ کیجئے۔

صائب بک رامز کی جرأت سے ششدر رہ گیا اور پھر کچھ نہ کہا ناظم بک بھی حیران تھا کچھ دیر سکوت طاری رہا اور پھر ناظم بک نے کہا

رامز صاحب بک نے تم کو دوستانہ نصیحت کی ہے افسوس ہے کہ تم نے اپنے مخلص دوست کے مشورہ کا نہایت سخت پیرایہ میں جواب دیا ہے اور ان کی توہین کی ہے جس کا نتیجہ یقیناً یہ ہونا چاہیئے کہ تم کو ہتھکڑیوں میں جکڑ کر آستانہ بھیجدیا جائے تاکہ وہاں تمہیں اپنے کردار کی معقول سزا ملے

**رامز** مجھے صائب بک کی نصیحت کی ضرورت نہیں ہے جو آپ کرنا چاہتے ہوں وہ کیجیے۔

**ناظم بک** (افسر کی طرف دیکھکر جو رامز کے پیچھے کھڑا تھا) اچھا ان کو قید خانہ لیجاؤ۔

رامز نہایت استقلال اور ثابت قدمی سے باہر نکلا اور افسر کے ساتھ جیل خانہ کی طرف روانہ ہوا رامز کے چلے جانے کے بعد ناظم بک اور صائب بک نے باہمی مشورہ سے قرار پایا کہ باب ہمایونی کو رامز کی گرفتاری کی اطلاع دیدی جائے اور اس کے تمام کاغذات آستانہ بھیج دیئے جائیں اور وہاں سے جو حکم آئے اُس پر عمل کیا جائے

---

# بیسوان باب

## آستانہ

سالونیک کو اُس کے حال پہ چھوڑ دیئے اور دار الخلافۃ (آستانہ) پر جو احرار کا مرکز شاعت پیش نظر ڈالیئے آستانہ قسطنطنیہ کا دوسرا نام ہے جس کو تخفیفاً آستانہ خلافت بھی کہتے ہیں اس کو قسطنطین اعظم نے آباد کر کے ۳۳۰ء میں مشرقی رومانیہ کا دار السلطنت قرار دیا تھا قسطنطنیہ یا آستانہ اپنے جائے وقوع کے لحاظ سے دنیا کی بہترین جگہ ہے جو دو دریاؤں کے درمیان واقع ہے اور دو براعظموں کو باہم ملاتا ہے اور جس کی حفاظت و صیانت ابنائے اور درہ کرتے ہیں۔

آستانہ کے تین حصے ہیں دو یورپ میں اور ایک ایشیا میں ایشیا اور یورپ کے حصوں کے درمیان میں یا حائل ہے یا یوں سمجھیئے کہ آستانہ تین شہروں کا نام ہے جن کے درمیان تین دریا حد فاصل ہیں ان میں سے

استنبول جنوب میں اور بک اوغلی شمال میں ہے اور یہ دونوں یورپ میں ہیں اور اسکودار
مشرق میں اور یہ ایشیا میں ہے ان کے درمیان باسفورس شمال میں بحر اسود یا دردانیال
جنوب میں اور گولڈن ہارشمال مغرب میں حائل ہیں۔

عثمانیوں کا قبضہ ہونے سے پہلے یہاں صرف استنبول آباد تھا عثمانیوں نے استنبول کو
فتح کرکے اپنا دارالسلطنت بنایا اور اس وقت سے استنبول برابر حکومت عثمانیہ کا دارالسلطنت
چلا آتا ہے استنبول اس وقت بھی شاہی شہر کی حیثیت رکھتا ہے جس میں تمام شاہی
خاندان اور ارکان حکومت آباد ہیں تمام سرکاری عمارات بھی استنبول ہی میں ہیں مساجد
مدارس اور جوامع کی بھی معقول تعداد یہاں ہے گویا استنبول تقریباً ایک اسلامی آبادی ہے
جس میں غیر مسلم بہت کم ہیں اور یہیں کثرت سے تاریخ اسلامی کے آثار پائے جاتے ہیں
بک اوغلی عثمانیوں کی فتح کے وقت ایک غیر آباد جگہ تھی جہاں عموماً وہ لوگ آکر ٹھہرتے
تھے جو غیر ملکوں سے آستانہ آتے تھے اس وقت زیادہ حصہ یہاں یورپ کی قوموں کا آباد
ہے اور ایک بہتر قسم آبادی ہے آستانہ اور بک اوغلی کے درمیان گولڈن ہار یا بحر البوب
پر دو نہایت شاندار پل بنے ہوئے ہیں جو آستانہ اور بک اوغلی کو باہم ملاتے ہیں ایک پل
جو پرانا ہے باسفورس کے قریب واقع ہے او غلطہ کا پل کہلاتا ہے دوسرا نیا پل ہے جو غربیہ ہے
اسکودار یعنی آستانہ کا ایشیائی حصہ خالص اسلامی آبادی پر مشتمل ہے جس میں عموماً ترک
آباد ہیں اسکودار ترکوں کے نزدیک بابرکت شہر ہے جس میں وہ قسطنطنیہ کی فتح سے پہلے آکر آباد
ہوئے تھے اور پھر وہاں سے یورپ کو فتح کرکے قسطنطنیہ کو دارالسلطنت قرار دیا تھا۔

آستانہ کے قرب وجوار میں بہت سے گاؤں ہیں جو باسفورس کے کنارے کنارے
آباد ہیں اسی طرح استنبول کی شہرپناہ کے باہر اور ایشیائی آستانہ کے اطراف میں بہت سی
آبادیاں ہیں۔

آستانہ میں بہت سے متبرک ومقدس مقامات بھی ہیں جن کی تفصیل وتشریح بیان
ضروری نہیں۔

# اکیسواں باب

## قصر یلدز

آستانہ میں ہمارے ناول کو قصر یلدز سے زیادہ تعلق ہے اس لیے مناسب ہے کہ ہم قصر یلدز کی کچھ کیفیت ہدیۂ ناظرین کریں یلدز کو اگرچہ قصر کہا جاتا ہے اور اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ صرف ایک قصر ہوگا لیکن وہ ایک قصر نہیں بلکہ بہت سے قصروں کا مجموعہ ہے اگرچہ بلحاظ عمارت و عمدگی ان قصروں میں وہ بات نہیں پائی جاتی جو قصر طولمہ باغچہ اور قصر چراغان میں ہے قصر یلدز ایک غیر منتظم متفرق قصروں کا نام ہے جس میں بہت سے باغات باغیچے نہریں اور بڑے بڑے درخت ہیں یلدز اگرچہ کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا لیکن یہ بات البتہ قصر یلدز کی خصوصیت ہے کہ اس میں بہت سے مخفی مقامات، زیر زمین کمرے اور عجیب و غریب کوٹھریاں ہیں"

قصر یلدز دو حصوں میں منقسم ہے ایک حدیقۂ داخلیہ اور دوسرا حدیقۂ خارجیہ اور ان دونوں حدیقوں کے جدا جدا راستے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے اندر بہت سے قصر ہیں"

حدیقۂ داخلیہ میں ہمارے ناول کے زمانہ میں حسب ذیل قصر تھے قصر مابین صغیر جس میں سلطان عبدالحمید خان معزولی کے بعد رہتے تھے۔ قصر حیث قصر بالط قصر جہان نما ان قصروں کے علاوہ ایک عظیم الشان عمارت چڑیا خانہ یا نمائش گاہ حیوانات کی بھی ہے جس میں بہت سے کمرے جانوروں کے رکھنے کے لیے بنے ہوئے ہیں حدیقۂ داخلیہ کے قصروں میں سب سے بہتر قصر جہان نما ہے جو اگرچہ زیادہ وسیع نہیں لیکن ایک بہترین چیز ہے اور باسفورس کے کنارہ پر واقع ہے۔

---

ٍ وہ قصر جس میں رنگ برنگ کے اعلیٰ تشتر رکھے ہوئے ہیں ۱۲ مترجم

حدیقۂ خارجیہ مین قصر چادر قصر نسعہ اور قصر مراسم اور قصر مابین کبیر چار قصر ہین جو حدیقۂ داخلیہ کے قصرون سے بہتر اور عمدہ ہین ان قصرون مین بہت سی نادر و قیمتی تحائف وہین جو سلاطین عثمانیہ کو ملتے رہے ہین حدیقۂ خارجیہ مین ایک عظیم الشان مسجد بھی ہے جس کا نام جامع حمیدی ہے اور دونون حدیقون کے رہنے والے اسی مسجد مین عموماً جمعہ کی نماز پڑہتے ہین ان قصرون کے علاوہ حدیقۂ خارجیہ مین اور بھی بہت سی چھوٹی چھوٹی عمارتین ہین جن کی تفصیل کی اس موقع پر ضرورت نہین نادرون کے آیندہ صفحات مین ان کا ذکر آجائیگا۔

# بائیسوان باب

## قصر یلدز کا نظارہ آدہی رات کے بعد

رات کا نصف حصہ گذر چکا ہے آستانہ کے باشندے خواب راحت کا لطف اٹھا رہے ہین چاندنی کہیت کیے ہوئے ہے باسفورس کی سطح چاندنی سے چمک رہی ہے سطح دریا پر اس وقت کوئی جہاز نظر آتا ہے نہ کشتی کیونکہ مالک یلدز سلطان عبد الحمید خان نے حکم دے رکھا ہے کہ غروب آفتاب کے بعد جو شخص باسفورس کی سطح کو حرکت مین لائیگا یا اس کے پانی کو جنبش دیگا باسفورس کی تہ مین پہنچا دیا جائیگا۔

باسفورس صاحب یلدز کے خوف سے ہوا کی طرح ساکن ہے اور آستانہ والون کے ساتھ جو اس کے قدیم رفیق ہین خواب راحت مین شریک ہے لیکن زمانہ کی نزاکت کبھی کبھی اسے چونکا دیتی ہے اور وہ یہ خیال کر کے خوف سے کانپنے لگتا ہے کہ موجودہ زمانہ آستانہ والون پر اور اس پر جن خطرات مین گذر رہا ہے قدیم زمانہ استبداد مین بھی کبھی اس قسم کے خطرات کا انہین سامنا نہین کرنا پڑا اور اس کی تہ بیت سے مظلوم اور حق پسند و حق طلب لوگون کی لاشون سے بہری پڑی ہے اور اس کا پیٹ ان مظلومون کی نعشون سے جو صاحب وطن ہین اپنا بہرا دیا گیا ہے۔

میں اسوقت سناٹا ہے لیکن بہت سے ادھیڑ اور بوڑھے ہیں کہ انہیں اپنی عمر گرانمایہ
لیے جانے اور کبھی بے فکری سے دونوں وقت کھانا نہ ملنے کا غم ستا رہا ہے اور ان کی
م کر رہا ہے کچھ مظلوم قیدی ہیں جو اس وقت بھی جبکہ تمام دنیا میٹھی نیند کے مزے
ہی ہے جاگ رہے ہیں اور مالک یلدز کے حضور میں حاضر ہیں جن سے دریافت کیا جا رہا
حکومت کے مجرموں کا پتہ بتلائیں تاکہ ان کو بھی گرفتار کرکے باسفورس کا پیٹ بھرا
بہت سی بیوہ عورتیں ہیں جو بہت دنوں سے خواب راحت کے لطف سے ناآشنا ہیں
تڑپ تڑپ کر راتیں بسر کرتی ہیں ان کی آرام و آسائش کی راتیں اور خواب راحت کا لطف
یلدز کے مالک کے ہاتھوں تباہ و برباد کیا جا چکا ہے اور جاسوسوں کی شرارت ان کے شوہروں
کی تہ میں پہنچا چکی ہے سیکڑوں یتیم بچے ہیں جو اس وقت بھی بھوک کی آگ میں جل رہے
کی خنکی بھی ان کی بھوک کی آگ کو کم نہیں کر سکی ان کا گناہ صرف یہ ہے کہ وہ اس زمانہ
میں کیوں پیدا ہوئے ان یتیموں اور بیواؤں کی کچھ دیر کو اگر آنکھ لگ جاتی ہے تو خواب
تصویر کہ عبدالحمید سانپ کی طرح منہ کھولے یا اژدہے کے مانند تیز نگاہوں سے سمیت پھیلتے
ان کی طرف آ رہا ہے ان کو چونکا دیتا ہے آنکھ کھل جاتی ہے اور وہ خوف سے کانپنے لگتی ہیں"
نے آرام و آسائش کے خیمے آستانے میں لا ڈالے ہیں لیکن آستانہ والوں کی قسمت ایک ایسے
شخص کے ہاتھ میں ہے جو ان کو رات کی خاموشی اور آرام و آسائش سے متمتع نہیں ہونے دیتا اور
کبھی نہ کسی اندیشہ اور فکر میں اپنی رات بسر کر دیتا ہے یہاں تک کہ قصر یلدز کے رہنے والے بھی
اپنی راتوں کو آرام سے بسر نہیں کر سکتے جاسوسی شکایت اور شبہ کا بازار اس قدر گرم ہے کہ
قصر یلدز کا ایک شخص بھی اپنی طرف سے مطمئن نہیں اور ہر وقت اپنے کو خطرہ میں سمجھتا ہے دن
آفتاب کی روشنی میں گذر جاتا ہے اور رات تاریکی کی منزلیں طے کر جاتی ہے عمر میں روزانہ ایک
دن کی کمی ہو جاتی ہے لیکن ان کے خوف و اندیشہ کی حالت انقلاب پذیر نہیں۔

اہل یلدز دن بھر اپنے آقا کے حکم سے جاسوسی۔ دھوکہ دہی اور غارتگری کرکے قصر میں رات
بسر کرتے ہیں لیکن اطمینان میسر نہیں یلدز کے عالی شان محل مستحکم و مضبوط قصر عظیم الشان
دروازے اور بلند و بالا احاطے کی دیواریں سب کچھ موجود ہیں دروازوں پر سات ہزار البانی

چر کسی فوج حفاظت کر رہی ہے لیکن طمانیت اور سکون کا پتہ نہین۔

قصر یلدز مین سرسبز و شاداب باغ ہین آراستہ قصر ہین اس کے باورچیخانہ سے ہزارون آدمی پرورش پاتے ہین وشندے پرندے اور دوسرے تمام قسم کے حیوانات یہانتک کہ حقیقت مین چیونٹیان اور مکھیان بے تکلف اور بے خوف قصر اور باغات مین پھرتے اور عیش کرتے ہین سانپون اور بچھوون اور دوسرے زہریلے جانورون کے قصر کے اندر جانے اور وہان پھرنے کی کوئی ممانعت نہین ہے لیکن غریب مفلوک الحال اور حاجتمند انسانون کی رسائی نہین قصر کے دروازے رحم کے طلبگارون اور حاجتمندون پر بند ہین۔

# تیئسوان باب

## سلطان عبدالحمید کی راتین

آستانہ اور قصر یلدز کے رہنے والون کی جو حالت اوپر بیان کی گئی ہے اسی طرح خود سلطان عبدالحمید خان کی رات تردد و افکار خوف اور خطرات مین گذرتی ہے ایک زمانہ تھا کہ خاقان البحرین سلطان البرین سلطان عبدالحمید خان کی نسبت جو کروڑون انسانون کی جانون کے مالک اور ان کی موت و حیات پر قابض تھے یہ کہا جاتا تھا کہ وہ جب غضبناک ہوتے ہین تو عناصر بھی غضبناک ہوجاتے ہین اور جب خوش ہوتے ہین تو ہوائین اور بارش اور تمام طبعیات مسرت سے معمور ہوجاتی ہین لیکن اب یہ حالت نہین ہے ملک مین حقوق طلب فرقون کے پیدا ہوجانے سے سلطان پر ہر وقت خوف اور قلق کی حالت طاری رہتی ہے اور راحت و مسرت کا خاتمہ ہوگیا ہے"

رات کے تین بجے ہین یلدز کے تمام رہنے والے سو گئے ہین یہان تک کہ محافظ سپاہ جس کا کام رات بھر پہرا دینا ہے ٹھنڈی ہوا کے جھونکون سے اونگھ رہی ہے۔ چرند و پرند اور درخت تک

راحت کے مزے لوٹ رہے ہین مگر سلطان عبدالحمید جاگ رہے ہین اور ایک اونی چادر اوڑھے ایک کوچ پر پڑے کچھ سوچ رہے ہین یادداشت کا ایک کاغذ ہاتھ مین ہے جو ایک جاسوس نے بھیجا ہے اُس کو پڑھتے ہین اور خوف و پریشانی کے آثار چہرے سے نمایان ہونے لگتے ہین دن بھر کی مصروفیتون اور کامون کے بعد بدن چکنا چور ہو گیا ہے آنکھون مین نیند بھری ہوئی ہے جی چاہتا ہے کہ آرام کرین اور تھوڑی دیر نیند کے مزے لوٹین لیکن خوف اور وحشت نے نیند حرام کر دی ہے"

چار بجے صبح کے قریب کوچ پر پڑے پڑے آنکھ لگ گئی اور پندرہ بیس منٹ سے زیادہ نہ سوئے ہون گے کہ خواب کی خوفناک شکلون نے ڈرا کر جگا دیا اور وہ اٹھ کر بیٹھ گئے اور پھر یادداشت کا کاغذ لیکر پڑھنے لگے تھوڑی دیر تک اُس کو پڑھتے رہے پھر الماری سے مشہور سیاست دان ماکیاویلی کی کتاب نکالی اور پڑھنے لگے چند منٹ کے بعد کتاب بند کر کے میز پر رکھدی اور ایک چھوٹے سے کمرے مین جہان نجاری کے تمام اوزار اور سامان تھا گئے اور کچھ دیر نجاری کے شغل مین جس سے ان کو خاص دلچسپی تھی اور اس حرفت مین کامل دستگاہ رکھتے تھے مشغول رہے جب اس کام مین بھی جی نہ لگا تو پیانو کے کمرے مین گئے تھوڑی دیر تک پیانو بجایا یہان بھی طبیعت کو قرار نہ آیا تو کمرہ سے باہر نکل کر یادداشت کے کاغذات کو پھینک دیا اور سونے کے کمرے کی طرف چلے کمرہ کے دروازہ تک پہنچے تھے کہ پھر لوٹے زمین پر پڑے ہوئے کاغذات کو اٹھایا اور لکھنے پڑھنے کے کمرہ مین جا کر ایک کوچ پر لیٹ گئے اور کاغذات کو دیکھنے لگے لیکن نیند کے غلبہ اور تکان سے ایک حرف سمجھ مین نہ آیا اور آخر اسی حالت مین سو گئے کچھ دیر بعد گھڑی نے چھ بجائے اور مرغ کی آواز نے سلطان کو بیدار کر دیا کوچ سے اٹھے اور کمرہ سے باہر نکلے تاکہ وضو کر کے نماز فجر ادا کرین کمرہ کے باہر وضو کرانیوالا خادم حاضر تھا سلطان کے وضو ایک مختصر غسل ہوتا تھا حمام سے فارغ ہو کر صبح کی نماز پڑھی اور پھر انہین کاغذات کو جا بجا سے دیکھتے ہوئے اپنے آفس کے دفتر کی طرف چلے"

آفتاب ایشیا کے پہاڑون سے طلوع ہو رہا تھا اور اس کی کرنین درختون سے چھن چھن کر زمین پر پڑ رہی تھین چڑیان گھونسلون سے نکل کر باغ مین چہچہا رہی تھین پھول کھلے ہوئے تھے طاوس تبختر و تکبر کے ساتھ باغون اور جنگلون مین پھر رہے تھے ہر ایک جاندار چیز اس وقت مسرور تھی مگر سلطان عبدالحمید کہ ان کا دل و دماغ بدستور خوف و دہشت آمیز خیالات مین مصروف تھا آہستہ آہستہ جا رہے تھے اور پیچھے قہوہ بنانے والا یاور چی تھا جس کے ساتھ قہوہ بنانے کے

[illegible]

؎ ماکیاویلی اٹلی کا ایک مشہور سیاست دان تھا جس کی کئی کتابین سیاست پر ہین سلطان عبدالحمید اس کی کتابون کو [illegible]

تمام برتنوں اور قہوہ پینے کی پیالیاں تھیں وہ منتظر تھا کہ کب سلطان قہوہ بنانے کا حکم دیں اور وہ تیار کرکے حضور میں پیش کرے سلطان کھانے پینے کی چیزوں میں سخت احتیاط برتتے تھے یہاں تک کہ قہوہ اپنے سامنے بنواتے تھے اِس وقت سلطان تنہا تھے اور صرف قہوہ بنانے والا ساتھ تھا۔



# چوبیسواں باب

## طوطی

سلطان تھوڑی دیر باغ میں آہستہ آہستہ ٹہلتے رہے پھر لکڑی کے ایک کمرے میں جو نہر کے کنارے بنا ہوا تھا ایک کوچ پر بیٹھ گئے اور باورچی کو اشارہ کیا کہ قہوہ تیار کرے باورچی نے فوراً قہوہ تیار کرکے پیش کیا سلطان قہوہ پیتے جاتے تھے اور جاسوسوں کی بھیجی ہوئی خبروں کے کاغذات دیکھتے جاتے تھے یکایک ان کے کان میں کسی کے ہنسنے کی آواز آئی سلطان نے ہنسی کے انداز آواز سے معلوم کر لیا کہ ان کا بیٹا احمد نورالدین ہے جسکی عمر اس وقت سات برس کی تھی سلطان نے کاغذات رکھدیے اور احمد نورالدین کی طرف دیکھا جو ایک خوبصورت وخوش رنگ طوطی سے کھیل رہا تھا اور اُس کی دایہ پاس ہی کھڑی تھی۔

دایہ کو چونکہ یہ معلوم نہ تھا کہ سلطان یہاں موجود ہیں اس لئے اُس نے احمد نورالدین کو یہاں کھیلنے کے لیے چھوڑ دیا تھا سلطان کی آواز سنکر وہ خوف سے کانپنے لگی اور وہاں سے بھاگ کر چلے جانے کا ارادہ کیا کہ سلطان نے اُس کو آواز دی اور وہ شہزادہ کو لیکر بادشاہ کی طرف چلی شہزادہ سلطان کو دیکھکر دوڑا اور باپ سے جا کر چمٹ گیا سلطان نے پیار کیا اور گود میں بٹھا کر دریافت کیا کہ وہ اس وقت یہاں کیوں آیا ہے؟

احمد نورالدین ابا جان میں اپنی پیاری طوطی سے باتیں کرنے اور کھیلنے آیا ہوں یہ کہکر شہزادہ بچوں کی طرح ہنسا اور طوطی کی طرف اشارہ کیا جو دایہ کے ہاتھ میں تھی سلطان نے

دایہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ طوطی کو پنجرے مین بند کر دے دایہ نے طوطی کو پنجرے مین جو قریب ہی ایک درخت مین لٹکا ہوا تھا بند کیا اور چپکے سے دوسری طرف چلی گئی

سلطان نے احمد نورالدین کی طرف پیار کی نظرون سے دیکھا اور کہا

نورالدین تمہین طوطی سے بہت محبت ہی۔

**نورالدین** ابا جان ہان طوطی بڑی پیاری ہی

**سلطان** کیا تم اُس سے مجھسے بھی زیادہ محبت رکھتے ہو۔

احمد نورالدین سلطان کے اس سوال سے چونک پڑا کیونکہ اسے اور تمام دوسرے بچون کو سکھایا گیا تھا کہ بادشاہ کا احترام و تعظیم سب سے زیادہ کرنا اور اُس کے تمام احکام کو ماننا چاہیے اور پھر کچھ سوچ کر کہا

آقائے مدام معاف فرمائیے! دنیا مین کوئی چیز ایسی نہین ہی جس سے ہم کو ذات شاہانیہ سے زیادہ محبت ہو سلطان نے شہزادہ کا جواب سنکر محسوس کیا کہ سات برس کا بچہ اپنی طرف سے ایسا معقول جواب نہین دے سکتا یقیناً اس کو کسی نے یہ بات سکھائی ہے اور اپنے خیال کی تصدیق کرنے کے لیئے شہزادہ سے دریافت کیا

تم کو کس نے یہ بات بتائی ہے۔

شہزادہ ڈر گیا اور خیال کیا کہ اس سے کچھ غلطی ہوئی ہے خوف سے اس کا رنگ زرد ہو گیا اور سوچنے لگا کہ وہ کونسی ایسی بات کہے جس سے سلطان خوش ہو جائین کچھ دیر کے بعد اس نے کہا

ابا جان یہ بات مجھے بیگم جہان آرا نے بتائی ہے

یہ سنکر سلطان کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا اور دل مین کہا

جہان آرا میری خوشنودی حاصل کرنے کے لیئے اس قسم کے حیلے تراشتی ہے..... اچھا لے خانہ تجھے سمجھونگا...... شاید تو یہ خیال کرتی ہے کہ تیرے اس قسم کے فریب مین مین آجاؤنگا

اس کے بعد سلطان نے مسکرا کر نورالدین کی طرف دیکھا پیار کیا اور خوش طبعی کی باتین کرنے لگے نورالدین جیسا کہ بچون کی فطرت ہے ہنسنے لگا سلطان بھی اُس کے ساتھ ہنسنے سے اس کے

اس کے بعد سلطان نے جیب سے کہربا کی تسبیح نکالی اور نورالدین کے ہاتھ میں دیکر کہا تو بیٹا اس سے کھیلو دیکھو یہ کیسی اچھی تسبیح ہے۔

نورالدین تسبیح کو لیکر کھیلنے لگا سلطان نورالدین کی حرکتوں کو دیکھکر ہنس رہے تھے کہ یکایک ان کی نظر طوطی پر پڑی اور مالی کو حکم دیا کہ پنجرہ یہاں لائے مالی نے پنجرہ لاکر کمرہ کے باہر دروازہ کے قریب رکھدیا سلطان نے نورالدین سے کہا

بیٹا نورالدین کیا تم اس طوطی کو ہمیں دے سکتے ہو ہم تمہیں اس کے بدلے میں یہ تسبیح دیدینگے

**نورالدین** اباجان یہ طوطی آپ ہی کی ہے کیا ہم سب حضور کے غلام اور آپ ہمارے مالک نہیں ہیں سلطان نے خیال کیا کہ نورالدین کو یہ بات بھی جہان آرا نے سکھائی ہے لیکن اس خیال کو زیادہ اہمیت نہیں دی سلطان کے خاموش ہوتے ہی نورالدین دوڑکر پنجرے کے پاس پہنچا اور طوطی سے باتیں کرنے لگا طوطی وہی کہتی جو نورالدین کہتا تھا اور اس قدر صاف بولتی کہ مطلق اس کا امتیاز نہ ہوتا کہ نورالدین بول رہا ہے یا طوطی نورالدین کے باہر چلے جانے پر سلطان نے سامنے نظر ڈالی اور دیکھا کہ نادر آغا جو خواجہ سرا غلاموں کا سردار تھا اور یلدز میں بڑا اثر رکھتا تھا آرہا ہے سلطان نے نادر آغا کو خلاف معمول یہاں پاکر آواز دی

نادر آغا ۔ نادر آغا

نادر آغا حضور والا یہ کہکر ادب سے سلام کیا اور دست بستہ کھڑا ہو گیا۔

**سلطان** تم کہاں سے آرہے ہو

**نادر آغا** حضور والا کے قصر سے

**سلطان** وہاں کیا کرتے تھے

**نادر آغا** حضور والا کے قصر کے دروازہ پر حکم کا منتظر بیٹھا تھا

سلطان نے نادر آغا کے بیان کو صحیح مانا کیونکہ وہ اس سے حسن ظن رکھتے تھے اور اس پر سلطان کو بڑا اعتبار تھا خوش ہوکر نادر آغا کی طرف دیکھا اور فرمایا

سرخفیہ اجاسوسوں کا افسر) کو ہمارا حکم پہنچاؤ کہ وہ قصر ابن میں ابھی حاضر ہو اور ناشتہ ہمارے ساتھ کرے۔

نادر آغا سر تسلیم خم کر کے واپس چلا گیا اور سلطان قصر آبین جانے کے ارادہ سے اٹھے کہ نا
انھوں نے اپنی آواز کی طرح کسی کو نادر آغا نادر آغا پکارتے سنا سلطان یہ آواز سنکر چونک
پڑے اور کمرہ کے باہر نظر ڈالی مگا نادر آغا حاضر ہوا سلطان نے دریافت کیا
تم کو کس نے بلایا

**نادر آغا** کیا حضور والا نے نہیں بلایا حضور والا کا حکم میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے۔
نورالدین پنجرے کے پاس کھڑا ہوا اس وقت ہنس رہا تھا سلطان نے نورالدین کو ہنستے
پاکر کہا

نورالدین کیا بات ہے کیوں ہنس رہے ہو نادر آغا کو کس نے پکارا ہے۔

**نورالدین** (طوطی کی طرف اشارہ کرکے) ابا جان طوطی نے نادر آغا کو پکارا ہے
نورالدین نے یہ کہکر باپ کے چہرے پر اس خیال سے نظر ڈالی کہ وہ طوطی کی آواز سے خوش
ہوئے ہوں گے اور حیرت و تعجب کے آثار بالکل اپنی آواز کو سنکر ان کے چہرے پر نمودار
ہوں گے لیکن اس نے دیکھا کہ اس کے برخلاف غصہ کے آثار سلطان کے چہرے پر نمودار
ہوئے اور انھوں نے چلاکر غضبناک آواز میں کہا اس جانور کو میرے قصر سے نکالدو یا مار
ڈالو میں اس کو پسند نہیں کرسکتا کہ کوئی دوسرا شخص میرے سوائے یلدز میں کسی کو کوئی
حکم دے یا کسی کام سے منع کرے۔"

سلطان نے اس قدر بلند آواز سے یہ جملے کہے کہ باغ کے تمام لوگوں نے اس آواز کو سنا
اور سب کے سب خوف سے ڈر گئے اور مگا مالی پنجرے کو اٹھاکر چلدیا شہزادہ احمد نورالدین سلطان
کے سامنے تو کچھ کہہ نہ سکا لیکن مالی کے پیچھے پیچھے دوڑا تاکہ اس کو طوطی کے مار ڈالنے سے باز رکھے

# چھبیسواں باب

## سر خفیہ

سلطان اٹھے اور قصر آبین کی طرف چلے راستے میں ۱۱ فی سپاہی مسلح دونوں جانب صف باندھے

کھڑے تھے جن کے درمیان سلطان اُن کے سلام لیتے ہوئے جارہے تھے ایک ایک سپاہی پر سلطان کی نظر تھی اور ان کی حرکات اور نگاہوں کو غور سے دیکھتے جاتے تھے ایک ایک ہاتھ جیب میں تھا جس میں بھرا ہوا طپنچہ چھپا تھا تاکہ وقت پر کام آسکے اور کوئی مخالف سپاہی اگر سلطان پر حملہ کرے تو وہ طپنچہ سے فوراً اس کا نشانہ کر دین تھوڑا ہی عرصہ میں دروازہ پر پہنچ گئے دیکھا کہ نادر آغا انتظار میں کھڑا ہے سلطان کے پہنچتے ہی نادر آغا نے دروازہ کھولا اور سلطان اندر داخل ہوئے کمرہ میں دیوار وں پر میکڑون فائل ان کاغذات کے لٹکے ہوئے تھے جو جاسوسوں کی طرف سے سلطان کو موصول ہوئے تھے کمرہ میں پہنچکر سلطان نے لباس تبدیل کیا اور پھر ایک کرسی پر بیٹھکر نادر آغا کو حکم دیا کہ سر خفیہ (جاسوسوں کا افسر) آئے تو حاضر کرو۔

نادر آغا حضور والا حسب الحکم وہ تھوڑی دیر میں حاضر ہونے والے ہیں

سلطان کچھ دیر خاموش بیٹھے رہے اور پھر کھانے کے کمرہ میں جاکر سر خفیہ کا انتظار کرنے لگے ناشتہ دسترخوان پر لگا ہوا تھا جس میں دودھ انڈے اور میوہ جات تھے سلطان نے گھڑی پر نظر ڈالی اور پھر پیانو کے کمرہ میں داخل ہوئے نادر آغا نے فوراً پیانو کو کھولا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ جب کبھی سلطان مغموم ہوتے ہیں یا تشویش و اضطراب ہوتا ہے تو پیانو سے دل بہلایا کرتے ہیں سلطان کرسی پر بیٹھ گئے اور پیانو بجانے لگے نادر آغا سلطان کے پیچھے کھڑا تھا چند منٹ کے بعد قدموں کی آہٹ معلوم ہوئی سلطان نے پیانو چھوڑ دیا اور نادر آغا یہ معلوم کرنے کے لئے کہ کون شخص آیا ہے دروازہ کی طرف چلا اور پھر واپس آکر کہا

حضور والا سر خفیہ حاضر ہیں

سلطان نے حاضر ہونے کی اجازت دی سر خفیہ جو ادھیڑ اور پستہ قد آدمی تھا اندر داخل ہوکر آداب بجالایا سلطان نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور دونوں دسترخوان پر جاکر بیٹھ گئے سلطان نے نادر آغا کو حکم دیا کہ وہ باہر جاکر ٹھہرے اور کھانا کھلانے والے باورچی کو جو گونگا اور بہرہ تھا بھیجدے سلطان جب تخلیہ میں کسی سے باتیں کرتے تھے تو نوکروں اور غلاموں کو نکال دیتے تھے اور صرف وہ لوگ پاس رکھتے تھے جو گونگے اور بہرے ہوں گونگا اور بہرا خادم حاضر ہوا اور سلطان کو دسترخوان پر سے چیزیں اٹھا اٹھا کر دینے لگا

سر خفیہ جو اس اعزاز سے کہ اس کو ساتھ کھانے کا شرف عنایت فرمایا گیا بہت خوش ہوا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ انتہائی اعزاز ہے جو سلطان کی طرف سے کسی کو عطا ہوتا ہے غرض یہ کہ ان دونوں نے بہت تھوڑا ناشتہ کیا ناشتہ کے بعد سلطان نے اپنی ڈبیہ سے سگریٹ نکالا اور سر خفیہ کو عنایت کیا سر خفیہ نے سگریٹ لے لیا لیکن ادب کے خیال سے پیا نہیں

سر خفیہ کو سلطان کے پاس اس وقت قلق و اضطراب طاری تھا لیکن وہ اس قدر ضابطہ تھے کہ اپنی اصلی حالت کسی پر ظاہر ہونے نہ دیتے تھے اور جیسا موقع ہوتا تھا اسی کے موافق صورت بنا کر کام نکال لیتے تھے

سلطان نے سر خفیہ کی طرف دیکھا اور کہا

تمہیں پتہ ہوا ہوگا اور ایسے وفادار مددگاروں کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرنے میں بڑی مسرت حاصل ہوتی ہے

سر خفیہ حضور ہم لوگ تو مولانا امیر المومنین کے غلام ہیں اور دیانت ہمارا فرض ہے۔

سلطان بیشک لیکن دیانتدار وفادار لوگ دنیا میں بہت کم ہیں اور ان میں سے ایک تم بھی ہو مجھے تم پر بڑا اعتماد ہے اور حکومت کے مخالفوں کے حالات کا پتہ لگانے میں مجھے تم سے پوری مدد ملی ہے مجھے افسوس ہے کہ میری رعایا میں سے میری حکومت کے مخالف بہت ہیں اور ان کی تعداد روز افزوں ہے۔

سر خفیہ رعایا کا زیادہ حصہ امیر المومنین سے پوری عقیدت رکھتا اور ذات شاہانہ کا وفادار ہے مخالف لوگوں کی تعداد بہت کم ہے اور یہ عموماً وہ لوگ ہیں جن کی تعلیم اور تربیت خراب ہوئی ہے

سلطان نہیں نہیں تمہارا خیال صحیح نہیں ہے یہ لوگ اس تعداد سے بہت زیادہ ہیں جو ظاہر کی جاتی ہے

یہ کہکر سلطان عبد الحمید نے وہ کاغذ سر خفیہ کو دکھایا جو ان کے ہاتھ میں تھا اور جس نے ان کو رات سے مضطر و پریشان بنا رکھا تھا۔ سر خفیہ نے کاغذ سلطان سے لیکر پڑھنا شروع کیا اور جب وہ پڑھ چکا تو سلطان نے دریافت کیا

سلطان تم نے اس کاغذ کے مضمون کو پڑھ لیا۔

سر خفیہ۔ حضور والا۔

**سلطان** اس کے پڑھنے سے تمہین معلوم ہوا ہوگا کہ حکومت کے دشمنون نے دمشق مین ایک انجمن بنائی ہے۔۔۔ ان عربون نے۔۔۔ آہ خائن و نمک حرام عرب کیا تم میرے احسانات کو بھول گئے

**سرخفیہ** حضور والا امیر المومنین کے احسانات سے عرب سر نہین اٹھا سکتے اس کاغذ کے مضمون سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض مغرور دمشقی لوگون نے ایک نئی انجمن بنائی ہے۔۔۔۔۔ لیکن ان لوگون کی تعداد بہت تھوڑی ہے جن سے کسی قسم کے خطرہ کا اندیشہ نہین کرنا چاہیے بہت دفعہ اس قسم کی خفیہ انجمنین قائم ہوئی ہین اور ہزارون مضامین اخبارات مین حکومت کے خلاف لکھے گئے ہین لیکن جلالۃ السلطان ہمیشہ ان شریرون کی مکاریون پر غالب رہے ہین اور چونکہ خداوند تعالی کی توجہات شاہانیہ کے شامل حال ہے اس لئے مخالف کچھ بھی نہین کر سکتے۔

**سلطان** لیکن ابکی مرتبہ ان خفیہ انجمنون نے ایک خطرناک طریقہ اختیار کیا ہے۔

**سرخفیہ** شاید اس سے حضور والا کی مراد فوج کے افسرون کو اپنے ساتھ ملا لینے سے ہے۔

**سلطان** کیا تمہارے نزدیک فوج کے افسرون کا ان خفیہ انجمنون مین شریک ہو جانا کوئی اہمیت نہین رکھتا۔

**سرخفیہ** حضور والا سپاہ اصل چیز ہے اگر خدانخواستہ افسر مخالف ہو جائین تو وہ کیا کر لین گے سپاہ ان کا ساتھ نہین دے سکتی ہین بوثوق کہتا ہون کہ تمام سپاہ حضور امیر المومنین کی حمایت مین ہے اور ذات شاہانیہ کے دشمنون کی مدافعت کے لئے ہر وقت مستعد ہے

**سلطان** کسی قدر خوش ہو کر، یہ تو مین بھی جانتا ہون کہ یہ لوگ حکومت کو نقصان نہین پہنچا سکتے لیکن جو خطرہ میرے قلب مین گذر رہا ہے وہ نہایت اہم ہے چونکہ مجھے تم پر پورا اعتماد ہے اس لئے مین تمہین اس خطرے سے آگاہ کر دینا چاہتا ہون مجھے زیادہ خطرہ شامی عربون کی طرف سے ہے جو یورپ کی زبانون سے واقف ہین اور یورپ سے تعلقات رکھتے ہین یہ لوگ نہ صرف شجاع ہین بلکہ اہل قلم بھی ان کے اکثر اشتعال انگیز مضامین یورپ کے اخبارات مین نکلتے رہتے ہین اگرچہ یہ لوگ کچھ کر نہین سکتے لیکن ان کی تحریرین ضرور فتنہ انگیز ہین کیا تم نے ان کے مضامین یورپ کے اخبارات مین نہین پڑھے

**سرخفیہ** حضور والا ان مضامین سے فایدہ یورپ کے اخبارات مین غل مچا کر یہ لوگ جس طرح

بیٹھے بیٹھے رہے تھے اب بھی اسی طرح بیٹھے رہیں گے۔ ہم پر ان کی تحریروں کا اثر کیا پڑ سکتا ہے

سلطان۔ یہ درست ہے کہ اب سے پہلے یہ لوگ ناکام ہو کر بیٹھ رہے تھے لیکن اب جس طریقہ پر یہ لوگ کام کر رہے ہیں وہ پہلے سے بہت مختلف ہے اب ان لوگوں نے جیسا کہ اس اطلاع سے جو ہم نے ابھی پڑھی ہے معلوم ہوتا ہے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ خفیہ طور پر افسروں کو انجمنوں میں شریک کیا جائے چونکہ فوجی افسر عموماً مسلمان ہیں اس لئے یہ خائن ان کو یہ دھوکا دے رہے ہیں کہ چونکہ عرب پہلے مسلمان ہیں اور اسلام انہیں میں اترا ہے اس لئے ایک عربی حکومت قائم کی جائے اور عربوں کی خلافت جو عربوں کی کمزوری سے جاتی رہی ہے اس کو اور عربی جاہ و جلال کو دوبارہ حاصل کیا جائے اور بہت ممکن ہے کہ ان کا یہ فریب چل جائے اور فوجی افسر ان کے دھوکہ میں آجائیں

سر خفیہ (مسکراکر) اگر جلالۃ السلطان خادم کو کچھ عرض کرنے کی اجازت دیں تو اس کے متعلق کچھ عرض کروں۔

سلطان۔ ہاں کہو۔

سر خفیہ۔ مولانا البادشاہ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ شام کے عرب فوجی افسروں کو اپنے ساتھ ملالیں اور اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو جائیں تو پھر ان کے خاموش کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان کو مال سے راضی کیا جائے یا فوجی قوت ان کے برخلاف استعمال کی جائے جیسا کہ اب سے پہلے کیا جاتا رہا ہے یا بعض محبان عرش عثمانی کو جو مولانا السلطان کے وفادار اور مخلص غلام ہوں ان کی کوششوں کو تباہ و برباد کر دینے کیلئے مقرر کیا جائے حضور جلالۃ السلطان کے وفادار اور معتمد غلام اس خدمت کو خوش اسلوبی سے انجام دے سکتے ہیں کیونکہ وہ اس کے سخت خلاف ہیں کہ اندرون ملک میں دشمنان اسلام یعنی دول یورپ کو مداخلت کا موقع ملے۔

۲۶

# چھبیسواں باب

## ڈاک

سلطان عبدالحمید سر خفیہ کی تقریر کو غور سے سنتے رہے اور جب وہ خاموش ہو گیا تو سلطان نے کہا

ہیں تمہارا مطلب سمجھ گیا تم نے سچ کہا عربوں سے جو زور پرست لوگ ہیں ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے
...... اس کے بعد سلطان نے کہا۔
کیا سالونیک میں کوئی نئی بات ظہور میں آئی ہے۔ اس شہر کے سرکش و باغی لوگ نہایت سخت ہیں اور چونکہ مخالف حکومتوں سے یہ شہر قریب ہے اس لیے ان کی طرف سے بھی ہر وقت اندیشہ لگا رہتا ہے یہ الفاظ ختم نہ ہوئے تھے کہ سلطان غضبناک ہو کر کھڑے ہو گئے سر خفیہ نے بھی ساتھ دیا اور دونوں ملاقات کے کمرے کی طرف چلے کمرہ میں پہنچ کر سلطان میز کے سامنے جس پر صبح کی ڈاک رکھی ہوئی تھی ایک مرصع کرسی پر بیٹھ گئے اور سر خفیہ کو مقابل کی کرسی پر بیٹھ جانے کا اشارہ کیا اور کہا۔

ہاں اس جہنمی شہر (سالونیک) کے متعلق اگر کوئی اطلاع تم کو ملی ہو تو بیان کرو
سر خفیہ۔ حضور والا اس وقت کی ڈاک میں سالونیک سے ضرور کوئی اطلاع آئی ہو گی سلطان نے ڈاک کھولی جس میں بہت سے یادداشت کے کاغذات بڑے اور چھوٹے لفافے تھے سلطان نے خطوط کے عنوان پڑھنے شروع کئے کہ یکایک سر خفیہ کی نظر ایک لفافہ پر پڑی جس پر سالونیک کی مہر تھی سر خفیہ نے لفافہ اٹھا لیا اور سلطان کی خدمت میں پیش کیا سلطان نے لفافہ کو دیکھتے ہی کہا یہ لفافہ ناظم بک کا ہے میں اس مخلص نوجوان کی خدمتِ صادقہ سے خوش ہوں کیا تم ناظم بک سے واقف ہو۔
سر خفیہ۔ حضور والا حقیقت میں ناظم بک آستانۂ عالیہ کا مخلص ہے مجھے اپنے بعض آدمیوں سے جن کو میں نے سالونیک بھیجا تھا معلوم ہوا ہے کہ ناظم بک حکومت کا وفادار اور بہی خواہ ہے۔
سلطان لفافہ کو کھولتے ہوئے، تمہارے آدمی نے ناظم بک کی نسبت کیا کہا ہے
سر خفیہ۔ مولانا البادشاہ اس نے بیان کیا ہے کہ ناظم بک وہاں کی خفیہ انجمنوں کے ممبروں کی تلاش میں سخت جد و جہد کر رہے ہیں سلطان کا چہرہ انجمن کا نام سنکر غصہ سے سرخ ہو گیا آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے اور کہا
یہ جمعیت ملعونہ جس کا نام اتحاد و ترقی رکھا گیا ہے پیرس میں نہایت کمزور حالت میں تھی اگر دادا محمود اور اس کی امداد اس میں دلچسپی سے ... نہ لیتے تو میں اس کا نام و نشان مٹا دیتا۔

سرخفیہ امیر المومنین اس انجمن کا نام و نشان تو مدت ہوئی مٹا دیا گیا تھا لیکن اب دوبارہ یہ زندہ کی گئی ہے اور جانثاران ملک و ملت نے از سر نو اس کو ترقی دینے کی چند روز کوشش شروع کی ہے ممکن ہے ناظم بک نے اپنے عریضہ میں اس کے متعلق کچھ لکھا ہو۔"

سلطان سرخفیہ کی بات سن رہے تھے اور ناظم بک کے عریضہ کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہے تھے کہ یکایک ان کی نظر ایک فقرہ پر پڑی جس کو سلطان نے کئی مرتبہ غور سے پڑھا سرخفیہ منتظر تھا کہ سلطان ناظم بک کا عریضہ پڑھکر کیا فرماتے ہیں سلطان نے عریضہ پڑھکر سرخفیہ کی طرف پھینکدیا اور کہا۔

تمہارا خیال بالکل ٹھیک ہے ناظم بک انجمن اتحاد و ترقی کے ممبروں کی تلاش میں ہے تمہارے مخبروں نے درست کہا ہے لو اس عریضہ کو پڑھو۔

سرخفیہ نے ناظم بک کا خط اٹھا لیا اور پڑھنا شروع کیا لکھا تھا

جس جمعیتہ ملعونہ کے قیام کا اندیشہ ظاہر کیا گیا تھا تحقیقات سے یہ اندیشہ صحیح نکلا سالونیک میں یہ جمعیتہ قائم ہو گئی ہے اور معلوم ہوا ہے کہ بہت سے فوجی افسر اور رعایا کے مغرور نوجوان اس میں شامل ہو گئے ہیں میں جمعیتہ مذکور کے ممبروں کا پتہ لگانیکی کوشش کر رہا ہوں اور جہاں یہ لوگ جمع ہو کر تبادلہ خیالات یا تجاویز سوچتے ہیں اس جگہ کی بھی جستجو میں ہوں بعض مخبروں سے مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس قسم کی انجمنیں شام وغیرہ میں بھی قائم ہوتی ہیں جن میں عرب افسر زیادہ شریک ہیں اور ان میں سے بعض لوگ وہاں سے سالونیک اپنے خیالات کی اشاعت کے لئے آئے ہوئے ہیں یہ بھی پتہ چلا ہے کہ سالونیک کی انجمن کو ان لوگوں نے مرکزی انجمن قرار دیا ہے اور دمشق وغیرہ میں اس کی شاخیں کھلی ہیں۔ امید ہے کہ ہماری کوششیں ان کے پتہ لگانے میں جلد پوری ہوں گی اور ہم ان کے استیصال میں انشاء اللہ کامیاب ہوں گے"

حضور مولانا البادشاہ کی خدمت اقدس میں ادب سے عرض ہے کہ آپکا غلام مصلحتہ دولت اور ذات شاہانہ کی خدمت کیلئے پوری طرح سے مستعد ہے اور انشاء اللہ چند روز میں ان خائنان ملک و ملت کو فریب کا جال کاٹکر پھینکدیگا اور ان کے وجود سے زمین کو پاک کر دیگا۔

# ستائیسواں باب

## جستجو

حضرت! آپ کیا … سوچ رہا تھا … سلطان عبدالحمید سگرٹ پینے میں مشغول تھے کسی … میں سگرٹ پیتے اور … ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں سگرٹ کو بدلتے خفیہ نے شروع کیا۔ سلطان اس وقت مضطرب الحال ہو رہے تھے بولے اس نے آہستہ سے کہا۔

حضور سلطان المعظم! آپ نے درست کہا ہے فی الحقیقت اس وقت سالونیکا ایک خطرناک مقام بنا ہوا ہے … اس سے پہلے … جیسا کہ میں مولانا البادشاہ کی خدمت اقدس میں عرض کر چکا ہوں سالونیکا کے موجودہ خطرات کو محسوس کر کے میں نے اپنے ایک معتمد شخص کو انجمن ملعونہ کے ممبروں کا پتہ لگانے کے لیے بھیج دیا ہے اور امید ہے کہ وہ جلد ان خائنوں کا پتہ لگانے میں کامیاب ہوگا۔

سلطان: کیا تمہیں پورا بھروسہ ہے اس آدمی پر جس کو تم نے سالونیکا بھیجا ہے پورا اعتماد ہے۔

سرخفیہ: امیر المومنین صاحب! یک جس کو میں نے سالونیکا بھیجا ہے نہایت معتمد اور ایک ذہین نوجوان ہے حضور مولانا البادشاہ سے کمال عقیدت رکھتا اور عرش ہمایونی کا امین اور وفادار ہے اس کے کل کے خط سے معلوم ہوا ہے کہ وہ اپنے کام میں مصروف ہے اور خائنان ملک و ملت کا پتہ لگانے میں پوری کوشش کر رہا ہے اس نے امید ظاہر کی ہے کہ وہ جلد اپنی کوشش میں کامیاب ہوگا

سلطان: خدا ان کمبخت خائنوں کو تباہ کرے انھوں نے عجیب عجیب طریقوں سے ملک میں فساد پیدا کر رکھا ہے اور فوجی افسروں تک کو اپنے ساتھ ملا لیا ہے ہمارے پاس اس قدر فاضل روپیہ نہیں کہ ہم ان کی تنخواہوں میں بیش خرچ کر کے ان کو خوش کریں اور حکومت کے ذمے کاموں کو بھول جائیں میں ان سے انتقام لوں گا اور انشاء اللہ سخت انتقام لوں گا۔

سرخفیہ: حضور والا جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے تمام سپاہ ذات شاہانہ کی وفادار اور مطیع منقاد ہے

اور فوجی افسر بھی اگر بعض فوجی افسر خائنوں کے بہکانے سے ان کے ساتھ شریک ہو گئے ہیں تو دولت عظمیٰ کو ان سے کیا نقصان پہنچ سکتا ہے افسوس یہ لوگ سخت نا عاقبت اندیش ہیں اور اپنی بیوقوفی سے اپنی کوششوں کو ملک کے لئے مفید سمجھتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں کہ وہ دستور[1] حاصل کرنا چاہتے ہیں

**سلطان** (دستور کے ذکر سے چونک کر) دستور! وہ دستور کا مطالبہ کس حیثیت سے کرتے ہیں

**سر خفیہ** امیر المومنین یہ لوگ نہایت مغرور ہیں اگر رعایا دستوری حکومت کے چلانے کے قابل ہوتی تو حضور ذاالانجوشی دستور عطا فرما دیتے جیسا کہ اب سے پہلے حضور مولانا السلطان دستور عطا فرما چکے ہیں اور رعایا اس کو قائم رکھنے سے قاصر رہی ہے اول تو رعایا میں دستور کی قابلیت نہیں دوسرے مشرقی حکومتوں میں دستور نا ممکن ہے۔

**سلطان** (خوش ہو کر) ایک مرتبہ دستور دیکر میں دیکھ چکا ہوں تمام انتظامی معاملات ان لوگوں نے خراب کر دیئے اور ملک کے امن و امان کو خطرہ میں ڈالدیا اگر ان میں اس کی قابلیت ہوتی تو اس وقت دستور کو قائم رکھتے اور قابلیت سے کام کرتے رعایا ہرگز اس قابل نہیں ہے کہ اسے دستور دیا جائے۔

**سر خفیہ** حضور مولانا السلطان سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ دستور شرع شریف کے خلاف ہے کیا امیر المومنین خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں اور کیا رعایا پر خلیفۂ رسول اللہ صلعم کی اطاعت و فرمانبرداری فرض نہیں ہے بیشک جلالۃ السلطان خلیفۂ اسلام ہیں اور تمام مسلمانوں پر حضور کے احکام کی اطاعت فرض ہے خدا جانے ان نوجوانوں کو کیا ہو گیا ہے کہ دستور طلب کر رہے ہیں کیا خلفائے راشدین کے زمانہ میں دستور تھا اور کیا کسی خلیفۂ وقت نے اس وقت تک دستور کی حکومت کی ہے۔

اصل یہ ہے کہ دستور ایک بدعت ہے جس کو یورپ کے سیحوں نے اختراع کیا ہے اگر یورپ

[1] دنیا میں تین قسم کی حکومتیں ہیں (۱) شخصی حکومت جسکا بادشاہ مطلق العنان اور مختار کل ہوتا ہے (۲) دستوری حکومت جس میں کا انتظام پارلیمنٹ کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور ایک خاندانی بادشاہ پارلیمنٹ کی تجاویز پر دستخط کرتا ہے (۳) جمہوری سلطنت جس کا کوئی مقرر بادشاہ نہیں ہوتا بلکہ قوم ہر تیسرے سال کسی قابل شخص کو حکمرانی کے لئے انتخاب کر لیتی ہے ۱۲ مترجم

کی حکومتیں مذہبی خلافت کی حیثیت رکھتیں تو کبھی دستور کو پسند نہ کرتیں آجکل کے نوجوان ان باتوں پر غور نہیں کرتے یورپ کے لوگوں کی معاشرت نے ان کے دماغ خراب کر دئیے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ جس طرح انہوں نے لباس اور کھانے پینے میں یورپ کا اتباع کیا ہے اسی طرح وہ حکومت میں بھی ان کی تقلید کریں اس خیال نے ان پر اتنا اثر پالیا ہے کہ ان کو مسلمان کہنا مسلمانوں کے لئے باعث شرم ہے دین مستقیم کے اصول انہوں نے فراموش کر دئیے احکام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انہیں پرواہ نہیں رہی اور مذہب سے بالکل بیگانہ بلکہ خلیفۃ النبی صلعم کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے اور ......

**سلطان** (بات کاٹکر) ان ملاعنہ کو کس بات نے آخر خیانت پر آمادہ کیا اور وہ کیوں میری حکومت کے دشمن ہو گئے کیا اس وجہ سے کہ وہ حکومت میں مناصب چاہتے ہیں اور ان کو نہیں ملتے یا وہ مال کے حاجتمند ہیں میں ہمیشہ ان لوگوں کی خواہشوں کو پورا کرتا رہا ہوں اور مجھے ان کی خواہشوں کے پورا کرنے میں لبا اوقات مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے لیکن آخر کب تک میں ان کی دلجوئی کرتا رہوں کہاں سے ان کو مناصب دوں کیا ان کی اخلاص و عقیدت اور اطاعت و وفاداری کے یہی معنی ہیں کہ جب وہ بھوکوں مرنے لگیں تو اپنے آقا اپنے بادشاہ اور خلیفۃ اسلام کے مخالف ہو جائیں"

**سر خفیہ** امیر المومنین اطمینان رکھیں انشاء اللہ ان کی جد و جہد خود ان کے لئے وبال جان ہوگی اور جلد نادم و ناکام ہو کر یہ لوگ بیٹھ رہیں گے جیسا کہ اب سے پہلے کئی مرتبہ ایسا ہوا ہے مرزا واعظ تانی اور اسکے ساتھیوں سے زیادہ مستقل مزاج اور مخالف حکومت کون ہوگا وہ بھی ناکام ہو کر بیٹھ رہا تھا مولانا البادشاہ اصل یہ ہے کہ حضور والا کی ملاطفت اخلاق و احسان نے ان لوگوں کو اتنا جری بنا دیا ہے اگر اب اسے حضور والا ذرا سختی برتتے تو ایک بھی مخالف پیدا نہ ہوتا لیکن اب ان لوگوں کا وقت آگیا ہے اور جلد یہ اپنی سزا کو پہنچنے والے ہیں"

**سلطان** بیشک ان سے انتقام لیا جائیگا اور انتقام کا وقت قریب ہے۔

(یہ کہکر گھنٹی بجائی اور متادر بان حاضر ہوا جس کو حکم دیا کہ باشکاتب (میر منشی ہیڈ کلرک)

آن جاسوس کو دروازے پر اجازت طلب کر کے چلا گیا اور چند منٹ بعد کمرے میں آیا کہ باشن
کاتب حاضر ہیں۔ سلطان نے حاضر ہونے کی اجازت دی باشن کاتب کمرہ میں داخل ہوا
آداب بجا لایا اور دست بستہ کھڑا ہو گیا سلطان نے بیٹھ جانے کا اشارہ کیا اور کہا
سالونیکا کے سپہ سالار ناظم بک کو لکھو کہ وہ خائنان ملک و ملت کی تلاش میں سرگرمی
سے کام لے۔ مجرموں کو ڈھونڈ نکالے اور ان کا پتہ لگا کے اس کو ہدایت کرو کہ جہاں تک
ممکن ہو جلد ان لوگوں کی گرفتاری کی کوشش کی جائے اور مخالفین ذات شاہانہ کے
استیصال کا جو طریقہ مناسب ہو وہ اختیار کرے۔

**باشن کاتب** امیر المومنین بہت بہتر ناظم بک کو حکم بھیج دیا جائیگا۔

**سلطان** یہ بھی لکھ دینا کہ خائنان ملک و ملت کے استیصال کے لئے وہ تلوار سے کام
لے ان کو بے دریغ قتل کرے اور ملک کو ان کے وجود سے پاک کر دے۔

یہ حکم پا کر باشن کاتب اٹھا اور سر خفیہ نے بھی اجازت چاہی سلطان نے باشن کاتب
کو اجازت دی اور سر خفیہ کو روک لیا۔

باشن کاتب کے چلے جانے پر سلطان کچھ دیر تک سرنگوں سوچتے رہے اور پھر
سر خفیہ سے کہا

باشن کاتب کو تم کیسا سمجھتے ہو۔

**سر خفیہ** حضور والا باشن کاتب ذات شاہانہ کا مخلص اور وفادار ہے۔

**سلطان** اگر فرض کر لیا جائے کہ وہ غیر مخلص ہے تو مجھے اس کی کیا پروا ہے میں نے
اس پر ایک ایسا جاسوس مقرر کر رکھا ہے جو میرا نہایت معتمد آدمی ہے اور وہ اس کے تمام
حالات سے آگاہ کرتا رہتا ہے۔

اس کے بعد سلطان نے سر خفیہ کی طرف دیکھا اور کہا
میں نے جو کچھ تم سے کہا ہے تم نے اس کو خوب سمجھ لیا بس کوشش سے کام کرو
میں تم پر بڑا بھروسہ رکھتا ہوں اور جتنا اعتماد مجھے تم پر ہے کسی دوسرے پر نہیں۔۔۔
۔۔۔ شاباش

اس کے بعد سر خفیہ نے اجازت چاہی اور چلا گیا۔

# اٹھائیسواں باب

## تنہائی

سر خفیہ کے چلے جانے کے بعد سلطان اٹھے اور نشست گاہ کے کمرے میں جا کر میز کے سامنے کرسی پر بیٹھ گئے تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھے رہے پھر اٹھے اور ایک میز پر جا کر کاغذات کو دیکھتے رہے مگر خیال آیا کہ کتب خانے کے کمرے میں ایک شاہی جاسوس کے اطلاعی کاغذات رکھے ہیں تو فوراً کتب خانے کے کمرے میں گئے اور وہاں سے وہ تمام کاغذات لا کر دراز میں رکھ دیئے اس وقت سلطان نے شدت غم و اضطراب سے تکان محسوس کیا اور ایک کمرے میں جا کر لیٹ گئے اور دل ہی دل میں کہنے لگے۔

" خائنو تم پر افسوس ہے۔۔۔۔ عبدالحمید کی خدمت تم اس لئے کرتے ہو کہ تمہیں معقول مالی معاوضہ ملتا ہے یہی سر خفیہ جو بڑا مخلص اور وفادار بنتا ہے مال کے لالچ سے میرے اشاروں پر چلتا ہے یہ نہ سمجھو تم سمجھتے ہو گے کہ تم عبدالحمید کو دھوکہ دے رہے ہو تم سمجھتے کیا دھوکہ دے سکتے ہو میں خود تمہیں دیکھ رہا ہوں اور ہر ایک شخص پر میں نے اس کے حالات معلوم کرنے کے لئے جاسوس مقرر کر رکھا ہے اس کے علاوہ باہم ایک دوسرے کو اس لئے مخالف بنا رکھا ہے کہ ایک دوسرے کے حالات سے مجھے آگاہی ہوتی رہے تم لوگ اگرچہ ہر وقت میرے پاس رہتے ہو لیکن تمہاری بے وفائی اور مخالفت کا مجھے کچھ بھی اندیشہ نہیں اس لئے کہ زریں اور خوشنما وعدوں سے تمہارے قلوب کو اور روپیہ سے تمہاری جیبوں کو میں نے بھر رکھا اور ایک کو دوسرے کا جاسوس بنا رکھا ہے عبدالحمید تم سے زیادہ دانشمند اور ہوشیار ہے اور تمہارے فریبوں میں آنے والا نہیں تم میں سے جو شخص بھی مجھے مشکوک و مشتبہ نظر آتا ہے میں حکمت عملی سے اس کا فوراً خاتمہ کر دیتا ہوں البتہ مجھے ان لوگوں کی طرف سے ہر وقت اندیشہ لگا رہتا ہے جو ملک کے دور دراز حصوں میں میرے خلاف کارروائیاں

کر رہے ہین کیونکہ مجھے اُن کے خیالات اور جذبات کا کافی علم نہین اور نہ ان کی صحیح کاروائیون کا حال مجھے معلوم ہوتا ہے لیکن مین ان کی طرف سے کبھی غافل نہین ہون انشاءاللہ ان کی کوششون کو بھی تباہ و برباد کردون گا یہ ملک میرے ہاتھ سے کوئی نہین لے سکتا اس کے حقیقی وارث میرے بعد میرے بیٹے ہون گے اور وہی میرے سچے جانشین ہوسکتے ہین۔

دنیا سلطان عبدالحمید کی شوکت سے واقف ہے مین تنہا اپنے ملک کا مالک ہون میرے احکام مین مداخلت کی کسے جرأت ہے کوئی شخص عبدالحمید کے احکام کی مخالفت نہین کرسکتا۔

اس کے بعد سلطان خاموش ہوگئے داہین بائین غور سے نظر ڈالی اور پھر ان باتون پر غور کرنے لگے جو سرخفیہ سے شام کے عربون کے متعلق ہوئی تھین اور پھر دل ہی دل مین کہا

سرخفیہ کو عربون کے ذکر پر میری خاموشی سے خیال ہوا ہوگا کہ عربون کی اہمیت میری نظر مین کچھ بھی نہین حالانکہ یہ ایک دھوکہ تھا جو مین نے اس کو دیا تھا تاکہ وہ میرے خوف کو محسوس نہ کرسکے ورنہ کیا مین جانتا نہین ہون کہ عرب میرے سخت خلاف ہین اور میری حکومت کی بربادی پر تلے ہوئے ہین کیا مین عاتم، کواکبی، اور ارسلان وغیرہ کی شرارتون کو بھول سکتا ہون ان لوگون نے مصر پیرس اور جنیوا سے اخبار نکالے اور میرے خلاف ان مین سخت سے سخت مضامین لکھے اصل یہ ہے کہ اگر مین کسی قوم سے ڈرتا ہون تو وہ یہی عرب قوم ہے جس کی تعداد میرے ملک مین زیادہ ہے اور جس مین یورپ کی اکثر زبانین جاننے والے زبردست اہل قلم اور ماہر سیاست لوگ ہین جو یورپ کے اخبارات مین میرے خلاف مضامین لکھتے اور دول یورپ کو میرے خلاف برانگیختہ کرتے ہین ان کا مقابلہ مشکل ہے اور ان کا خاموش کرنا آسان کام نہین ؟

یہی حالت مسیحیون کی ہے اور ان مین سے ارمنی میری نظر مین بہت زیادہ اہمیت رکھتے ہین لیکن ان کا علاج مجھے معلوم ہے اور وہ یہ ہے کہ جس حیلہ سے ممکن ہو ان کو قتل کردیا

جائے اور یہ کوئی دشوار کام نہیں ہے۔

عربوں میں دو فریق ہیں ایک مسیحی ان کی حمایت تو دول یورپ کرتی ہیں اور دوسرے مسلمان یہ مجھے خلیفہ تسلیم نہیں کرتے اس لئے کہ میں عرب نہیں ہوں اس لئے اگر میرے لئے کوئی خطرناک گروہ ہے تو عربوں کا ہے

دیر تک سلطان انہیں خیالات میں محو رہے یہاں تک کہ قوائے مضمحل ہونے لگے اور نیند غالب آگئی سلطان کمرے سے باہر آکر سونے کے لئے دارحرم کی خوابگاہ کی طرف چلے غصہ سے اس وقت سلطان کانپ رہے تھے اور خوف ورجا یاس و انتقام کے آثار چہرہ سے نمایاں تھے آفتاب نصف منزل طے کرچکا تھا لیکن سلطان کو ہجوم غم والم اور تردد و افکار میں کھانے کی خواہش نہ تھی"

# انتیسواں باب

## خوابگاہ

دارحرم میں سلطان کے داخل ہوتے ہی تمام لوگ خاموش ہو گئے لونڈیاں اور حرم کی بیگمات خلاف معمول سلطان کے اس وقت تشریف لانے سے ڈر گئیں نادر آغا سلطان کو دیکھکر آگے بڑھا آداب بجالایا اور سلطان کے چہرے پر اضطراب و غضب کے آثار پاکر خاموش کھڑا ہو گیا سلطان سیدھے خوابگاہ میں چلے گئے اور نادر آغا کو جو سلطان کے پیچھے آرہا تھا اشارہ کیا کہ وہ واپس چلا جائے خوابگاہ میں داخل ہو کر سب سے پہلے سلطان نے دروازہ کو بند کیا اور قفل لگا دیا اس کے بعد بستر کو اچھی طرح دیکھا اور پھر جیب سے بھرا ہوا طپنچہ نکال کر سرہانے رکھا گویا وہ ایک خطرناک جنگل میں ہیں اور انہیں رہزنوں کا ڈر ہے سلطان کا خیال تھا کہ انسان فطرتاً شریر پیدا کیا گیا ہے اور حیات دنیاوی میں اس کی پہلی غرض یہ ہے کہ اپنے ہمسایوں کو دھوکہ دیکر ان کا مال چھین لے یہ خیال ہر وقت سلطان پر مسلط رہتا تھا اور وہ کسی پر اعتبار نہ کرتے تھے اور اپنی حفاظت کی ہر

ممکن تدبیر کو خود عمل میں لاتے تھے۔

پلنگ پر بیٹھتے ہی سلطان کو جس کے آنکھ تک نہ جھپکی نیند نہ آئی آج کی باتوں پر غور اور ان کے متعلق مناسب تدابیر پر غور کرنے لگے اور دن چڑھے دو گھڑی نیند آگئی سلطان سوتے تھے اور نادر آغا پلنگ کے پاس پہرہ دیتا تھا تمام وقت اس کے متعلق سخت خوف رہتا کیونکہ تمام وقت ڈرتا تھا کہ اگر کسی کی آواز یا حرکت سے سلطان جاگ گئے تو غضب ہو جائے گا۔

خوابگاہ کا دروازہ بند تھا اور نادر آغا خاموش بیٹھا ہوا تھا باہر دروازہ پر بیٹھا تھا تاکہ پہرے رہنے والوں کو معلوم ہو جائے کہ سلطان خوابگاہ میں ہیں ظہر کے وقت سلطان سو کر اٹھے دروازہ کھولا اور نادر آغا کو اندر بلا کر کہا

ابھی میں دروازہ پر میں نے کسی کے قدموں کی آہٹ سنی کون یہاں آیا تھا۔

نادر آغا ڈر گیا اور عرض کیا

حضور والا یہاں تو کوئی نہیں آیا۔

اصل یہ ہے کہ سلطان نے کسی قسم کی آہٹ نہیں سنی تھی لیکن ان کا یہ ایک حیلہ تھا کہ اس قسم کی باتوں سے وہ حقیقت حال معلوم کر لیتے تھے اس کے بعد سلطان نے حکم دیا کہ اصطبل کے داروغہ کو جا کر حکم دو کہ گھوڑا تیار کرے۔ حاضر ہے نادر آغا گیا اور گھوڑے کے حاضر کیے جانے کا حکم پہنچانے کے ساتھ ہی ان تمام راستوں پر عام آمد و رفت سے لوگوں کے روکنے کا بھی انتظام کر دیا جن پر سلطان جانے والے تھے تھوڑی دیر میں سلطان خوابگاہ سے باہر نکلے اور گھوڑے پر سوار ہو کر حدیقہ کبریٰ کی طرف چلے اور قصر یلدز کے کارخانوں کا معائنہ کیا قصر یلدز میں علاوہ مذکورہ بالا قصروں کے ایک عظیم الشان عمارت تعمیر خانہ کی اور کئی کارخانے جہاز سازی اور اسلحہ سازی کے بھی ہیں ان کارخانوں کو سلطان نے خود سے دیکھا اور ہر کارخانے کے کاریگروں کے کام پر گہری نظر ڈالی گویا وہ ان کاموں میں بڑی دلچسپی لیتے ہیں۔

۳۰

# تیسواں باب

جب قیدی نہر میں پہنچکر سلطان کو [illegible] اور اس لکڑی کے کمرے میں جو نہر کے کنارے پر تھا اور جس میں آدمی [illegible] ہی سلطان کی نظر شاہی ظریف مضحک پر پڑی جو کمرے کے قریب کھڑا تھا نادر آغا کو حکم دیا کہ اس کو حاضر کرے

نادر آغا نے ظریف کو جس کا نام علی یوسف تھا حاضر [illegible] ایک ادھیڑ عمر کا آدمی تھا اس کی صورت خداوند تعالی نے ایسی عجیب بنائی تھی کہ روتے آدمی اس کو دیکھکر ہنس پڑتے تھے پستہ قد ضرورت سے زیادہ بڑا سر لمبی ناک سر پر ترچھا عمامہ علی یوسف حضور سلطان میں حاضر ہوکر زمین بوس ہوا اور خاموش ادب سے کھڑا ہو گیا سلطان نے نادر آغا کو اشارہ کیا نادر آغا نے خادموں کی طرف دیکھا اور اشارہ سے بتلایا کہ وہ علی یوسف کے چہرہ پر سیاہی ملدیں سیاہی علی یوسف کے چہرے پر لگائی گئی اور وہ اس اثنا میں عجیب وغریب حرکتیں کرتا رہا جب سیاہی لگ چکی تو علی یوسف نے جھک کر سلطان کو سلام کیا سلطان اس کی ہیئت کو دیکھکر مسکرائے اور نادر آغا کو اشارہ کیا کہ علی یوسف کو اٹھا کر نہر میں پھینک دے نادر آغا نے دونوں ہاتھوں سے اسے اٹھایا اور بے تکلف نہر میں پھینکدیا سلطان نے ایک قہقہہ لگایا علی یوسف نہر میں غوطے کھانے لگا وہ جسقدر فریاد کرتا تھا سلطان خوش ہوتے تھے کچھ دیر تک وہ بیچارہ نہر میں غوطے کھاتا اور چلاتا رہا اس کے بعد سلطان نے اس کے نکالے جانے کا حکم دیا وہ غریب پانی میں تر بتر نہر سے نکلا سلطان نے [illegible] کپڑے بدلکر فوراً حاضر ہو علی یوسف کپڑے بدلکر آیا اور ظریفانہ حرکتوں اور باتوں سے سلطان کو خوش کرنے لگا وہ ناک پر برابر شہادت کی انگلی مارتا اور ہنستا تھا سلطان نے دریافت کیا

علی یوسف بیچاری ناک نے کیا قصور کیا ہے [illegible]

علی یوسف حضور والا سارا قصور اسی ناک کا ہے اسی نے مجھے [illegible]

ناک نہ ہوتی تو مین آرام سے زندگی بسر کرتا۔

سلطان علی یوسف کی اس تعریض کو سمجھ گئے کہ اس کا اشارہ اپنی قوم کی طرف ہے جس کی ناک لمبی ہوتی ہے اور جو سلطان کی بدترین دشمن ہے لیکن سلطان نے اس کے متعلق کچھ نہین کہا اور علی یوسف کی طرف دیکھکر کہا،

کیا تم بھی یہ ناک کٹوا دین

علی یوسف مسکرا کر، اگر مولانا البادشاہ کا خیال ہو کہ ناک کٹ جانے سے میرے حسن وجمال مین اضافہ ہو جائیگا تو مین بڑی خوشی سے اسکے لئے تیار ہون کہ حضور والا کے حکم سے میری ناک کاٹ ڈالی جائے

سلطان (مسکرا کر) نادر آغا علی یوسف کی ناک کاٹ ڈالو

نادر آغا ڈرانے کے لئے ناک کاٹنے کے ارادہ سے آگے بڑھا علی یوسف نے سلطان کی طرف دیکھکر عرض کیا

امان ..... آفندم ..... امان

سلطان (زیرلب مسکراتے ہوئے) اچھا ایک دفعہ معافی دیتا ہون لیکن آیندہ معاف نہین کیا جائیگا۔

علی یوسف حضور مولانا البادشاہ مالک ہین اگر میری ناک کاٹنی ہے تو تھوڑی تھوڑی کاٹی جائے تاکہ آسانی سے بتدریج کٹ جائے لیکن امیرالمومنین بڑی ناک وبال جان ہونے کے ساتھ ہی بزرگی و عزت سے بھی خالی نہین ہے مین بڑی ناک والا ہونے کی وجہ سے اگر مصیبت مین مبتلا ہون تو بہت سے دوسرے وہ لوگ جنکی ناک بڑی ہے حضور مولانا البادشاہ سے بیحد عقیدت رکھتے ہین اور اپنے کو بادشاہ محترم پر قربان کردینے کو تیار ہین اور بعض ایسے بھی ہین جنکی آرزو یہ ہے کہ امیرالمومنین کے قدمون کے نیچے انہین موت نصیب ہو

اس کے بعد سلطان نے نادر آغا اور دوسرے خادمون کو حکم دیا کہ یہان سے چلے جائین اور باہر رہین یہ دیکھکر اس کا اطمینان کر لینے کے بعد کہ اب یہان کوئی نہین ہے علی یوسف کی طرف دیکھکر کہا علی یوسف ظرافت کو اب ختم کرو اور مجھ سے مخاطب ہو تم جانتے ہو کہ مین تم پر کتنا اعتماد کرتا ہون

**علی یوسف** امیر المومنین مجھپر بڑی عنایت فرماتے اور بھروسہ رکھتے ہین مین بھی حضور کا مخلص و وفادار غلام ہون

**سلطان** شاباش اچھا بتلاؤ آج کوئی نئی خبر ہے، نادر آغا اور دوسرے لوگ سمجھتے ہین کہ مین نے تم کو صرف تفریح اور خوش طبعی کیلئے رکھہ چھوڑا ہے اور وہ تم کو میرا ذریعہ تفریح خیال کرتے ہین حالانکہ تمہاری خدمت نہایت اہم ہے اور تم میرا ذریعہ تفریح نہین ہو

**علی یوسف** مولانا السلطان کی اس عزت افزائی پر مین جتنا فخر کرون کم ہے مین حضور امیر المومنین کو یقین دلاتا ہون کہ حضور والا کی ہر ایک خدمت کو بجالانا میرا فرض ہے افسوس ہے کہ بہت سے شریر لوگ ولی النعمت کے حقوق سے غافل ہین اور فرض عبودیت کی ادائگی سے قاصر ہین انہین اسکا خیال بھی نہین۔

**سلطان** نادر آغا کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے

**علی یوسف** امیر المومنین وہ وفادار مخلص اور امین ہے

**سلطان** قصر کے اور آدمی

**علی یوسف** حضور مولانا البادشاہ گذشتہ دو دنون مین کوئی نئی بات نہین ہوئی

**سلطان** اور بیگم جہان آرا

**علی یوسف** حضور والا میری رسائی اُن تک کہان

**سلطان** ڈرو نہین جو واقعہ ہو صاف بیان کرو یہ غلط ہے کہ بیگم جہان آرا تک تمہاری رسائی نہین مین نے نادر آغا کو حکم دے رکھا ہے کہ بیگمات کی تفریح کے لئے وہ تم کو اندر بھیجا کرے تاکہ وہ تمہاری ظرافت سے محظوظ ہو سکین لیکن اس سے میرا جو کچھ مقصد ہے تمہین تو معلوم ہے

**علی یوسف** (سلطان کی تہدید سے ڈرکر) امیر المومنین معاف فرمایئے مین نے حضور والا کے خوف سے بیان نہین کیا

**سلطان** ڈرو نہین اچھا بیگم جہان آرا کی کیفیت بیان کرو

**علی یوسف** مولانا البادشاہ ان کی حالت رحم کے قابل ہے وہ ہر وقت روتی رہتی ہین

**سلطان** مین نے تو اس کو کبھی روتے ہوئے نہین دیکھا۔

علی یوسف۔ امیر المؤمنین کے حضور میں تو رہتی ہوں گی کیونکہ امیر المؤمنین کی زیارت سے ان کا تمام رنج والم دور ہو جاتا ہے حضور والا وہ بہت مسکین ہیں۔

سلطان (پیشانی پر بل ڈال کر) ہائیں تم اس کو مسکین کہتے ہو

علی یوسف امیر المؤمنین اگر اجازت بخشیں اور امان عنایت فرمائیں تو حقیقت حال عرض کروں۔

سلطان ڈرو نہیں بیان کرو۔

علی یوسف مولانا البادشاہ اصل یہ ہے کہ بیگم جہان آرا نہایت بد نصیب ہیں

سلطان (گردن بلند کر کے غصہ سے) ہائیں علی یوسف یہ کیا کہتے ہو معلوم ہوتا ہے تم میرے قصر میں ہو اور بیگمات کے حالات سے واقفیت رکھتے ہو اور پھر ایسا کہتے ہو

علی یوسف جلالۃ السلطان کے تحمل کی بنا پر میں اگر عرض کرتا ہوں کہ بیگم جہان آرا کی بدنصیبی کا سبب اس کا حضور والا کے قصر ہی میں آنا ہے۔

سلطان یہ کیونکر

علی یوسف بیگم موصوف جلالۃ السلطان کی محبت میں گھل گھل کر کانٹا ہو گئی ہیں اور حضور والا رحم نہیں فرماتے۔

سلطان نے گردن جھکا لی کچھ دیر غور فرماتے رہے اور پھر اٹھ کر کمرہ سے باہر نکلے علی یوسف سلطان کی خاموشی سے ڈر گیا اور ادب سے ایک طرف کھڑا ہو گیا سلطان کمرہ سے نکل کر بیگم جہان آرا کے قصر کی طرف چلے لیکن چند قدم چل کر کھڑے ہو گئے اور پھر کر علی یوسف کی طرف دیکھا اور مسکرائے اور پھر قصر مابین کی طرف چلے گئے۔

## اکتیسواں باب

### والدۂ سلطانہ

سلطان ایک چور دروازہ سے قصر مابین صغیر میں داخل ہوئے اور کرسی پر بیٹھ کر دل میں کہنے لگے

میں اچھی طرح واقف ہوں کہ وہ (بیگم جہان آرا) مجھ سے محبت رکھتی ہے لیکن یہ کیونکر ممکن ہے کہ میں بھی اُس سے محبت رکھوں۔ اس کے بعد کرسی سے اٹھے اور ایک میز کی دراز کھولکر ایک نوٹ بک (کتاب یادداشت) نکالی اور اس میں سے ایک کاغذ نکالکر پھر کرسی پر بیٹھ گئے کاغذ کو کھولکر پڑھا اور دیر تک اس پر غور کرتے رہے

میں اس سے کیونکر محبت کروں ........ ہرگز نہیں میں اس سے محبت نہیں کر سکتا محبت اور شے ہے اور ایک شے دیگر اس کے علاوہ یہ بھی تو ممکن ہے کہ وہ اظہار تعشق سے مجھے دہوکہ دے رہی ہو

اس کے بعد کاغذ کو نوٹ بک میں رکھکر دراز میں بند کر دیا اور دار حریم (بیگمات کا قصر) کی طرف چلے راستہ میں نادر آغا ملا جس سے سلطان نے دریافت کیا

والدہ سلطانہ کہاں ہیں

نادر آغا۔ امیر المومنین وہ اپنے کمرہ میں ہیں

سلطان۔ اچھا ان کو بلاؤ

والدہ سلطانہ، سلطان کی حقیقی والدہ نتھیں بلکہ ان کی قائم مقام تھیں جن کی وفات کے بعد بیگمات محل اور قصر کے خواجہ سرا اور لونڈیوں کی نگرانی اور محل کے انتظامات کے لئے مقرر ہوئی تھیں والدہ سلطان کی حیات میں یہ ان کے ماتحت کام کرتی تھیں"

والدہ سلطانہ نے حاضر ہوکر عرض کیا

امیر المومنین ارشاد فرمائیں کیا حکم ہے

سلطان جہان آرا کی کیا حالت ہے

والدہ سلطانہ خیریت سے ہے

سلطان میرا سوال اس کی صحت سے نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ کس حال میں ہے۔

والدہ سلطانہ کوئی خاص بات ظہور میں نہیں آئی

سلطان تم اب بھی نہیں سمجھیں میرا مطلب دوسرا ہے تم نے گذشتہ دو چار روز کے اندر کوئی نئی بات اس میں محسوس کی میں اس کی طرف سے نہایت فکر مند رہتا ہوں

والدہ سلطانہ نہیں کوئی بھی بات دیکھنے میں نہیں آئی۔

سلطان۔ مین نے اس کو صرف ایک خدمت کے صلہ مین جو اس نے میرے حکم سے انجام دی ہے بیگم بنا دیا ہے ورنہ وہ اس قابل نہ تھی تم مین معلوم ہوگا کہ مین نے جہان آرا کو آرمینیا کے حادثات کے متعلق ایک شخص کے حالات معلوم کرنے کے لیے ایک پاشا کو بطور لونڈی کے بخش دیا تہا اس مین شک نہین کہ جہان آرا کے خطرات مین پڑکر اس خدمت کو نہایت خوبی سے انجام دیا اور چونکہ مین نے اس سے وعدہ کیا تہا کہ اس خدمت کی انجام دہی کے صلہ مین مین اس کو اپنی بیگم بنا لون گا اس کو پورا کیا۔

والدہ سلطان۔ جب امیرالمومنین نے اس کو یہ عزت بخشی ہے تو اس سے محبت سے پیش آنا چاہیے وہ آپ سے بہت محبت رکھتی ہے۔

سلطان۔ نہین مجھے اس سے محبت نہین ہو سکتی مین اس کو مخدوش حالت مین پاتا ہون وہ ارمنی عورت ہے اور مجھے خطرہ ہے کہ کہین وہ کوئی فساد نہ برپا کرے۔

# بتیسوان باب

## تخیُّر

سلطان اٹھے اور چلتے ہوئے کہا

والدہ سلطانہ دیکھو مین تم کو حکم دیتا ہون کہ جہان آرا کی باتون مین نہ آنا اور اس کی حرکات کی پوری پوری نگرانی رکھنا مجھے اس کی طرف سے سخت اندیشہ ہے

یہ کہکر سلطان قصر یا مین صغیر کی طرف چلے چہ بج چکے تھے اور آفتاب غروب ہو چکا تھا۔ یہ کو چونکہ سلطان نے کہانا نہین کھایا تھا اس لیے اس وقت بھوک معلوم ہوئی نماز کے بعد سلطان کہانے کے کمرے مین گئے کہانا دسترخوان پر لگا ہوا تہا سلطان کو چونکہ کسی پر اعتماد نہ تہا اس لیے کہانے کے متعلق سخت احتیاط عمل مین لاتے تھے اپنا خاص باورچیخانہ قصر کے دروازہ کے بائین جانب نہایت اہتمام سے بنوایا تہا اور کسی کو اس طرف جانیکی اجازت نہ تھی باورچیخانہ کا دروازہ لوہے کا نہایت مضبوط تھا اور کہانا سلطان کے ایک معتمد شخص کی

نگرانی میں تیار ہوتا تھا کھانا طیار ہو جانے پر باورچیخانہ سے کھانے کے کمرے میں نہایت احتیاط سے لایا جاتا تھا اکثر چیزیں محافظ کی نگرانی میں ایک صندوق میں بند کی جاتی تھیں اور قفل لگا کر صندوق پر سیاہ قیمتی چادر ڈالی جاتی تھی دو شخص اس صندوق کو باورچیخانہ سے کھانے کے کمرے میں لیجاتے تھے صندوق کے آگے ایک اور آدمی طشت لئے ہوئے ہوتا تھا جس پر محافظ باورچیخانہ کی مہر ہوتی تھی دو خادم صندوق کے پیچھے ہوتے تھے ایک کے پاس شوربے کے سالن اور دوسرے کے پاس روٹیاں ہوتی تھیں یہ سب برتن بند اور سب پر مہریں لگی ہوتی تھیں۔

کھانا لیجانے والے کھانے کو باورچیخانہ سے نہایت احترام سے لاتے تھے راستہ میں اگر کوئی شخص ان کو ملتا تھا تو شاہی کھانے کا احترام کرنے کے لئے ادب سے جھک جاتا تھا دسترخوان پر سب چیزیں سامنے رکھدی جاتی تھیں اور سلطان کے سامنے برتنوں کی مہریں محافظ باورچیخانہ توڑتا تھا اور یہی کھانا سلطان کے حضور پیش کرتا تھا۔

سلطان جس وقت کھانے کے کمرے میں پہنچے کھانا سب رکھا ہوا تھا سلطان نے دسترخوان پر بیٹھکر مہریں اپنے ہاتھ سے توڑیں اور کھانا نیلا کمرہ بجلی کی روشنی سے جگمگا رہا تھا اور سلطان تنہا کھانا کھا رہے تھے اور اپنے افکار میں مستغرق تھے۔

کھانا کھا کر سلطان کمرے سے نکلے اور مطالعہ کے کمرے میں جاکر جاسوسوں کی رپورٹیں پڑھنے لگے کچھ دیر تک جاسوسوں کی رپورٹیں پڑھتے رہے آجکل سلطان سالونیک کی رپورٹیں زیادہ دیکھتے تھے کیونکہ جب سے ان کو سالونیک میں انجمن اتحاد و ترقی کے قائم ہونے کی خبر ملی تھی سلطان بہت پریشان رہتے اور سالونیک کے حالات جلد سے جلد معلوم کرنے کے لئے بیچین رہتے تھے

دیر تک ان رپورٹوں کو دیکھتے رہے اور پھر عشا کی نماز پڑھ کر سونے کا ارادہ کیا لیکن چونکہ دل میں خوب سوچکے تھے اسلئے نیند نہیں آئی اور وقت گذارنے یا دل بہلانے کے لئے باتیں سننے کا ارادہ کیا۔

قصر یلدز میں ایک خاص شاہی تھیٹر تھا جس میں سلطان کبھی کبھی دل بہلانے یا شدت

اضطراب و پریشانی کے وقت غم غلط کرنے کے لئے متحرک تصاویر کا تماشہ دیکھنے یا گراموفون سننے جایا کرتے تھے اس تھیٹر میں بجز سلطان یا خاص خاص ارکان حکومت کے کوئی اور شخص نہیں جاسکتا تھا تھیٹر جانے کا ارادہ کرکے فوراً سلطان نے تھیٹر کے منیجر کو اطلاع دی اور ارکان حکومت کو بھی کہلا بھیجا۔

تھوڑی دیر میں سلطان ایک خاص راستہ سے جو تھیٹر میں سلطان کی نشست تک جاتا تھا نشستگاہ پر پہنچے نشستگاہ کا پردہ اٹھا اور تمام حاضرین سلطان کی تعظیم کے لئے سروقد کھڑے ہوگئے اور سب نے یکزبان بلند آواز سے کہا

## پادشاهم چوق یشا

خدا ہمارے بادشاہ کو سلامت رکھے

شاہی باجہ نے ترانہ سلامی بجایا اور اس کے بعد تماشا شروع ہوا

اتفاق وقت متحرک تصاویر سے جو تماشا دکھایا جارہا تھا وہ ترددات میں اضافہ کرنے والا ثابت ہوا یہ ایک عورت کا قصہ تھا جو اپنے شوہر سے خیانت کرکے اس کی دشمن ہوگئی تھی اور اپنے بیٹے کو فریب دیکر اس کے ہاتھ سے اس کو قتل کرادیا تھا سلطان پر اس قصہ کا بڑا اثر پڑا تھا انہیں بیگم جہان آرا کا خیال آیا　غصہ سے آنکھیں سرخ ہوگئیں اور فوراً منیجر کو حکم دیا کہ تماشہ بند کیا جائے۔

تماشائی سلطان کے یکایک غضبناک اور اس قصہ سے متاثر ہونے پر چہ میگوئیاں کر رہے تھے اور ہر شخص اپنی اپنی رائے ظاہر کر رہا تھا سلطان اپنے خیال میں محو تھے کچھ دیر متفکر رہے اس کے بعد گردن اٹھا کر دیکھا تو سامنے نادر آغا نظر آیا اشارہ سے بلایا اور دریافت کیا کہ کیوں آیا ہے کیا کوئی خاص بات ہو

**نادر آغا** امیر المومنین صرف اس لئے آیا ہوں کہ شاید امیر المومنین کو میری خدمت کی ضرورت ہو۔

**سلطان** بیشک مجھے تم سے کئی ضروری کام ہیں کیا تم والدہ سلطانہ سے ملے۔ تمہیں

**نادر آغا** امیر المومنین خادم بلایا گیا تھا انہوں نے مجھے ... البادشاہ کے ... [illegible]

سلطان تمہیں معلوم ہے کہ بیگم جہان آرا کیا کر رہی ہے اس کی باتوں اور حرکات سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] نورالدین نے اشتعال دیا ہے اور میرے خلاف کوئی کارروائی کرنا چاہتی ہیں [illegible] [illegible] نورالدین کے اثر میں آگئی ہوں

نادر آغا حضور والا میرا خیال ہے کہ جہان آرا بیگم کچھ نہیں کر سکتی اور وہ کر ہی کیا سکتی ہے۔

سلطان تمہیں معلوم نہیں ہے جب تم حقیقت حال سنو گے تو تمہیں معلوم ہوگا کہ مجھے جہان آرا سے کیوں نفرت ہو گئی ہے

اس کے بعد سلطان نے اشارہ کیا کہ [illegible] پردہ چھوڑ دیا جائے نادر آغا نے تعمیل حکم کی اور سلطان نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا

آؤ قصر ابیض میں چل کر میں تمہیں حقیقت حال سے آگاہ کروں

یہ کہکر سلطان ایک خفیہ راستے سے قصر ابیض کی طرف روانہ ہوئے نادر آغا ساتھ تھا قصر میں پہنچکر سلطان ایک کرسی پر بیٹھ گئے اور نادر آغا کو سامنے بیٹھ جانے کا اشارہ کیا کچھ دیر تک سگریٹ پیتے رہے اور پھر نادر آغا کی طرف دیکھکر کہا

کیا تم جہان آرا کے حالات سے اس وقت سے واقف ہو جب سے کہ وہ قصر شاہی میں داخل ہوئی

نادر آغا امیر المومنین بیگم موصوف کے کچھ زیادہ حالات مجھے معلوم نہیں ہیں البتہ ناظرہ محلات سے مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ نہایت نیک اور خلیق ہیں اور حضور والا سے بہت محبت رکھتی ہیں۔

سلطان کیا تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ وہ ارمنی الاصل ہے

نادر آغا بیگم موصوف کی ناک اور ملیح رنگت سے اس کا پتہ چلتا ہے کہ وہ ارمنی ہیں اور میرا خیال ہے کہ شاید ان کے ارمنیہ ہونے کی وجہ سے امیر المومنین کو ان سے نفرت ہے۔

سلطان ہاں یہ بھی ایک سبب ہے لیکن ایک اور بات بھی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

یکایک سلطان خاموش ہو گئے کچھ غور کیا اور پھر جلدی جلدی سگریٹ پینے لگے نادر آغا سرنگوں خاموش غور سے سلطان کے بیان کو سنتا رہا اور سلطان کے خاموش ہو جانے سے اسے خیال ہوا کہ کوئی اہم بات ہے جو سلطان بیان کرنا چاہتے ہیں لیکن پہلے حسب عادت کی طرح

خاموش بیٹھا رہا تاکہ سلطان کو اس پر شبہ کا موقع نہ ملے

# تینتیسواں باب

## جہان آرا سے نفرت کا سبب

کچھ دیر کے بعد سلطان کرسی سے اٹھے اور دوسرے کمرے مین جاکر میز کی دراز کھولی اور ایک نوٹ بک نکالی اور اُس مین سے وہی کاغذ مکالاجو دن کو نکالکر دیکھا تھا اور واپس آکر پھر کرسی پر بیٹھ گئے اور کہا۔

نادر آغا لوگ کہتے ہین کہ میری والدہ ارمینۃ الاصل تھین۔

نادر آغا امیر المومنین لوگ ایسا ہی بیان کرتے ہین

سلطان اگر ایسا ہے تو فطرۃً ارمینون سے مجھے محبت ہونی چاہیے

نادر آغا امیر المومنین بیشک

سلطان لیکن ایسا نہین ہو مجھے آرمینون سے سخت نفرت ہو . . . . اس وجہ سے کہ وہ میرے بدترین دشمن ہین

نادر آغا ارمینون کی تمرد و سرکشی بیشک اسکی مستحق ہو کہ ذات شاہانہ کا غضب ان پر نازل ہو

سلطان تمہین یہ سنکر تعجب ہوگا کہ میری یہ نفرت حکمران ہونے کے بہت پہلے سے ہے بلکہ مین بچپن سے اُن سے نفرت رکھتا ہون . . . تمہین معلوم ہے کیون . . . اسکی وجہ یہ ہے کہ بچپن مین ایک نجومی نے میرا زائچہ بناکر مجھے بتایا تھا کہ اس ملک پر مجھے حکمرانی نصیب ہوگی

نادر آغا تمہین یہ واقعہ معلوم ہے

نادر آغا امیر المومنین مجھے معلوم نہین

سلطان سنو مین اس واقعہ کو تفصیل سے بیان کرتا ہون بچپن مین مجھے نجومیون کی مجلس مین جانے کا بڑا شوق تھا یہ مجلس اکثر والدہ سلطانہ کے حضور مین منعقد ہوا کرتی تھی اُس زمانہ مین چچا سلطان عبدالعزیز مرحوم کی والدہ ' ماجدہ سلطانہ تھین جن کو نجومیون پر بڑا اعتقاد تھا

جنکے ہاں کئی نجومی ملازم رہتے تھے اسی زمانہ مین حبیب پاشا دولت عثمانیہ کے ایک ملازم قبرص سے واپسی مین شیخ عبدالرحمن منجم کو جو بید اکار ہنے والا تھا اپنے ہمراہ لایا اور میری خدمت مین اس کو پیش کرتے ہوئے ظاہر کیا کہ یہ شخص اپنے فن مین دستگاہ کامل رکھتا ہے مین نے اُس سے اپنا زائچہ بنانے کے لئے کہا اُس نے زائچہ بنا کر مجھ سے کہا کہ

عنقریب آپ تخت نشین ہوں گے اور عرصہ دراز تک حکومت کرینگے۔

مین نے اسکے اس بیان پر اعتراض کیا اور کہا کہ یہ کیونکر ممکن ہی میرے چچا عبدالعزیز زندہ ہین اور حکومت کر رہے ہین اور اُن کے بعد وارث تخت میرے بڑے بھائی مراد ہون گے نجومی نے زائچہ کو پھر دیکھا اور ظاہر کیا کہ عنقریب تخت شاہی پر آپ متمکن ہونگے اور یہ امر لابدی ہی اس کے بعد اُس نے کہا کہ اثنائے حکومت مین اگر آپ کو کوئی اندیشہ یا خوف ہی تو ایک ارمنی عورت سے جو بیگمات شاہی مین سے ہو گی۔

نادر آغا میرے اس بیان سے تمہین معلوم ہوا ہو گا کہ ارمنی قوم سے عموماً اور جہان آرا سے خصوصاً مجھے کیون نفرت ہی۔ عبدالرحمن نجومی نے جس عورت کی طرف اشارہ کیا ہے ممکن ہے وہ یہی ہو اور یہ خطرہ ان واقعات سے اور بڑھ جاتا ہے جو پچھلے دنون پیش آئے ہین مین تمہین بتاتا ہون کہ جہان آرا نے مجھپر کسقدر اپنا اثر ڈالا تھا اور مجھے دوسری بیگمات کی طرف سے کیونکر بے پروا کر دیا تھا شروع شروع مین جب یہ قصر شاہی مین آئی ہے تو اس نے اس قدر دلچسپ اور پر از معلومات باتین مجھ سے کین کہ مین حیرت مین رہگیا اور اس کی ذکاوت وصحت رائے نے مجھے اس کا گرویدہ بنا دیا اور پھر اس کی محبت آمیز اور دلفریب باتین مجھپر اتنا اثر کرنے لگین کہ میرا زیادہ وقت اسی کے پاس گذرنے لگا اور دوسری بیگمات کا مجھے خیال بھی نہ رہا چونکہ جہان آرا وسیع سیاسی معلومات رکھتی ہے اور بہت سی سیاسی و اقتصادی کتابین اس کی نظر سے گذر چکی ہین اس لئے وہ جس مسئلہ پر بحث کرتی تھی دلنشین ہوتی تھی اور ہر وقت مختلف مباحث و مسائل پر بحث کر کے مجھے خوش رکھتی تھی اسی اثنا مین مین نے اسے ایک خطرناک مہم پر بھیجا جو گذشتہ ارمنی حادثہ سے تعلق رکھتی تھی اور چونکہ اس نے میرے دل مین کافی جگہ کر لی تھی اور مجھے اس پر پورا اعتماد ہو گیا تھا اس لئے مجھے اس خدمت پر بھیجتے ہوئے کچھ

قائل بھی نہ ہوا جہان آرا نے اس خدمت کو نہایت خوبی سے ادا کیا اور جن لوگوں پر مجھے یہ شبہ تھا کہ حکومت سے ان کو بلند و برتر مناصب اور انعامات دئے جانے کے باوجود وہ میرے خلاف آرمینوں کو مدد دیتے اور ان کی امداد کرتے ہیں ان کے صحیح حالات سے مجھ کو اس نے اطلاع دی اور بہت سے خفیہ راز اسکے ذریعہ سے مجھ کو معلوم ہوئے اس کے علاوہ میں نے اسکو ۔ ۔ ۔ پاشا کے حالات معلوم کرنے کے لیے بھیجا جس کی نسبت مجھے یہ اطلاع ملی تھی کہ وہ ظاہر میں مجھ سے اخلاص و عقیدت رکھتا ہے اور باطن میں میرا دشمن ہے اور اس خدمت پر اسے بھیجنے سے ایک اور غرض یہ بھی تھی کہ میں جہان آرا کی محبت اور اخلاص کا بھی اندازہ کروں کہ اس کی یہ محبت و عقیدت واقعی ہے یا نہیں چونکہ ۔ ۔ ۔ پاشا نوجوان تھا اور جہان آرا کی ارمنیہ سلطانہ کے امتحان کا یہ موقعہ ایک بہترین موقع تھا اس خدمت پر بھیجنے سے پہلے میں نے جہان آرا سے وعدہ کیا تھا کہ اگر اس نے اپنی خدمت کو خوبی سے انجام دیا تو میں اس کو اپنے حرم میں داخل کر لونگا حق یہ ہے کہ اس نے اپنی خدمت کو اخلاص و سچائی سے ادا کیا اور باوجود ارمنی ہونے کے اس نے آرمینوں کے اہم ترین راز اور حالات مجھ سے آکر بیان کئے اس خدمت کے صلہ میں حسب وعدہ میں نے اس کو بیگم بنا دیا اور بیگمات کے محل میں رہنے کی اجازت دی لیکن آہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

نادر آغا کو جہان آرا سے بہت محبت تھی اور اس پر پدرانہ شفقت رکھتا تھا وہ چاہتا تھا کہ اگر جہان آرا کسی خطرہ میں ہو تو وہ اس سے اس کو بچائے اسلئے سلطان کے بیان کو وہ نہایت غور سے سن رہا تھا لیکن سلطان کے بیان میں اس وقت تک اس نے کوئی بات ایسی نہ پائی جو عتاب سلطانی کو ظاہر کرتی سلطان کے یکایک رک جانے سے اس نے محسوس کیا کہ اب سلطان کوئی خاص بات بیان کریگے اس لئے وہ نہایت بے چینی سے دوبارہ سلسلہ گفتگو کے شروع ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

---

# چوبیسوان باب

## شیخ منجم کا قتل

سلطان سگرٹ پیتے اور کچھ دیر تک خاموش غور کرتے رہے اسکے بعد نادر آغا کی طرف دیکھا اور کہا۔

"اس وقت تک جو واقعات بیان کیے گئے ہین اس مین تم نے کوئی بات ایسی نہ پائی ہوگی جو جہان آرا پر عتاب کا سبب ظاہر کرے اور اس کو غضب شاہی کا موجب بنائے لیکن سنو یہ ہی وہ واقعہ بیان کرتا ہون جس نے میرے دل پر جہان آرا کی طرف سے اثر پیدا کر دیا ہے اور اس کو مین اپنے لیے ایک خطرہ عظیم تصور کرتا ہون"

چند روز ہوئے مین نے اس ایک شخص کو خواب مین دیکھا جس کا نام مہران بیگ تھا اور جو میرے والد خلد آشیان کی حیات مین نصیب فرمانے کی خدمت مین رہا کرتا تھا مجھے اس شخص سے سخت نفرت تھی کیونکہ یہ میرے بھائیون کو مجھ سے بہتر لائق سمجھتا تھا اور ہمیشہ والد مرحوم سے میری شکایتین کر کے ان کو مجھ سے ناخوش رکھتا تھا عرصہ ہوا یہ شخص مر گیا اور کبھی میرے دل مین اس کا خطرہ بھی نہین گذرا لیکن چند روز ہوئے کہ ایک رات کو جبکہ مجھ پر رنج و غم اور تردداتِ و افکار کا ہجوم تھا مجھے یہ شخص خواب مین نظر آیا تلوار اس کے ہاتھ مین تھی اور غضبناک نگاہون سے تلوار کو حرکت دیتا ہوا میری طرف بڑھ رہا تھا اور مجھے دھمکاتا تھا مین چونک پڑا اور جب نیند کا اثر کم ہوا تو مین نے دل مین کہا

مجھے اس خطرناک قوم (ارمنی) سے محتاط رہنے کی ضرورت ہے

اس کے چند روز بعد مین نے شیخ عبدالرحمن منجم کو بلا کر آئندہ کے حالات دریافت کیے اس نے زائچہ مذکور کو دیکھا اور اس کاغذ پر جو میرے ہاتھ مین ہے تمام واقعات لکھ کر میرے حوالے کیے ان واقعات کے بعد جہان آرا کی طرف سے مین ہوشیار رہنے لگا اور اس کے پاس جانا ترک کر دیا تو تم پڑھو اس کاغذ کے پڑھنے سے تمہین تمام حالات معلوم ہون گے۔

نادر آغا نے کاغذ سلطان کے ہاتھ سے لیکر کھولا اور پڑھنا شروع کیا لکھا تھا۔

"سلطان کو اپنی رعایا سے مطمئن نہیں رہنا چاہیئے اور خصوصاً آرمینیوں سے بہتر یہ ہے کہ جس طرح ممکن ہو سلطان اس قوم کو قتل و غارت کرکے اپنے ملک کو اُن سے پاک کردین یا ملک سے ان کو باہر نکالدین لیکن قدرت نے صحائف کائنات مین جو کچھ لکھدیا ہے وہ پیش آکر رہے گا خطرہ قریب ہے زائچہ بتلاتا ہے کہ سلطان کو ایک ایسے بچہ کے ہاتھون جس کی ماں آرمینیہ اور باپ بادشاہ ہوگا نقصان پہنچیگا"

نادر آغا کاغذ پڑھکر کانپنے لگا اور خوف سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے کیونکہ وہ احکام نجوم کا سلطان سے زیادہ معتقد تھا سلطان نے نادر آغا کو سرنگون پاکر کہا بحالت موجودہ کیا تم مجھے معذور نہیں سمجھتے ؟ جہان آرا کی میرے قصر مین موجودگی ضرور میرے لئے خطرہ کا باعث ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ کہین جہان آرا میری تباہی کا سبب نہ ہو۔ کیا میرا خیال درست نہیں ہے۔

**نادر آغا** امیرالمومنین کا خیال بالکل صحیح ہے لیکن مولانا البادشاہ جہان آرا حضور سے بہت محبت رکھتی ہے اور ممکن ہے کہ اس کی یہ محبت دل سے ہو اور اس کا قلب کوئی ایسی بات گوارا نہ کرے جس سے جلالتہ السلطان کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو البتہ۔ . . . . . . . . .

**سلطان** (بات کاٹکر) نادر آغا جس شخص پر مجھے شبہ ہو جاتا ہے یا جس کا وجود میرے نزدیک خطرناک ہوتا ہے مین اس کو اپنے قصر مین رکھنا نہین چاہتا اس لئے جو شکوک و شبہات جہان آرا کے متعلق مجھے ہین وہ اس کے قتل کے لئے کافی ہین ایک ایسی ہستی کا کیون نہ خاتمہ کردیا جائے جو آئندہ ہمارے لئے خطرہ کا باعث ہو ممکن ہے قصر مین اس کی موجودگی سے کوئی اہم واقعہ پیش آئے یا اس سے کوئی بچہ پیدا ہو اور پھر وہ پیشگوئی جو منجم نے کی ہے پوری ہو اس لئے مین بہتر سمجھتا ہون کہ جہان آرا کو ملک عدم پہنچادون ڈاکٹر اس فرض کو بڑی خوبی سے ادا کرتے ہین اور بغیر کسی تکلیف کے انسان کو ایک گھونٹ عرق پلاکر منزل مقصود پر پہنچادیتے ہین میرے قصر مین جہان آرا جیسی عقیل ذہین اور کوئی لونڈی نہین وہ مسکین مجھ سے بیحد محبت رکھتی ہے لیکن مین کیا کرون مجبور ہون مجھے ضرور اس کے مارے جانے کا افسوس ہوگا لیکن مین اسکی موت سے ایک بڑے خطرہ سے محفوظ ہو جاؤنگا۔

نادر آغا امیر المومنین کو خطرہ سے محفوظ رکھنے کے لئے ایک جہان آرا کیا اس جیسی بہت سی ہستیان قربان کی جاسکتی ہین مولانا الخلیفہ کی محافظت فرض ہے اور مین اس فرض کے ادا کرنے مین اپنی جان تک امیر المومنین پر فدا کرنے کے لئے تیار ہون خداوند تعالیٰ امیر المومنین کو قیامت تک سلامت رکھے"

جو واقعات ہمنے اوپر بیان کئے ہین ان کی صحت اگرچہ محتاج تصدیق ہو اور سلطان عبد الحمید خان جیسے مدبر ذکی اور ماہر سیاست شخص کے اس قسم کے معتقدات ضرور تعجب خیز ہین لیکن چونکہ انسان ضعیف البنیان ہو اس لئے بہت ممکن ہو کہ یہ واقعات کچھ اصلیت رکھتے ہون۔ انسان اپنی قوت استقلال، تدبر سیاسی و انتظامی قابلیت کے اعتبار سے خواہ کتنا ہی زبردست روشن خیال اور بے خوف ہو لیکن اپنے نفس کے معاملہ مین ممکن ہو وہ کمزور ہو اور اس کی یہ کمزوری اُسے مجبور کرتی ہو کہ وہ ایسی باتون کا اعتقاد رکھے جو قانون فطرت اور مذہب کے برخلاف ہون اور عقلا کے نزدیک موجب تمسخر

سلطان عبد الحمیدخان کی دانشمندی مشہور ہے وہ خوشامدیون کی تملق آمیز باتون اور سیاسی چالون کو خوب سمجھتے تھے اور اُن سے ایسے نتائج نکالتے تھے کہ عقلمند سا عقلمند شخص حیرت مین رہجاتا تھا ایسے شخص کی طرف اس قسم کی باتون کی نسبت جیسی کہ بیان کی گئی ہین ضرور تعجب خیز اور حیرت مین ڈالدینے والی ہین بہر حال جو کچھ ہو صحیح طور پر کوئی فیصلہ نہین کیا جاسکتا۔

نادر آغا کے جواب مین سلطان نے کہا

خیر جہان آرا کے معاملہ کو مین تمہارے سپرد کرتا ہون

اس کے بعد سلطان اٹھے اور نادر آغا پر یہ ظاہر کرکے کہ وہ دار حریم مین سونے کے لئے جاتے ہین نادر آغا کو رخصت کر دیا کہانے کے کمرے مین گئے اور لمبی کوچ پر جاکر سو رہے سلطان کا قاعدہ تہا کہ وہ رات کو کسی مخصوص کمرہ مین نہ سوتے تھے بلکہ جس جگہ ان کا جی چاہتا تھا سو رہتے تھے تا کہ کسی کو پتہ نہ چلے کہ سلطان کہان ہین۔

# ۳۶
# چھتیسواں باب

## تار کا جشن

رات کو سلطان نہایت مضطرب و پریشان رہے اور رات کا نصف حصہ جاگ کر خیالات اور تصورات میں گذرا۔ صبح ہوتے ہی اُٹھ کر غسل کیا نماز پڑھی اور پھر حسب معمول ورزش کی اس کے بعد حسب معمول لباس شاہانہ پہن کر تخت عالیہ کے کمرے میں تشریف لے گئے قہوہ بنانے والا حاضر ہوا اور پیالہ سلطان کے آگے رکھا۔ قہوہ پیا کر حاضر کیا تو تھوڑی دیر بعد ناشتہ کیا اور اس سے فارغ ہو کر ملاقات کے کمرے میں چلے گئے معاً دربان نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ باشی کاتب (میر منشی) حاضر ہیں

باشی کاتب آج عادت کے خلاف صبح ہی صبح آیا تو سلطان نے خیال کیا کوئی خاص بات ہے کہ باشی کاتب اس وقت حاضر ہوا ہے فوراً بلایا اور سامنے بیٹھ جانے کا اشارہ کیا باشی کاتب نے بیٹھتے ہی تار کا ایک لفافہ سلطان کے حضور میں پیش کیا سلطان نے لفافہ چاک کیا اور تار کا مضمون پڑھ کر خوش ہو گئے تار پر ایک نظر ڈالی اور پھر کہا

شاباش شاباش ناظم شاباش اور پھر باشی کاتب کی طرف دیکھ کر کہا

یہ تار کب آیا

باشی کاتب امیر المومنین ابھی ابھی آیا ہے۔

سلطان نے تار باشی کاتب کے حوالہ کیا اور کہا پڑھو۔

باشی کاتب نے تار پڑھنا شروع کیا لکھا تھا

ذات شاہانہ مقدسہ کی برکت اور صائب بک کی کوشش سے خدام درگاہ کو جمعیت شیطانی کے ایک رکن کو گرفتار کرنے کی عزت حاصل ہوئی ہے اُس شخص کا نام رافضی ہے اور اس کے مکان سے بہت سے اہم کاغذات جن میں جمعیت ملعونہ کے متعلق بہت سی باتیں درج ہیں ملے ہیں امیر المومنین کے حکم کا انتظار ہے جو ارشاد عالی ہو عمل میں لایا جائے

ناظم

**سلطان** یہ صاحب بک کون شخص ہو

**باش کاتب** ایک جاسوس ہے جس کو سرخفیہ نے سالونیک بھیجا ہو سنا گیا ہو کہ سرخفیہ کو اس پہ بڑا اعتماد ہے اور اس کے اخلاص وکام کی تعریف کرتا ہو

**سلطان** سرخفیہ کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے کیا وہ قابل اعتماد ہے چونکہ مجھے تم پر پورا بھروسہ ہے اور تمہارے سوا کسی دوسرے پر اتنا اعتماد نہین اس لئے اس کے متعلق تمہاری رائے معلوم کرنا ضروری خیال کرتا ہون

**باش کاتب** سرخفیہ مخلصین بندگان درگاہ سے ہے اور اس کے ایک ماتحت کی کامیابی اس کے اخلاص کی ایک زبردست دلیل ہے مولانا البادشاہ اس کے اخلاص مین شبہہ ہی کیا ہو سکتا ہو جبکہ امیر المومنین اسمین اعتماد کے آثار پاتے اور اس پر بھروسہ رکھتے ہین

باش کاتب کے الفاظ سے سلطان نے محسوس کیا کہ وہ سرخفیہ کی حرکات کی نگرانی کرتا اور اس کے حال سے خوب واقف ہو سلطان کو باشس کاتب کا یہ اشارہ یا تعریض پسند نہین آئی اور انہون نے اس کے متعلق مزید گفتگو مناسب نہ سمجھکر فرمایا

تمہاری کیا رائے ہے کیا اس خائن کو جس کو ناظم بک نے گرفتار کیا ہے یہان طلب کیا جائے

**باش کاتب** امیر المومنین کی رائے مین جو امر مناسب ہو اگر اس کو یہان طلب کیا گیا تو ممکن ہے اس سے کچھہ نئی باتین معلوم ہون افسوس ہے ان نوجوانون کی حالت پر یہ کیسے بیوقوف نادان اور جاہل ہین

سلطان نے فوراً نوکر بلانے کی گھنٹی بجائی اور دربان حاضر ہوا سلطان نے حکم دیا کہ فوراً سرخفیہ کو حاضر کیا جائے اسکے بعد باش کاتب سے کہا کہ ناظم کو تار دو کہ فوراً اس خائن اور اس کے کاغذات کو استانہ بھیجدیا جائے"

---

# چھتیسوان باب

## قلق

باش کاتب اٹھا اور بسلسلۂ اطاعت خم کرکے کمرہ سے چلا گیا سلطان نے سگرٹ جلایا اور پینے لگے

سگرٹ پیتے جاتے تھے اور تار دیکھتے جاتے تھے کہ دربان حاضر ہوا اور سر خفیہ کے حاضر ہونیکی اطلاع دی سلطان نے اسکے حاضر کیے جانے کا اشارہ کیا سر خفیہ کمرہ مین داخل ہوا آداب بجالایا سلطان نے تار اس کے حوالہ کیا اور اس نے تار لیکر کہا

اگر یہ تار سالونیک کا ہی تو ضرور اس مین کسی خائن کی گرفتاری کی خبر ہوگی۔

سر خفیہ نے تار کے مضمون سے خفیہ طور پر پہلے ہی آگاہی حاصل کرلی تھی اور یہ اس کے لئے کوئی بڑی بات نہ تھی کیونکہ وہ محکمہ جاسوسی کا افسر اعلیٰ تھا۔

سلطان نے تعجب ظاہر کرتے ہوئے کہا

ہان یہ تار سالونیک کا ہی اور یہ اہم خدمت ناظم بک کیساتھ تمہارے ایک ماتحت نے انجام دی ہی۔

**سر خفیہ** (تار پڑھکر) امیر المومنین صاحب بک مولانا البادشاہ کے نمکخوارگان مخلص مین سے ہی۔

**سلطان** یہ سب تمہارے اخلاص کا نتیجہ ہے مین تم مین وفاداری کی بو پاتا ہون اور تم پر بڑا اعتماد رکھتا ہون ان نوجوان خائنون کے معاملہ مین جو میرے ملک مین کثرت سے ہین اور میرا قصر بھی ان سے خالی نہین مین تم پر پورا بھروسہ رکھتا ہون اور اس کے متعلق مین صرف تم سے براہ راست گفتگو کرتا ہون کسی دوسرے کو یہ شرف حاصل نہین۔ ۔ ۔ باش کاتب سے مین نے کہدیا ہے کہ وہ ناظم کو فوراً اطلاع دے کہ اس خائن کو آستانہ بھیجدیا جائے۔ ۔ ۔ ۔ کیا اس معاملہ مین مین نے کوئی غلطی کی ہے

**سر خفیہ** امیر المومنین کی رائے مبارک درست ہی اس کے یہان آجانے پر امید ہو کہ ہمین اس سے انجمن ملعونہ کے بہت سے حالات معلوم کرنے کا موقعہ ملیگا۔

**سلطان** شاباش شاباش تمہارا خیال صحیح ہے۔ ۔ ۔ سالونیک کے خائنون سے بدلہ لینے کا وقت اب آگیا ہے اور انشاء اللہ عنقریب ان خائنون کی شرارتون کا خاتمہ کردیا جائیگا۔

یہ کہکر سلطان کھڑے ہوگئے سر خفیہ نے اجازت چاہی اور چلا گیا سلطان کمرے سے باہر نکلے اور نجاری کے کمرے مین جاکر آبنوس کی لکڑی کا آئینہ کا ایک چوکٹھا بنانے مین مشغول ہوگئے کئی روز سے سلطان اس چوکٹھے پر نقش و نگار کا کام کررہے تھے شغل مین مشغول تھے اور آئندہ کے معاملہ پر غور کررہے تھے یکایک کچھ خیال آیا اور ٹیلیفون پر جاکر باش کاتب کو مخاطب کرکے کہا

گیا ناظم بک کو تار بھیجدیا

**باش کاتب** امیر المومنین تعمیل ارشاد کی گئی

**سلطان** تم نے ناظم بک کو کیا اطلاع دی ہے

**باش کاتب** امیر المومنین ان کو اطلاع دی گئی ہے کہ مجرم کو معہ اسکے کاغذات کے فوراً آستانہ بھیجدیا جائے

**سلطان** جب یہ خائن آجائے تو سرخفیہ کے پاس اس کو بھیجدو . . . سمجھے

**باش کاتب** امیر المومنین تعمیل ارشاد کی جائیگی

گفتگو ختم کرکے سلطان پھر نجاری کے کمرے مین چلے گئے اور کام مین مشغول ہو گئے چند منٹ بعد پھر کچھ خیال آیا اور ٹیلیفون پر پہنچکر باش کاتب سے کہا

باش کاتب جب وہ خائن آجائے، تو اس کو عزت کے پاس بھیجدینا اور اس کے کاغذات میرے پاس روانہ کردینا

**باش کاتب** امیر المومنین بہتر ہے

سلطان اس وقت بہت مضطرب الحال تھے قلق کی کیفیت ان پر طاری تھی دیر تک کچھ سوچتے رہے اور پھر خیال آیا کہ رامز کو سب سے پہلے میرے حضور مین حاضر کیا جانا مناسب ہے تاکہ مین اس سے خود انجمن کی کیفیت معلوم کرسکون یہ خیال قائم کرکے پھر باش کاتب کو حکم دیا

باش کاتب بہتر یہ ہے کہ جب وہ خائن آجائے تو اسے اور اس کے کاغذات کو میرے حضور مین حاضر کیا جائے

**باش کاتب** حضور والا تعمیل ارشاد کی جائیگی

اس قسم کے مختلف احکام تعجب خیز تھے اکثر ایسا ہوتا تھا کہ سلطان کا اضطراب اس قسم کے احکام دینے پر مجبور کرتا تھا اور باش کاتب اس قسم کے احکام سے خوب واقف تھا۔

سلطان پھر اپنے کام مین مشغول ہو گئے لیکن رامز کے متعلق برابر متردد تھا یکایک خیال آیا کہ رامز کو فوراً طلب کر لیتے ہین ممکن ہے وہ یہ سمجھے کہ انجمن کے ممبرون اور نوجوانون

بہت ڈرتا ہون اور ممکن ہے قصر کے کارکن بھی یہ خیال قائم کرین جو میری توہین سے خالی نہین ہے یہ خیال کرکے پھر ٹیلیفون پر گئے اور باش کاتب کو حکم دیا

مجرم جب آجائے تو اس کو اپنے پاس رکھو اور اس کے کاغذات کو میرے حضور مین پیش کرو

**باشکاتب** حسب ارشاد عمل کیا جائیگا

دن بھر سلطان پر قلق و اضطراب طاری رہا مزکا انتظار نہایت تکلیف دہ تھا بار بار خیال آتا کہ کب وہ آئے اور اس سے جمعیتہ کے حالات معلوم ہون

دوسرے دن صبح کو سلطان کا اضطراب بہت بڑھ گیا اور تمام مشاغل کو بھولکر شدۂ اضطراب مین ادہر سے ادہر پھرتے رہے نہ جہان آرا کا خیال آیا نہ نادر آغا کو بلایا اسلحہ خانہ کے سامنے کھڑے ہوکر دیر تک ہتھیار وغیرہ کو دیکھتے رہے دوپہر کے قریب کسی کے قدمون کی آہٹ سے سلطان چونکے اور مصاحب دربان نے ملاقات کے کمرہ مین حاضر ہوکر ایک سربمہر لفافہ پیش کیا جس کو سلطان نے دیکھتے ہی معلوم کرلیا کہ یہ رامز کے کاغذات کا لفافہ ہے سلطان نے اشارہ کیا کہ لفافہ کو میز پر رکھدے اور سرخفیہ کو حاضر کرے سلطان کرسی پر بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ سرخفیہ حاضر ہوا سلطان نے بیٹھ جانے کا اشارہ کیا اور خود لفافہ کھولنے لگے ان کاغذات مین جو لفافہ مین برآمد ہوئے ترکی اور فرانسیسی زبان کے اخبارات خطوط اور تقریرین تھین بعض کاغذات خط مرموز مین بھی تھے

دیر تک سرخفیہ اور سلطان خاموش بیٹھے کاغذات کو دیکھتے رہے آخر سلطان نے اس سکوت کو توڑا اور ایک کاغذ سرخفیہ کی طرف بڑھا کر کہا اس کو پڑھو

سرخفیہ نے کاغذ لیکر پڑھا اور یہ کہا

اس کاغذ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے [illegible] مین [illegible] سکے اطراف مین خیانت و فساد کی تحریک ہو رہی ہے [illegible] اور چاہتے ہین [illegible] مختلف اقوام و مذاہب کے لوگون کو متحد کرکے اپنا کام نکالین

**سلطان** (مسکرا کر) یہ ایک فضول اور لغو کوشش ہے ... نصاریٰ اور مسلمانون کو جمع متحد کرکے وہ میرے خلاف کوشش کیا چاہتے ہین یہ ناممکن ہے اور ان کی تمام کوششین تباہ ہو

برباد جائینگی۔ البانی سروی مکدونی عربی اور ترکی کبھی ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے اور نہ ایک متحدہ مقصد مین شریک ہوسکتے ہین اور یہ کیونکر ممکن ہے جب اس خطرہ کو پیش نظر رکھکر ہمنے اس کا بہت پہلے سے انتظام کردیا ہے اور ہر ایک قوم کے قلب مین دوسری قوم کے عناد کا تخم بوکر ہمنے ایک کو دوسری کا دشمن بنا رکھا ہے۔

# سینتیسوان باب

## اتحاد اقوام

سر خفیہ نے میز پر پڑے ہوئے ان کاغذات مین سے جو لفافہ مین سے نکلے تھے ایک طویل یادداشت نکالی جو فرانسیسی زبان مین تھی سر خفیہ فرانسیسی زبان جانتا تھا وہ اس کو پڑھنے لگا اور اس کے چہرے کا رنگ اس کے مضمون سے اڑنے لگا سلطان سر خفیہ کی طرف دیکھ رہے تھے سر خفیہ کا رنگ متغیر دیکھکر فرمایا

کیا چیز ہے

سر خفیہ۔ امیر المومنین یہ اس اسکیم تجاویز کی نقل ہے جو اس جمعیۃ نے سفراء دول کو بھیجی ہو

سلطان (چونک کر) ہامین سفراء دول کو ...... کیا یہ خائن اس حد تک بڑھ گئے ہین ......

...... دول کو اس معاملہ سے کیا تعلق ہے اور میری مملکت مین مداخلت کا انہین کیا حق ہے اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ دول اس کا کوئی خیال رکھتی ہون تب بھی مجھے یقین ہے کہ وہ ہرگز میرے معاملات مین مداخلت نہ کرینگی اور ان خائنان ملک و ملت کی باتون مین نہ آئینگی مجھے سناؤ تو اس یادداشت مین کیا لکھا ہوا ہے

سر خفیہ امیر المومنین بہت سی باتین ہین لیکن اس قسم کی یادداشتون سے زیادہ دول ایسی باتون پر کان بھی نہین دہرتین کیونکہ وہ جانتی ہین کہ اس سے پہلے بھی اس قسم کی کوششین کی جاچکی ہین۔ فرانسیسی اخبارات بہت دفعہ ان لوگون کے خلاف لکھ چکے ہین اور ذات شاہانہ کی طرف سے مدافعت کرتے ہوئے انہون نے دنیا پر ظاہر کردیا ہے کہ وہ لوگ جو احرار کہلاتے ہین

ہاشمی اور ملک وملت فروش ہیں

اس کے بعد سرخفیہ نے اسکیم کے بعض حصوں کا ترجمہ حسب ذیل الفاظ مین سنایا

جو خطرناک مرض عثمانی حکومت کے بلاد عرب اور طرابلس الغرب کو گھیرے ہوئے ہے اسی مین مقدونیہ بھی گرفتار ہے اور عثمانی مقبوضات کی تمام قومین یعنی ترک عرب البانی چرکس کرد ارمن یہود سروی رومی اور بلغاری جن کو مجموعی طور پر عثمانی قوم کہا جاتا ہے مصائب وتکالیف مین مبتلا اور حکومت کے ناقابل برداشت مظالم کا شکار ہین

اقوام و مذاہب کا فرق مظالم مین کمی نہین کرتا سب پر یکسان ظلم ہو رہا ہے اور سب پریشان ومضطرب ہین مقدونیہ اور اسی طرح عثمانی مقبوضات کے دوسرے صوبے حکومت کے نزدیک سب ایک سلوک کے مستحق ہین کسی قوم کی نسبت یہ نہین کہا جاسکتا کہ اس پر حکومت کی نظر عنایت ہو اور اس کے برخلاف دوسری قومین مظلوم ہین سارے ملک کی ایک حالت ہے اور سب مظالم سے تنگ آگئے ہین اور استبدادیت سے نجات کے خواہان ہین

سرخفیہ پڑھ رہا تھا اور سلطان غور سے سن رہے تھے غصہ سے آنکھین سرخ ہو گئی تھین اور شدۂ غضب سے جسم کی رگین پھول گئی تھین لیکن سلطان نے اپنے تاثر کو جلد دور کیا اور سرخفیہ کے خاموش ہونے پر حقارت آمیز لہجہ مین کہا

اچھا اب ان خائنون نے ایک نیا طریقہ اختیار کیا ہے لیکن اس سے کیا ہوگا کچھ بھی نہین یہ سب بے فایدہ کوشش ہے وہ جس طرح اب استبداد کے ماتحت ہین انشاءاللہ ہمیشہ اسی طرح رہینگے منظم حکومتون کا یہی دستور ہے اور یہی قانون فطرت ہے خدا ان خائنون کو غارت کرے بڑے مفسد ہین لیکن ان کا علاج بھی میرے پاس ہے ..... تمہاری کیا رائے ہے

سرخفیہ۔ امیرالمومنین کی رائے صائب ہے فی الحقیقۃ مقبوضات مولانا البادشاہ کے عناصر کا اتحاد محال ہے تمام قومین اپنے اپنے اغراض مین مختلف ہین اور باہم ایک دوسرے سے سخت بغض وعناد رکھتی ہین۔

ان کمبختون کا یہ دعوی ہے کیونکر تمام اقوام کو متحد کرسکتے ہین عیسائیون اور مسلمانون کا اتحاد ناممکن ہے

---

۵ خواطر نیازی صفحہ ۵۵

تو دوسری اقوام کا کیا ذکر مسلمانون کو مجھپر پورا اعتماد ہے اور وہ مجھے خلیفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم تسلیم کرتے ہین اور میرے احکام کو مانتے ہین اور نہ یہ صرف میرے مقبوضات کے مسلمانون کا اعتقاد ہے بلکہ تمام دنیا کے مسلمانون کا یہی عقیدہ ہے کیا یہ بدبخت چاہتے ہین کہ مسلمانون کو مذہب سے بیگانہ بنادین جس طرح وہ خود مذہب کی عظمت اپنے قلب مین نہین رکھتے ہین جملہ ختم کرکے سلطان مسکرائے اور سگرٹ پینے مین مشغول ہوگئے سلطان کے خاموش ہوجانے پر سر خفیہ نے عرض کیا

مولانا البادشاہ کی رائے تمام رایون پر فوقیت رکھتی ہے لیکن اگر اجازت والا ہو تو مین کچھہ عرض کرون۔

**سلطان** ہان کہو مین تمھاری رائے کو بہت پسند کرتا ہون اور چونکہ تم میرے دوست معتمد اور مخلص ہو اسلیے مجھے تم پر جتنا اعتماد ہے کسی دوسرے پر نہین اس کے علاوہ یہ ایک امر مشترک ہے اس کا نفع صرف میری ذات یا حکومت ہی کو نہو گا بلکہ تم کو اور عام رعایا کو بھی اور اسی طرح خدانخواستہ اس کا نقصان بھی، ہم سب کا یہ فرض ہے کہ ان مغرور نوجوانون کی کوششون کی طرف سے غافل نہ رہین اور جلد سے جلد ان کے استیصال کا فکر کرین تاکہ ہم پر یہ مخالب نہ آجائے ہماری سلطنت دینی اور سیاسی سلطنت ہے اور اس کا تحفظ ایک مذہبی امر ہے۔ . . . . البتہ ان کے مقابلہ کے لیے ہمین روپیہ کی ضرورت ہے جس کی خدا کے فضل سے ہمارے پاس کمی نہین۔

**سر خفیہ** روپیہ کے ذکر سے خوش ہوکر) امیر المومنین میرے نزدیک بہتر صورت یہ ہے کہ جو کوشش یہ کر رہے ہین اس کے خلاف ہم کوشش کرین مثلاً وہ اجتماع عناصر اور اتحاد اقوام مین ساعی ہین ہم کو تفریق و تجزی اور تنفر کی کوشش کرنی چاہیے اور یہ خیال مذہبی نقطۂ نظر کو پیش رکھکر نہایت آسانی سے ہوسکتا ہے۔

**سلطان** شاباش شاباش، بیشک بیشک تمھاری رائے درست ہے

**سر خفیہ** یہ خائن ملت فروش یورپ کے حکمرانون سے اگر یہ شکایت کرتے ہین کہ مقبوضات عثمانیہ کی تمام رعایا مظلوم ہے اور رعایا کو اگر انھون نے یہ دہوکہ دیا ہے کہ وہ متحد ہوکر مشترکہ قوت سے کام لین اور تمام اقوام ایک ہوجائین - تو ان کے مقابلہ مین ہم کو یہ کرنا چاہیے کہ ہم مسلمانون

کو یہ سمجھائیں کہ اس قسم کی کوششیں اس لئے کی جاتی ہیں کہ ان کو مذہب سے بیگانہ بنادیں اور ان کے دین کو تباہ کردیں اور کافروں کے زمرہ میں انہیں شریک کردیں

**سلطان** شاباش تمہاری تجویز معقول ہے اور چونکہ سلطان اسلام پر جان دیتے اور مذہب کا بڑا ادب واحترام کرتے ہیں اس لئے اس تدبیر سے ان پر جلد اثر ڈالا جاسکیگا اس پر میں اتنا زیادہ اضافہ کرتا ہوں کہ ان کو یہ بھی سمجھایا جائے کہ اس قسم کے اتحاد کا جس کی تحریک کی جارہی ہے نتیجہ یہ نکلیگا کہ مسلمانوں کی عورتیں بے پردہ پھرنے لگیں گی جس طرح مسیحیوں کی عورتیں بے پردہ پھرتی ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں جانتا ہوں کہ اس کا اثر مسلمانوں پر بہت بڑا پڑیگا کیونکہ عام مسلمان پردہ کے بہت پابند ہیں ۔

**سر خفیہ** امیر المومنین اس میں شک نہیں کہ اس قسم کے اتحاد کا یقیناً یہی نتیجہ نکلیگا ان خائن نوجوانوں کی حالت ملاحظہ فرما لیجئے مذہب سے انہیں مس بھی نہیں یورپ کا اثر ان پر اتنا پڑا ہے کہ شراب پیتے ہیں عورتوں سے بے تکلف باتیں کرتے اور ملتے ہیں اسی طرح تمام محرمات وممنوعات مذہب میں گرفتار ہیں

**سلطان** غرض کامیابی کا یہ بہترین ذریعہ ہے تم اپنے آدمیوں کو ہدایت کردو کہ وہ اس طریقہ پر عمل کریں تم سے یہ کہنے کی ضرورت ہی نہیں کہ تم اس راز کو محفوظ رکھو اور باش کاتب اور عزت بک کو اس سے آگاہ نہ کرو کیونکہ مجھے تم پر پورا اعتماد ہے

اس کے بعد سلطان نے کہا

جس قدر روپیہ اس کام میں خرچ ہو بے تکلف خرچ کرو مجھے روپیہ کی پروا نہیں میں چاہتا ہوں کہ ان خائنوں کو چن چن کر موت کے گھاٹ اتار دوں اور اپنے ملک کو ان بدبختوں سے پاک کردوں

یہ کہکر ایک کاغذ پر سلطان نے وزیر مال کے نام حکم لکھا کہ حامل رقعہ ہذا کو فوراً ایک ہزار عثمانی پونڈ دیدو اور کاغذ سر خفیہ کو دیتے ہوئے کہا

ممکن ہے وزیر مالیہ روپیہ فوراً نہ دے اس لئے میں روپیہ تمہیں اپنے پاس سے دئے دیتا ہوں

یہ کہکر سلطان نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک ہزار پونڈ کے نوٹ نکالکر سر خفیہ کے حوالہ کئے اور کہا انکو احتیاط سے رکھ لو اور پھر کہا

صاحب بک کی خدمت کا معقول معاوضہ دیا جائیگا تم اس کو اسکا اطمینان دلادو

سر خفیہ۔ حضور والا نائب تک امیر المومنین کے احسانات کا شکر گذار ہے لیکن اس کی ایک خواہش ہے اس نے تلد سمجھکر چاہا ہے کہ اس کے ایک دوست کو جو ذات شاہانہ مقدسہ کا مخلص ہو اور انجمن خفیہ کے اسرار معلوم ہوتے ہیں اس کو اس سے بڑی مدد ملی ہے کوئی مناسب خطاب عنایت فرمایا جائے۔

سلطان۔ بہتر ہے باش کاتب سے کہو کہ وہ اس کا نام حضور میں پیش کرے اس کے اخلاص کی قدر کی جائیگی۔

سلطان کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ دربان حاضر ہوا اور عرض کیا کہ صدر اعظم (وزیر اعظم) حاضری کی اجازت چاہتے ہیں۔

---

# اڑتیسواں باب

## صدر اعظم در سلطان

صدر اعظم کے حاضر ہونے کی اطلاع پاکر سلطان تردد میں پڑ گئے وہ جانتے تھے کہ صدر اعظم عموماً اہم معاملات لیکر آتا ہے وہ خود حکومت کے خطرات میں گرفتار تھے اس لئے صدر اعظم کی اس وقت کی حاضری سے سلطان کا تردد بڑھ گیا لیکن صدر اعظم سے نہ ملنا بھی خطرہ سے خالی نہ تھا اس لئے مجبوراً انہوں نے سرخفیہ کو چلے جانے کا اشارہ کیا اور صدر اعظم کو اندر بلایا

صدر اعظم حاضر ہوا اور ادب شاہی بجالایا سلطان نے سامنے کرسی پر بیٹھ جانے کا اشارہ کیا اور وہ سرنگون کرسی پر بیٹھکر سلطان کے افتتاح کلام کا انتظار کرنے لگا عثمانی حکومت میں یہ بھی ایک قاعدہ ہے کہ جب تک سلطان گفتگو کا آغاز نہ کریں کسی کا خود گفتگو کرنا ادب کے خلاف تھا سلطان نے صدر اعظم کی طرف دیکھا اور کہا

کیا خیال ہے

صدر اعظم۔ خیریت ہے لیکن امیر المومنین کی توجہ درکار ہے۔

سلطان۔ کیا بات ہے

صدرِ اعظم نے جیب سے ایک کاغذ نکالا اور سلطان کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے کہا آج چار اہم خبریں آئی ہیں ان کا خلاصہ حضور میں پیش کرتا ہوں ..... امیر المومنین غور فرمائیں کہ ان خبروں میں ہم کو نہایت کمزور اور ذلیل سمجھتے ہیں سلطان نے کاغذ لے کر پڑھا اور کچھ دیر بعد واپس کر دیا۔

میں دیکھتا ہوں کہ تم پر اس خبر نے خاص اثر کیا ہے اور تم اس کو بہت اہم خیال کرتے ہو۔

صدرِ اعظم امیر المومنین بیشک [illegible] انگلستان اور [illegible] پادشاہوں نے سوال [illegible] باہمی مشورہ سے وہ تجاویز پاس کی ہیں جن سے [illegible] ممالک [illegible] خطرہ [illegible] چاہتے ہیں کہ [illegible] ترکی کے [illegible] چھین لیں۔

سلطان بہت خوب اس قسم کی تجاویز سینکڑوں ہو چکی ہیں اور میں نے ہمیشہ ان کی کوششوں [illegible] پادر ہوا کر دیا ہے۔

صدرِ اعظم بیشک امیر المومنین کی حکمت عملی مکاروں کے مکر پر غالب ہی ہے لیکن اس قسم کے [illegible] کے لئے روپیہ کی بڑی ضرورت ہے اور خزانہ اس وقت خالی ہے۔

سلطان یا العجب! میں نے تم کو صدارتِ عظمیٰ کا عہدہ اس لئے سپرد کیا ہے کہ تم ان کمزوریوں اور نقصانات کی تلافی کرو گے جو سابق وزراء کے عہد میں پیدا ہوئیں ..... میرا ملک نہایت وسیع اور زرخیز ہے اور سلطنت کی کافی آمدنی ہے آخر یہ روپیہ کہاں خرچ ہوتا ہے۔

سلطان نے مذکورہ بالا الفاظ صدرِ اعظم سے نہایت کرخت لہجہ میں کہے لیکن اس پر غور نہیں کیا کہ روپیہ کہاں خرچ ہوتا ہے۔ اگر وہ اس کی پڑتال فرماتے تو معلوم ہو جاتا کہ مصارف کی زیادتی کا سبب یہ ہے کہ خود انہوں نے حکومت کے ہر صیغہ میں کثرت سے ایسے لوگ خفیہ خبر رسانی مقرر کر رکھے تھے جو کار گزاروں کے حالات و جذبات سے سلطان کو مطلع کرتے رہیں۔۔ کوئی شخص حکومت میں ایسا نہ ہوگا جس پر سلطان کا کوئی خاص آدمی مسلط نہ ہو یہ لوگ حکومت کا روپیہ بے دریغ خرچ کرتے اور سرکاری دولت کو ضائع کرتے تھے صدرِ اعظم بیچارہ مجبور تھا اگر مخالفت کرتا ہو تو سلطان کے غضب کا اندیشہ ہوا اور اپنی خیریت نظر نہیں آتی"

دیر تک صدر اعظم خاموش رہا اور پھر ڈرتے ڈرتے کہا

امیر المومنین کی حکومت بہت وسیع ہے اور خداوند تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس میں مزید وسعت ہوتی رہے لیکن چونکہ حکومت کے انتظامی معاملات میں خرابی ہے اس لئے روپیہ زیادہ خرچ ہوتا ہے۔

سلطان: اس کے ذمہ دار تو تم ہو اگر حکومت کا انتظام درست نہیں ہے تو تم کو درست کرنا چاہیئے

صدر اعظم نے محسوس کیا کہ مسئلہ مال کے متعلق مزید گفتگو فضول ہے اس لئے اس نے پھر زوال کا مسئلہ چھیڑ دیا اور کہا

امیر المومنین زوال کے مسئلے کے متعلق کیا ارشاد ہے [illegible] اس کو [illegible] خیال [illegible]

سلطان: زوال کے مسئلہ کو چھوڑ دو [illegible] وقت آنے پر [illegible] زوال کی ضرورت ہے تم اس پر غور کرو حکومت کے بعض کاموں کے لئے [illegible] روپیہ کی ضرورت ہوگی اگر [illegible] کا جلد انتظام نہ کیا گیا تو سمجھ لو کہ حکومت کی [illegible] تم لوگ اپنی بدانتظامی سے حکومت کو خطرہ میں ڈال رہے ہو اور پھر اصلاح کے لئے روپیہ [illegible] اس کے لئے روپیہ کا ہونا ضروری ہے کہ ضرور مہیا کرو۔

صدر اعظم: [illegible] اگر [illegible] زوال کا مسئلہ کچھ کم اہمیت نہیں رکھتا

سلطان: [illegible] تم سے روپیہ کی اہم ضرورت پر غور کرنے [illegible] مسئلہ زوال [illegible] اہم ہے [illegible] زیادہ اہم ہے

صدر اعظم: امیر المومنین [illegible] حکومت [illegible]

[illegible] . . . . . . . . . .

سلطان: [illegible]

[illegible]

[illegible] . . . . . . [illegible]

. . . [illegible]

جو آمدنی ہوتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں سے خرچ ہوتی ہے .... کئی مہینے سے مجھے خود حکومت سے وظیفہ نہیں ملا ہے .... اگر مجھے روپیہ کی ضرورت ہو تو کہاں سے آیگا مین جو کچھ خرچ کرتا ہون حکومت کی اصلاح اور مصلحت پر خرچ کرتا ہون مین خود تو کچھ نہیں رکھ لیتا یا مجھے اپنے لیے تو نہیں چاہیے مین تو بالکل خاموش بیٹھا ہون اور اپنا وظیفہ تک نہیں مانگتا .... ابھی مین نے خزانہ کے نام ایک رقم کے دیے جانے کا حکم بھیجا ہے تم کو چاہیے کہ فوراً اس روپیہ کو ادا کر دو

فقرہ بالا جب ختم کر کے سلطان نے محسوس کیا کہ صدر اعظم کو بلا وجہ سخت الفاظ کہے گئے ہین اس لحاظ سے انہون نے لہجہ کو نرم کر دیا اور متانت کے ساتھ کہا

بہر حال ایسی تدابیر اختیار کرنی چاہئیں جن سے آمدنی مین اضافہ ہو مین تم کو اختیار دیتا ہون کہ تم مناسب تجاویز اسکے لیے اختیار کرو اور حکومت کو مالی مشکلات سے بچاؤ ہمارا فرض ہے کہ ہم ایسی صورتین بہم پہنچائیں کہ اجانب کو ہم پر اعتراض کا موقعہ نہ ملے۔

صدر اعظم حکومت کا خیر خواہ تھا اور دولت کو مشکلات مین مبتلا پا کر اسے سخت تکلیف ہوتی تھی لیکن سلطان کے حضور مین وہ صاف صاف ان امور کو بیان نہ کر سکا جو حکومت کو مشکلات مین مبتلا کیے ہوئے تھے کیونکہ وہ سلطان سے بہت ڈرتا تھا لیکن اگر وہ جرات کر کے ایسا کرتا بھی تو بیکار رہتا کیونکہ سلطان پر ان باتون کا اثر کبھی نہ ہوتا

سلطان کو غضبناک پا کر صدر اعظم اٹھ کھڑا ہوا اور سلطان کے الفاظ ختم ہوتے ہی سر اطاعت خم کر کے کمرہ سے باہر نکلا اور دل مین یہ کہتا ہوا چلا گیا

جب تک یہ سلطان تخت حکومت پر ہے حکومت کی اصلاح ناممکن ہے

صدر اعظم کے چلے جانے پر سلطان نے دل مین کہا

مجھ سے روپیہ مانگتے ہین .... جو کچھ میرے پاس ہے اگر مین ان کے حوالے کر دون تو خود اپنی زندگی کس طرح محفوظ رکھون تم سب لوگ حکومت کا مال ناجائز طریقہ پر حاصل کر کے جمع کرتے اور عیش سے بسر کرتے ہو تو کیا مجھے یہ حق حاصل نہین ہے کہ مین بھی ایسا کر دون

یہ کہکر سلطان [illegible] ایک چھوٹے کمرے کی طرف چلے [illegible]

اس کا اطمینان کر لینے کے بعد کہ قریب کوئی نہیں ہے تو ایک چور دروازہ کھولکر کمرے میں داخل ہوئے کمرہ میں بڑے بڑے لوہے کے کئی وزنی صندوق رکھے ہوئے تھے جیب سے کنجی نکالی اور ایک صندوق کھولا جس میں سونے کے مختلف قسم کے سکے جواہرات اور نوٹ بھرے ہوئے تھے"

سلطان اس خزانہ کو دیکھکر خوش ہو گئے چہرہ دمکنے لگا اور ہاتھ سے سکون اور جواہرات کو دیکھتے ہوئے کہا

کیا تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ میں اس خزانہ کو تمہارے حوالہ کر دوں یہ روپیہ اس لئے نہیں ہے کہ تمہارے حوالہ کیا جائے اس کو میں نے اس لئے جمع کیا ہے کہ تمہاری مخالفانہ کوششوں کے تباہ و برباد کرنے میں اس کو خرچ کروں اگر آج میرے پاس یہ خزانہ نہ ہوتا تو تم مجھے پوچھتے بھی نہیں اور نہ میرے پاس اس طرح آتے....... تم کو میں یہ خزانہ دیدوں حالانکہ اسی کی بدولت میں تم میں سے ایک کو ایک کا دشمن بنائے ہوئے ہوں اور باہم متحد نہیں ہونے دیتا اگر یہ خزانہ میرے ہاتھ میں نہ ہوتا تو تم سلطنت کے مالک ہوتے اور میں خدا جانے کس حال میں ہوتا تم مجھے مال کا لالچ دلاکر دھوکہ دینا چاہتے ہو اور میں تم کو دھوکہ دے رہا ہوں اور کوڑی خرچ نہیں کرتا یہ خزانہ یہ دولت میرے وہ ہتھیار ہیں جو تمہارے مقابلہ میں استعمال ہوتے ہیں یہ مال میری زندگی ہے اور میں اس کی بدولت تم پر حکومت کر رہا ہوں اس کے بعد سلطان نے صندوق کو بند کر دیا اور پھر کمرہ سے باہر کر دروازہ پر قفل لگایا اور کہا

یہ میرا سارا مال نہیں ہے میں اتنا بے وقوف نہیں ہوں کہ سارا مال ایک جگہ رکھوں میں جانتا ہوں کہ بدمعاش چور اور جاسوس مجھے گھیرے ہوئے ہیں اس کے بعد بخاری کے کمرہ میں پہنچے اور ایک دیوار میں کنجی لگاکر ایک خفیہ چھوٹا سا کمرہ کھولا اور اندر جاکر ایک بکس کو کھولا جس میں بہت سارا نوٹ اور بنک کی رسیدیں بھری ہوئی تھیں جن کی مالیت پانچ لاکھ پونڈ سے کم نہ تھی دیر تک ان کاغذات کو دیکھتے رہے اور پھر کہا

یہ بھی میرا مال ہے اور اس قسم کا بہت سا مال مختلف مخفی مقامات میں محفوظ ہے۔

# اکیالیسواں باب

## [illegible]

اس کے بعد سلطان ملاقات کے کمرہ میں آئے اور رآفر کے کاغذات کا مطالعہ شروع کیا ان کاغذات میں سلطان کو شبہ ہے کے وہ خطوط بھی رہے جو رآفر کو سلطان کے خلاف مضامین لکھنے اور مضامین میں شہرت دینے سے متعلق تھے سلطان یہ خطوط پڑھ رہے تھے کہ یکایک جہان آرا کا انہیں خیال آیا اور دارِ حریم کی طرف ان کی توجہ منعطف ہوئی سلطان نے فوراً توجہ کو ہٹانے کے لئے فرانسیسی کا ایک اخبار کا ٹکڑا جو رآفر کے کاغذات میں شامل تھا اٹھا لیا اور پڑھنا شروع کیا اس ٹکڑے میں رآفر کا ایک مضمون تھا چونکہ فرانسیسی زبان میں سلطان کو زیادہ مہارت تھی اس لئے غور سے مضمون پڑھنے لگے لیکن جہان آرا کا خیال دور نہ ہوا اخبار کو میز پر ڈال دیا اور ایک کوچ پر لیٹ گئے اور دل میں کہا

اس عورت کے معاملہ میں کیا کیا جائے . . کیا غضب ہے میں ان باغیوں کے استیصال کا فکر کروں یا دارِ حریم کی عورتوں کے معاملات کو دیکھوں . . . حکومت کے ان کارکنوں کی حرکات کو نگاہ میں رکھوں جو اپنے کو میرا بہی خواہ ظاہر کرتے ہیں یا وزراء کے مطالبات و ضروریات پر نظر ڈالوں . . . جاسوسوں کی بھیجی ہوئی یادداشتوں پر غور کروں یا ان لوگوں کی تحریریں پڑھوں جو جاسوسوں کے نگران ہیں ایک میں اور اتنے جھگڑے کیا کروں اور کیا نہ کروں . . .

اس کے بعد سگرٹ نکالا اور روشن کر کے پینے لگے گھڑی پر نظر ڈالی نو بج چکے تھے سگرٹ ختم کر کے اٹھے اور کہا

کچھ پرواہ نہیں [illegible] اگر اس سے بھی زیادہ کام اور مشکلات ہوں تو عبدالحمید ان سے گھبرانے والا نہیں سلطان عبدالحمید کی ہمت استقلال نہیں ہے کہ وہ ان کاموں سے گھبرا جائے یا بیدل ہو جائے عثمانی حکومت کے تخت پر [illegible] اپنی حکومت و دولت اور [illegible] کے ہاتھ سے [illegible] اور کوئی شخص میرے ہاتھ سے اپنی حکومت [illegible]

سے جنبش نہیں دیسکتا۔

اسکے بعد گھنٹی بجائی اور دربان حاضر ہوا جس کو حکم دیا کہ نادر آغا کو حاضر کرو

یہ حکم دیکر سلطان کمرے سے نکلے اور بخاری کے کمرے کی طرف چلے راستہ میں نادر آغا ملا سلطان نے اس کی طرف دیکھا اور کہا

تم نے کیا کیا۔۔ کیا اُسکو روانہ کر دیا۔۔۔ سلطان کی مراد اس فقرہ سے یہ تھی کہ کیا جہان آرا کو ملک عدم روانہ کر دیا

نادر آغا۔ یا امیرالمومنین خیریت ہے

سلطان کیوں تم نے غفلت کیوں کی

نادر آغا حضور والا اسکا کوئی قصور ابھی ثابت نہیں ہوا

سلطان کیا تم سمجھتے ہو کہ یہ ضروری امر تھا کہ صرف شک و شبہ پر میرے حکم کی تعمیل کافی ہے

نادر آغا اگر مجھکو حضور ارشاد فرماتے تو میں اس وقت تک۔۔۔۔۔۔

سلطان نے مذکورہ بالا الفاظ نہایت غصہ سے کہے اور فقرہ ختم نہ کرنے پائے تھے کہ خاموش ہو گئے نادر آغا نے عرض کیا

امیرالمومنین کیا مجھ سے زیادہ کوئی اطاعت شعار دنیا میں ہے منصور مولانا البادشاہ کے احکام کی تعمیل مجھ سے بہتر کون کر سکتا ہے ذات شاہانہ مقدسہ کے احکام کی تعمیل بندگان درگاہ کا فرض ہے لیکن اس معاملہ میں اس وجہ سے تاخیر ہوئی کہ اگر حضور اس کی جان بخشی مناسب خیال فرمائیں تو بہتر ہے۔

سلطان نہیں یہ ممکن نہیں ہے

یہ کہکر سلطان آتش دان کے چوکھٹے پر نقش کھوٹنے لگے اور نادر آغا خاموش سلطان کے شغل کو دیکھتا رہا کچھ دیر کے بعد اُس نے کہا

امیرالمومنین چند روز سے ایک طبیب دفتر یا بین میں آیا ہے اور منصب حاصل کرنیکی کوشش میں ہے وہ جہان آرا سے غالباً واقف نہیں ہے اس لئے یقیناً جہان آرا پر اسے رحم نہ آئیگا اور چونکہ وہ مفلوک الحال اور خوشامدی ہے اسلئے اسکے ہاتھوں سے جہان آرا کے قتل کا کام آسانی سے ہو سکتا ہے۔ اگر اس سے کہا جائے کہ امیرالمومنین تیری اس خدمت کا کافی معاوضہ عنایت

فرمائینگے تو وہ اس پر راضی ہو جائیگا۔
سلطان (مسکرا کر) نادر آغا تمہاری رائے عجیب و غریب ہوتی ہے بیشک چھوٹے درجہ کا آدمی ترقی حاصل کرنے کے خیال سے زیادہ امانت و دیانت سے کام کرتا ہے کیا وہ طبیب تمہارے خیال مین اس خدمت کو انجام دیسکتا ہے۔
نادر آغا بیشک منصب کا پروانہ دیتے ہوئے اُس سے یہ شرط کر لی جائیگی کہ وہ اس خدمت کو خوبی سے ادا کرے اگر خدانخواستہ اُس نے کسی قسم کی کوتاہی یا قصور اپنے کام مین کیا تو اس کا محاسبہ اس سے کیا جائیگا اور وہ مجرم شاہی ہوگا۔
سلطان مسکرائے اور نادر آغا کو چلے جانے کا اشارہ کیا اور پھر رامز کے خیال مین محو ہو گئے ان کا جی چاہتا تھا کہ وہ رامز کو بلا کر انجمن کے حالات دریافت کرین لیکن پھر مصلحت یہ سمجھی کہ چند روز اور صبر کیا جائے"

---

# چالیسوان باب

## رامز اور باشن کاتب

رامز کو ناظم پولیس نے معہ اسکے کاغذات کے سلطان کے حکم کے بموجب آستانہ بھیجدیا آستانہ مین باشن کاتب کی نگرانی مین رامز کئی روز رہا اور اس کے کاغذات سلطان کے پاس بھیجدیے گئے رامز قصر یلدز کے ایک کمرہ مین تنہا کوچ پر پڑا ہوا واقعات حاضرہ پر غور کر رہا تھا اپنی گرفتاری کا اسے اتنا خیال نہ تھا جتنا شیرین کی جدائی کا وہ سوچ رہا تھا کہ اس کے بعد شیرین کا کیا حال ہوا ہوگا وہ اس سے واقف تھا کہ اس کا باپ طہماز شقی القلب ہے اور بیٹی کی بیکسی پر اسے رحم نہ آئیگا کبھی خیال آتا کہ صاحب شیرین کے لئے کوشش کر رہا ہے اور طہماز اس کا موید ہے اس خیال نے اس کو بہت پریشان کیا اور اس کا جسم غصہ سے کانپنے لگا۔ رامز انہی خیالات مین تھا کہ باشن کاتب کمرہ مین داخل ہوا اور مزاج پرسی کے بعد دریافت کیا

آپ کو کس علت مین گرفتار کیا گیا ہے

**رامز** گرفتاری کا سبب مجھے معلوم نہین کیا ہے

**باشکاتب** شاید آپ پر کسی خفیہ انجمن مین شرکت کی تہمت لگائی گئی ہے

**رامز** بیشک اور یہ تہمت نہین بلکہ امر واقع ہے

**باشکاتب** (حیرت سے) آپکا یہ اقرار آپ کے لئے خطرہ کا موجب ہے کیا آپ کو معلوم نہین کہ سلطان المعظم اس قسم کی انجمنون کے سخت خلاف ہین لیکن اگر آپ اقرار نہ بھی کرین تو خطرہ ٹل نہین سکتا مین نے یہ الفاظ بطور ہمدردی کے ہین کیونکہ مین آپ کی صورت سے آثار شرافت صریح دیکھتا ہون آپ ذکی و ذہین معلوم ہوتے ہین اور خیال ہوتا ہے کہ آپ اپنی خوشی سے اس قسم کی کوشش مین شریک نہین ہوئے جو حکومت کے لئے نقصان رسان ہے بلکہ آپ کو لوگون نے بہکا لیا ہے اور آپ اپنی سادہ لوحی سے اُن کی باتون مین آگئے ہین کیا میرا یہ خیال غلط ہے کہ آپ کو ان مفسد لوگون نے جو اپنے کو احرار کہتے ہین انجمن اتحاد و ترقی مین آپ کے ارادہ کے خلاف شریک کر لیا ہے کاش آپ اس انجمن کی تاریخ اور نوعیت سے واقف ہوتے تو کبھی شرکت کی جرأت نہ کرتے حقیقت یہ ہے کہ یہ انجمن ان لوگون نے بنائی ہے جن کا کوئی اثر نہین ہے اور جن کو حکومت مین کوئی منصب حاصل نہین ہے یہ بھوکے لوگ ہین اور حکومت کو دھمکا کر رزق حاصل کرنا چاہتے ہین سلطان نے بہت سے ایسے حریت پسندون کو مال دیکر خاموش کر دیا ہے اور پھر وہ حکومت کے مطیع ہوگئے ہین لوگون کو جب یہ معلوم ہوا کہ اس ذریعہ سے مال حاصل کیا جاسکتا ہے تو بہت سے لوگ حریت کے دعویدار ہوگئے لیکن مین آپ کو ایسا مدعی حریت نہین خیال کرتا اگر حقیقت مین آپ حریت کے دلدادہ ہین تو آپکا ضمیر عام مدعیان حریت جیسا ناپاک نہ ہوگا بلکہ آپ مین حریت کی خالص روح ہوگی کیا میرا یہ خیال صحیح نہین یقیناً تمہین مفسدون نے دہوکہ دیا ہے تاکہ وہ آرام سے زندگی بسر کرین اور تمہین خطرہ مین ڈالدین یہ لوگ ایسے دغاباز ہین کہ اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کسی کو خطرہ مین ڈالدینا ان کے لئے کوئی بات ہی نہین ہے بہت دفعہ انھون نے ایسا کیا ہے اور یہ ان کا عام روش ہے

اس کے بعد باشکاتب خاموش ہوگیا اور کچھ دیر کے بعد کہا۔

شاید تم نے ابھی ناشتہ نہیں لیا ہے یہ کہا جیب سے سگریٹ نکالا اور آمر کے حوالہ کیا اور پھر اٹھ کر باہر چلا گیا تاکہ رامز اس کی باتوں پر غور کرے اور انجمن کے اسرار سے اس کو آگاہ کر دے

تھوڑی دیر بعد ایک آدمی آیا اور رامز کو ناشتہ کیلئے بلا کر لے گیا رامز نے تھوڑا سا ناشتہ کیا لیکن کسی سے بات چیت نہ کی اور برابر واقعات پر غور کرتا رہا شیریں کی یاد اسے ستا رہی تھی وہ اسے یاد کر کے آنکھوں میں آنسو بھر لاتا ناشتہ کے بعد اخبار اس کو دیے گئے اور بار بار پڑھتا تھا لیکن افکار و تردوات ایک حرف نہ سمجھنے دیتے تھے ہر چند کہ وہ اخبار دیکھتا رہا دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد اس کی بے چینی بڑھ گئی آج اس کو آئے ہوئے دوسرا دن تھا لیکن اب تک اسے یہ معلوم نہیں ہوا کہ اس کے معاملہ کا کیا فیصلہ ہوا وہ دن بھر ان لوگوں کو دیکھتا رہا جو قصر میں بڑے بڑے عہدوں پر فائز تھے اور باش کاتب کے پاس آتے جاتے تھے۔

قصر یلدز میں باش کاتب کا ایک معزز عہدہ تھا باشندوں کے تمام کاغذات اسی کے پاس آتے تھے اور وہی تمام جاسوسوں کا افسر اعلیٰ تھا تمام استغاثی صیغوں کے کاغذات بھی باش کاتب ہی کے ذریعہ سے سلطان کی خدمت میں پیش ہوتے تھے جن پر وہ تاریخ آمد تاریخ پیشی اور تاریخ روانگی لکھتا تھا

باش کاتب کا دفتر ایک بڑا دفتر تھا جس میں بہت سے ماتحت باش کاتب کا کام کرتے تھے باش کاتب کا نام تحسین پاشا تھا جو اپنے ماتحتوں سے سلطان کے اس اصول پر کام لیتا کہ وہ باہم ایک دوسرے کے مخالف بلکہ دشمن رہیں اور بظاہر بنے رہیں سب ایک

تحسین پاشا نہایت ہوشیار اور زیرک شخص تھا جس کو سرکاری تنخواہ کے علاوہ سلطان سے بھی خفیہ طور پر ایک معقول رقم ملتی تھی اور وہ خود بھی سائل حکومت سے بطور رشوت خوب روپیہ لیتا تھا کیونکہ سلطان سے ملنے کی اجازت اسی کے توسط سے ملتی تھی کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ اعلیٰ عہدہ دار خود بھی چلے جاتے تھے یا سلطان ان کو بلا لیتے تھے جیسا کہ صدر اعظم خود بغیر اجازت آتے جاتے تھے اور سلطان شیخ حنفیہ کو اکثر خود بلا لیا کرتے تھے

# اکتالیسوان باب

## قصر بالطہ

شام تک رامز باشکاتب کے پاس رہا شام کو باشکاتب نے اس سے دریافت کیا کہ کسی چیز کی ضرورت ہو تو کہہ دیجئے منگا دیجائے اس کے بعد کہا کہ مین تمہارے پاس اسلئے آیا ہون کہ تم کو ہمدردی کے طور پر کچھ سمجھاؤن اس سے پہلے کہ تمہین دوسرے لوگون کے سپرد کرون

**رامز** مین آپکا مطلب نہین سمجھا

**باشکاتب** مین نے تم کو سمجھایا تھا کہ اپنے خیالات سے باز آؤ اور غرور و نخوت چھوڑ دو مگر تم نے میری یہ مخلصانہ نصیحت قبول کی تو مین تمہین اس کا اطمینان دلاتا ہون کہ سلطان سے تمہاری سفارش کرونگا اور وہ تم کو رہا کر دینگے مقصود صرف اتنا ہے کہ تم ان لوگون کے نام بتلا دو جنہون نے تم کو دھوکہ دیکر انجمن مین شریک کیا ہی اگرچہ ہمین بطور خود بھی اس کا حال معلوم ہو جائیگا لیکن تمہارے حق مین مین یہی بہتر خیال کرتا ہون کہ تم اس کام مین تقدیم کر کے سلطان کی عنایت و انعام کے مستحق ہو

**رامز** محترم باشکاتب مجھ سے اسکی امید عبث و فضول ہو

**باشکاتب** افسوس تم نے میری ہمدردی و اخلاص کی قدر نکی اور تم سے ہمدردی کر کے مجھے رنج ہوا

باشکاتب یہ کہکر چلا گیا اور معًا ایک فوجی افسر کمرہ مین داخل ہوا اور رامز کو اشارہ سے بتلایا کہ اسکے ساتھ آئے رامز اس کے ساتھ باہر آیا اور دیکھا کہ چند فوجی سپاہی بندوقین لئے باہر کھڑے ہین افسر نے رامز کو سپاہیون کے درمیان لے لیا اور سب اس کو لیکر ییلدز کے حدیقۂ خارجیہ مین داخل ہوئے اور وہان سے کچھ فاصلہ طے کر کے ایک قصر کے دروازہ پر جس پر پہرہ تھا پہنچے افسر نے رامز کو اشارہ کیا کہ وہ اسکے پیچھے آئے سپاہی باہر رہ گئے اور رامز افسر کے ساتھ قصر کے اندر داخل ہوا اور پھر ایک زینہ طے کر کے جس پر قیمتی قالین بچھا ہوا تھا اوپر

ایک کمرہ مین پہنچا کمرہ مین پہنچا کر افسر نے رامز سے کہا
آپ یہین تشریف رکھین

**رامز** مین کہان ہون اس قصر کا کیا نام ہے

**افسر** خوف نہ کیجئے آپ ہمارے مہمان ہین اور یہ قصر قصر مالطہ ہے

قصر مالطہ کا نام سنکر رامز چونک پڑا اور اسے یاد آیا کہ شیخ الاحرار مدحت پاشا اسی قصر مین رکھے گئے تھے جبکہ ان پر مقدمہ قائم تہا اس خیال سے وہ بہت متاثر ہوا اور دیر تک بت کیطرح ایک کرسی پر بیٹھا رہا پھر سامنے دیکھا اور ایک سپاہی کو بندوق کاندھے پر رکھے ہوئے کھڑا پاکر چونکا اور کرسی سے اٹھکر کمرہ مین ٹہلنے لگا

کمرہ مین قیمتی فرش بچھا ہوا تہا اور جگہ جگہ اس مین کرسیان اور کوچ لگے ہوئے تھے کمرہ کے اندر دو میزین تھین اور کمرہ صاف روشنی سے جگمگا رہا تھا رامز نے محافظ کی طرف دیکھا اور اپنے سے اسے مانوس پاکر اس نے کہا

کیا اس قصر مین میرے سوائے اور کوئی آدمی نہین ہے

**محافظ سپاہی** (مسکراکر) جناب والا مجھے اس کا علم نہین

رامز اس جواب سے حیرت مین پڑ گیا لیکن اس نے اپنی حالت کو درست کرکے کہا
کیا مجھے اس کمرہ مین رہنے کا حکم دیا گیا ہے

محافظ نے اسکے جواب مین رامز کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور ایک اور کمرہ مین لیجا کر جس مین ایک مکلف و آراستہ پلنگ بچھا ہوا تھا کہا یہ کمرہ حضور والا کے سونے کے لئے ہے۔
یہ الفاظ محافظ نے اس لب ولہجہ سے ادا کئے جس سے ثابت ہوتا تہا کہ اس قصر مین حکومت کے بڑے مجرم رکھے جاتے ہین

رامز ایک کوچ پر بیٹھ گیا دنیا اس کی آنکھون مین تاریک تھی اور آئندہ خطرات کے خیال مین وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر تہا گذشتہ دو دنون مین جو واقعات پیش آئے تھے وہ ان پر غور کر رہا تھا اور تمام باتون پر غور کرکے نتائج کو سوچ رہا تہا اسکے خیال مین یہ ہو سکتے تھے کہ وہ قتل کر دیا جائیگا اس خیال نے اسے شیرین کی یاد دلائی اور وہ دیر تک اسے یاد کرکے روتا رہا

اس کے بعد اسے باقی کاتب کی ہمدردی اور وعدون کا خیال آیا اور معًا اس خیال نے اسے تذبذب مین ڈال دیا کہ جس طرح دوسرے لوگون نے انجمن کے حالات بتاکر مناصب حاصل کئے اور دولت مند بنگئے کیا وہ بھی اسی طرح نجات حاصل کرے اور شیرین کے لئے اپنے کو قتل سے محفوظ رکھے لیکن یکایک اسکے استقلال نے اسے متنبہ کیا اور وہ اس ارادہ کو عزت نفس اور شرافت کے خلاف سمجھا اور ساتھ ہی اسکے دل نے کہا کہ شیرین اسکی اس خیانت سے راضی نہ ہوگی دیر تک وہ انہی خیالات مین محو رہا کہ ایک خادم اسے رات کے کھانے کے لئے بلانے آیا اگرچہ اُسے اس وقت بھوک نہ تھی لیکن نہ کھانے سے ضعف طاری ہوجانے کا خیال کرکے وہ کھانے کے کمرہ مین گیا اور کھانا کھا کر کمرہ کی ایک کھڑکی سے قصر کے صحن پر نظر ڈالی قصر روشنی سے جگمگا رہا تھا اور باغ مین رنگ برنگ کے پھول روشنی مین چمک رہے تھے چند منٹ وہ اس نظارہ مین محو رہا اور پھر اپنے کمرہ مین آکر سوچنے لگا کہ اب کیا ہوگا کیا اس سے اس وقت بلاکر انجمن کے حالات دریافت کئے جائینگے یا اسے قتل کردیا جائیگا پھر خیال آیا کہ اگر اس سے انجمن کے حالات دریافت کئے جائین تو وہ کیا جواب دے

---

# بیالیسوان باب

## ایک اور شخص

کمرہ مین آئے ہوئے رامز کو کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ دروازہ پر کسی کے قدمون کی آہٹ ہوئی اور معًا ایک شخص کپڑون مین لپٹا ہوا جس کی صرف آنکھین نظر آتی تھین کمرہ مین داخل ہوا رامز اس کو دیکھکر خوفزدہ کوچ سے اٹھا اور سر جھکا کر کھڑا ہوگیا شخص مذکور نے پہلے سلام کیا اور پھر رامز کو کرسی پر بٹھا کر خود بھی اسکے سامنے بیٹھ گیا اور کہا

رامز مین تم کو بطور ہمدردی کچھ نصیحت کرنے آیا ہون امید ہے کہ تم اس نصیحت کو قبول کروگے

رامز اول تو یہ تمام ایک اجنبی کی زبان سے سنکر چونکا اور پھر کہا فرمائیے۔

**شخص** رامز تم نوجوان ہو اور زندگی کا لطف تم نے ابھی نہیں اٹھایا ہے اسلئے مین تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم اپنے کو ہلاکت مین نہ ڈالو

**رامز** ہلاکت مین! مین نہین سمجھا ہلاکت سے تمہاری کیا مراد ہے کیا مین کسی خطرہ مین ہون

**شخص** رامز مین تم سے اور تمہارے حالات سے اچھی طرح واقف ہون اگر تم اپنی جان پر رحم نہین کھاتے تو شیرین کی جان پر تو رحم کھاؤ

شیرین کا نام سنکر رامز تردد مین پڑ گیا خطرہ کو محسوس کر کے دہشت اور خوف اس پر طاری ہوا اور وہ غور سے شخص نامعلوم کی طرف دیکھنے لگا لیکن اسکے متعلق کوئی بات اُسے معلوم نہ ہوئی اور نہ اس کو وہ پہچان سکا شخص نے رامز کو متردد پا کر کہا

حقیقت حال کی آگاہی پر تم تعجب نہ کرو قصر یلدز مین سوائے میرے اور کوئی شخص تمہارے حال سے واقف نہین جب تک تم پاشکاتب کے پاس رہے مجھے تمہارے متعلق خطرہ ہی رہا مین نے وہ تمام کاغذات اپنی آنکھوں سے دیکھے ہین جو تمہارے متعلق پاشکاتب کے پاس ہین اور جن کی وجہ سے نہ صرف تمہاری زندگی کو بلکہ شیرین کو بھی خطرہ مین ڈالے ہوئے ہے اسلئے انکار کی کوشش فضول ہے جرم تم پر ثابت ہو اور اب نجات کا کوئی ذریعہ بجز اقرار کے نہین مین تم سے صرف اتنا جانتا ہون کہ تم ان نوجوانون کے نام بتلادو جنہون نے تم کو ورغلا کر اتحاد و ترقی مین شریک کیا ہے اگر تم نے انکے نام بتلائے تو تم کو نہ صرف چھوڑ دیا جائیگا بلکہ انعام و اکرام بھی حضور سلطان سے عطا ہوگا امید ہے کہ تم اپنی اور اپنی منسوبہ شیرین کی جان پر رحم کھاؤ گے اور اُن کے نام بتلادو گے۔

**رامز** شیرین کو اس سے کیا تعلق

**شخص** جرم مین وہ بھی تمہارے ساتھ برابر کی شریک ہو اسی نے تم کو ذات شاہانہ کے خلاف مضامین لکھنے پر آمادہ اور برانگیختہ کیا ہے

**رامز** یہ بالکل غلط ہے اسے ان معاملات سے کسی قسم کا تعلق نہین ہے خیر مہربانی کر کے یہ تو بتاؤ کہ تم کون ہو۔

**شخص** میری شخصیت کا سوال اتنا اہم نہین ہے جتنا کہ میرا اخلاص مین نے جو کچھ عرض کیا کیا وہ جھوٹ ہے اور میری صداقت کے خلاف شہادت دیتا ہے اگر تمہین میری سچائی پر شبہ ہو تو شیرین

[illegible] کے ہاتھ سے کی لکھا ہوا وہ خط تمہیں دکھایا تھا [illegible] اس نے [illegible] بالکل [illegible]
ہو [illegible] ایک [illegible] امانت [illegible] ہے

راعز [illegible] کا تعلقات [illegible] شیریں [illegible] خطوط
میں اپنا [illegible]
خطوط پہچان [illegible] معلوم
[illegible]

شیریں کے ان معاملات سے کچھ [illegible] یہ بالکل [illegible] امانت [illegible] ہے
تم عورتوں [illegible] معلوم
ہوگی [illegible]

شخص [illegible] آیا ہوں میرا
مقصد صرف تم کو یہ بتانا ہے تاکہ تم اپنے کو [illegible] سے محفوظ رکھ سکو اور جب تم [illegible] کے متعلق باز پرس
ہو تو [illegible] حالات [illegible] معلوم ہیں
[illegible] نصیحت ہے

یہ کہہ کر وہ شخص کھڑا ہوگیا اور راعز کو حیرت زدہ چھوڑ کر چلا گیا راعز تنہا پھر اپنے خیالات میں محو ہوگیا خوف اس پر طاری تھا اور وہ سوچ رہا تھا کہ یہ کون شخص تھا اور اسے شیریں کا حال کیونکر معلوم ہوا میری ہمدردی اور مجھے نصیحت کرنے سے اس کا کیا منشا ہو سکتا ہے انہیں خیالات میں رہا اور کچھ رات گئے سو گیا

دوسرے دن بھی راعز تنہا اپنے خیالات میں محو رہا اور ان باتوں کے جوابات کو سوچتا رہا جو انجمن کے متعلق اس سے دریافت کئے جائیں دن بھر کے غور و فکر کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ تذبذب بیکار ہے استقلال سے کام لینا چاہیئے اور انجمن کے راز کی پوری پوری حفاظت کرنی چاہیئے
ناظرین کو شاید معلوم ہوگیا ہوگا کہ راعز کے پاس جو شخص آیا تھا وہ سرخفیہ تھا اور جو حالات اس نے راعز سے بیان کئے تھے وہ اسے سابق سے معلوم ہوئے تھے۔

# تینتالیسوان باب

## عزت پاشا

راقم نے متعلق سلطان برابر حالات معلوم کرتے ہے جب انہین معلوم ہوا کہ وہ حالات کے چھپانے مین اس وقت تک استقلال سے کام لے رہا ہے تو خیال آیا کہ عزت پاشا کے سپرد یہ خدمت کی جائے کہ وہ راقم کو دھوکہ دیکر اُس سے حالات معلوم کرے عزت پاشا ایک نہایت ذکی اور ماہر سیاست شخص تھا جس پر سیاسی معاملات مین سلطان کو بڑا اعتماد تھا اور اس سے وہ ایک حد تک محبت و اخلاص سے پیش آتے تھے اگرچہ جاسوسی کا کام عزت پاشا کے منصب مین داخل نہ تھا مگر سلطان نے اس کی ذہانت و ذکاوت کو پیش نظر رکھکر یہ کام اسکے سپرد کر دیا چاہا اور اسکو بلا کر پہلے معاملہ کی اہمیت کو گھٹانے کی طور پر مسلہ روال جسکا ذکر آچکا ہے گفتگو شروع کی اور کہا

عزت سیاسی معاملات مین چونکہ مجھے تم پر بڑا اعتماد ہے اور مین تم پر پورا بھروسہ رکھتا ہون اس لئے ایک معاملہ مین تم سے مشورہ لینا ہے صدر اعظم کے بیان سے مجھے روال کی ملاقات کا حال معلوم ہوا ہے کیا تم بھی اس ملاقات کے واقعہ سے آگاہ ہو

**عزت پاشا** مولانا البادشاہ بیشک یہ امر اہمیت سے خالی نہین لیکن انگلستان اور روس کے بادشاہون نے روال مین بیٹھکر جو فیصلہ کیا ہے اس پر عمل نہین ہو سکتا کیونکہ یورپ کی حکومتین اپنے مقاصد کے اعتبار سے مختلف الخیال ہین اور اس مقصد مین انکا اتحاد ناممکن ہے لیکن پھر بھی ہمین اسکی طرف سے غافل نہ رہنا چاہئیے اور یورپ کے حکمرانون مین باہمی عداوت کے تخم کو برابر نشو و نما بخشتے رہنا چاہئیے۔

**سلطان** اس کے متعلق تم نے کوئی تدبیر سوچی ہے مجھے تمہاری رائے پر پورا وثوق ہے۔

**عزت پاشا** خادم امیر المومنین کا غلام ہے اور جلالتہ السلطان کی مصلحت پر اپنی جان قربان کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے مین اس مسئلہ پر غور کر رہا ہون انشاء اللہ اسکے متعلق جلد اپنی رائے پیش کرون گا۔

سلطان کے ہاتھ میں اس وقت نوٹ بک تھی عزت پاشا کا جملہ ختم ہوتے ہی سلطان نے نوٹ بک کے اوراق کو الٹتے پلٹتے ہوئے کہا

عزت تمہیں معلوم ہے کہ میں نہ صرف تم پر اعتماد رکھتا ہوں بلکہ تمہیں اپنا دوست صادق بھی خیال کرتا ہوں تم نے حکومت کی بڑی بڑی خدمات ادا کی ہیں اور جو اخلاص تم میں پایا جاتا ہے وہ میرے ملازمان میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں حکومت کے تمام لوگ میرے پاس آتے ہیں لیکن ان سب میں مجھے تم پر یقیناً اعتماد ہے اتنا کسی پر نہیں.......

تمہیں معلوم ہے اس وقت میں نے تم کو کیوں بلایا ہے

**عزت پاشا** حضور مولانا البادشاہ کے احکام کی تعمیل ہم پر فرض ہے اور تعمیل ارشاد میں ہمیں اپنی جان تک عزیز نہیں ہے

**سلطان** تو اللہ تعالیٰ تمہارے ارادوں میں برکت عطا فرمائے... تمہیں شاید معلوم ہو کہ کہ ان نوجوانوں کے شور وغل سے جو اپنے کو احرار کہتے ہیں میں آجکل کس قدر پریشان ہوں اگرچہ مجھے اپنے معتمد آدمیوں سے وقتاً فوقتاً اس کا علم ہوتا ہے کہ یہ ایک کمزور جماعت ہے اور بجز شور وغل مچانے کے اور کچھ نہیں کر سکتے چنانچہ اب سے پہلے ان کی کوششوں کا خاتمہ میرے آدمیوں نے کر دیا اور ان کی قوت توڑ دی لیکن حال کے واقعات البتہ تردد انگیز ہیں یہ لوگ پھر دوبارہ میرے خلاف کھڑے ہوئے ہیں اور اب انہوں نے ایک خطرناک طریقہ اختیار کیا ہے حال میں انہوں نے سالونیکا میں ایک انجمن قائم کی ہے جس میں بہت سے آدمی شریک ہو گئے ہیں مجھے ایک جاسوس سے معلوم ہوا ہے کہ انجمن کی قوت بڑھتی جاتی ہے اور اس کے ممبر سپاہ کے افسروں کو بہکا کر انجمن میں شریک کر رہے ہیں لیکن اس وقت تک ان میں سے کسی شخص کا پتہ نہیں چلا یہ کام اس قدر رازداری کے ساتھ ہو رہا ہے کہ کسی کو اس کا علم نہیں چند روز ہوئے سالونیکا کے سپہ سالار ناظم بک نے ایک جاسوس کی مدد سے انجمن کے ایک آدمی کو گرفتار کر کے آستانہ بھیجا ہے اور اس کے کاغذات بھی ساتھ ہی آئے ہیں جو سامنے کی میز پر پڑے ہیں ان کاغذات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ نہایت سرگرمی و ہمت سے کام لے رہے ہیں اور لوگوں کو حریت کا اپنا ہمخیال بنا رہے ہیں

عزت میں چاہتا ہوں کہ اس انجمن ملعونہ کے شر کا پورا اطلاع حاصل کر دوں اور اس کی صورت یہ ہے کہ جو شخص گرفتار ہو کر آیا ہے اس سے اس کا پتہ لگایا جائے اس شخص کا نام رامز ہے۔۔ اور اس وقت یہ قصر یلدیز میں قید ہے معلوم ہوا ہے کہ رامز نہایت سخت اور مستقل مزاج آدمی ہے اس لئے یہ خدمت میں تمہارے سپرد کرتا ہوں تم سے بہتر اس خدمت کو کوئی انجام نہیں دے سکتا اگرچہ اب سے پہلے میں نے اس قسم کی کوئی خدمت تم سے نہیں لی ہے لیکن ضرورت اور تم پر اعتماد ہونے کی وجہ سے یہ کام تمہارے سپرد کیا جاتا ہے

**عزت پاشا** انجمن اتحاد و ترقی کے حال سے امیرالمومنین میں ناواقف نہیں ہوں اور برابر اسکے ممبروں اور شرکا کی کوششوں کو تباہ و برباد کرتا رہا ہوں اس وقت تک اسکے متعلق حضور والا سے کچھ عرض کرنے کا خیال صرف اس وجہ سے نہیں کیا کہ یہ ایک قسم کی شیخی ہوتی ان مغرور و بدنصیب نوجوانوں کی یہ کوشش صرف سالونیکا ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ شام میں بھی اس قسم کی کوششیں جاری ہیں جن کو امیرالمومنین کے اقبال سے غلام نے تباہ و برباد کر دیا ہے اور اب وہاں سے اس کا اثر بالکل زائل ہو گیا ہے

**سلطان** یہ ہے مخلص خدمت خداوند تعالے تمہاری ارادوں میں برکت عطا فرمائے۔ مجھے تمہاری کوششوں اور مخلصانہ خدمات کا حال مخبر خفیہ سے معلوم ہو چکا ہے لیکن اس وقت میں تم سے اسکا متوقع ہوں کہ جس طرح ممکن ہو رامز سے سالونیکا کی انجمن کا حال معلوم کر کے مجھے اطلاع کرو اس بات میں کچھ تامل تو نہیں ہے

**عزت پاشا** ذات شاہانہ مقدسہ کے ارشاد کی تعمیل میں انشاء اللہ پوری کوشش کرونگا۔

**سلطان** (کھڑے ہو کر) عزت تمہیں دیکھکر میرا جی خوش ہو جاتا ہے اور جب میں تمہیں کوئی خدمت سپرد کرتا ہوں تو مجھے اسکا یقین ہوتا ہے کہ وہ کام ضرور ہو جائیگا۔

عزت پاشا سلطان کے کھڑے ہوتے ہی اٹھا اور اجازت لیکر واپس چلا گیا اور راستہ بھر رامز کے معاملہ پر غور کرتا رہا عزت پاشا چونکہ سلطان سے بہت عقیدت رکھتا تھا اس لئے سلطان کو مشکلات سے بچانے کی وہ پوری کوشش کرتا رہتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ سلطان کی تباہی اسکی بھی تباہی ہے اور سلطان کے خطرہ میں پڑ جانے سے اسکے لئے بھی خطرہ ہے۔

رات بھر عزت پاشا اسی معاملہ پر غور کرتا رہا اور صبح کو سویرے اٹھکر اس نے اپنی گاڑی بھیجکر رامز کو اپنے قصر میں طلب کیا اور حکم دیا کہ رامز کو عزت و اعزاز کے ساتھ لایا جائے۔

# چوالیسواں باب

## عزت پاشا اور رامز

رامز کا انتظار اور بے چینی حد سے گذر چکی تھی وہ صبح سویرے اٹھا اور ناشتہ کرکے ایک کوچ پر لیٹ گیا یکایک قصر کے قریب سڑک پر آتے گھوڑوں کے قدموں کی آواز آئی اور اس نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا کہ ایک نہایت خوبصورت گاڑی قصر کے دروازہ پر آکر رکی متعاقب زینہ پر کسی کے قدموں کی آہٹ ہوئی اور ایک خادم نے آکر عرض کیا

جناب والا گاڑی حاضر ہے تشریف لیچلئے۔

**رامز** کہاں

**خادم** حضور عزت پاشا نے گاڑی بھیجی ہے اور آپ کو یاد فرمایا ہے

رامز عزت پاشا کے بلانے سے حیرت میں رہ گیا لیکن فوراً ہی کمرہ سے نکل کر نیچے اترا اور گاڑی پر سوار ہو کر عزت پاشا کے قصر میں پہنچا قصر کے دروازہ پر دربانوں نے استقبال کیا اور عزت کے ساتھ ایک کمرہ میں لیجاکر بٹھایا تھوڑی دیر بعد عزت پاشا کمرہ میں داخل ہوا اخبار اس کے ہاتھ میں تھا اور نہایت غور سے وہ اخبار کو دیکھ رہا تھا رامز اگرچہ عزت پاشا سے واقف تھا اس کو دیکھنے کا یہ پہلا موقعہ تھا عزت پاشا کو کمرہ میں داخل ہوتے ہی رامز تعظیماً کھڑا ہوگیا عزت پاشا نے اظہار ہلکی (؟)
رامز کو دیکھکر اظہار مسرت کرتے ہوئے بیٹھ جانے کا اشارہ کیا اور پھر خود بھی اس کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھ گیا درمیان میں ایک چھوٹی سی میز تھی اور دونوں ایک دوسرے کے مقابل کرسیوں پر بیٹھے تھے عزت پاشا نے کرسی پر بیٹھکر مسرت بھرے لہجہ میں کہا

رامز آفندی آپ ہمارے معزز مہمان ہیں

رامز میں آپ کی اس عزت افزائی کا شکریہ ادا کرتا ہوں
عزت پاشا میرے اس وقت بلانے پر شاید آپ کو تعجب ہوا ہوگا کیونکہ میرا آپ کو بلانا آپ کی توقع کے خلاف ہے آپ تو غالباً اس کے متوقع ہوں گے کہ آپ کو کوئی سرکاری جاسوس یا محکمہ جاسوسی کا افسر اعلیٰ تفتیش حال کے لئے بلائیگا کیا آپ میرے بلانے کو موجب محبت و عزت نہیں خیال فرمائینگے
رامز بیشک جناب والا میرے لئے آپکا بلانا موجب عزت ہے
عزت پاشا میں نے آپ کو اس لئے یہاں بلایا ہے کہ حقیقت حال سے آپ کو آگاہ کردوں امیر المومنین حضور جلالتہ الباد شاہ سے میں نے اسکے لئے کہ میں آپ کو بلاکر اس خطرہ سے جو آپ کی زندگی کو لاحق ہے خاص طور پر اجازت حاصل کی ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ سے جو باتیں دریافت کی گئی ہیں ان کے متعلق آپ کو اچھی طرح سے سمجھایا نہیں گیا اور دوسرے لوگوں کو سمجھانے اور واقعات سے آگاہ کرنے میں آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے اس لئے میں نے پسند کیا کہ آپ کو اپنے پاس بلاکر معقولیت سے آپ کو سمجھاؤں اور واقعات و حقیقت حال سے آگاہ کروں کیا آپ کو میرے اخلاص میں کچھ شک ہے
رامز میں آپ کی اس ہمدردی و عنایت فرمائی کا شکر گذار ہوں
عزت پاشا میں چاہتا ہوں کہ آپ کے معاملہ پر معقولیت سے بحث کروں اور آپ کیلئے ایک سیدھا اور سچا راستہ پیدا کردوں میں آپ کو قتل کی دھمکی نہیں دیتا اور نہ مجھے یہ بیان کرنے کی ضرورت ہے کہ آپ خطرہ میں گھرے ہوئے ہیں کیونکہ آپ دانشمند ہیں اور مجھ سے زیادہ اس سے واقف ہیں میں آپ سے صرف یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آپ انجمن اتحاد و ترقی میں کیوں شریک ہوئے ہیں کیا آپ کو یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ انجمن ایک خطرناک انجمن ہے اور دولت عثمانیہ کے لئے ضرر رسان
رامز معاف کیجیگا اگر میں یہ سوال کروں کہ انجمن کے خطرناک اور ضرر رسان ہونیکا مطلب میں نہیں سمجھا
عزت پاشا آپ کے سوال سے مجھے بہت خوشی ہوئی شاباش میری مراد ضرر سے

ہے کہ انجمن کا وجود مصلحت دولت کیلئے مضر ہے

رامز: یہ کیونکر؟ انجمن اتحاد و ترقی کی اصلی غرض تو دولت کو ضرر سے بچانا ہے اگر آپ مجھے آزادی سے گفتگو کرنے کی اجازت دیں تو میں اس کے متعلق کچھ عرض کر دوں

عزت پاشا: میں آپ کی اس صاف بیانی سے بہت خوش ہوا آپ بے تکلف فرمائیں ڈرنے کی کچھ بات نہیں جب آپ ایک ایسے شخص سے گفتگو کر رہے ہیں جو زمانہ کا سرد و گرم چشیدہ ہے اور جس کی تمام عمر سیاست ہی میں گذری ہے میں نے بہت سے احرار اور اصلاح طلب لوگوں کو دیکھا ہے اگر میں ان کی رائے درست پاتا تو ضرور ان کا ساتھ دیتا مگر افسوس ہے کہ میں نے بہت کم لوگوں کو صحیح الفکر پایا

رامز: کیا آپ نے کبھی دولت کی ان کمزوریوں پر بھی غور کیا ہے جو اس کے جسم میں متمکن ہو گئی ہیں۔

عزت پاشا: ہاں میں ان کمزوریوں سے واقف ہوں

رامز: جب آپ دولت کی کمزوریوں سے واقف ہیں اور آپ کو اس کا اعتراف ہے کہ دولت کمزور ہو رہی ہے تو کیا آپ اس کے سبب سے واقف نہیں ہوں گے جو یقیناً انتظامی خرابی ہے

عزت پاشا: مجھے اس سے انکار نہیں بیشک حکومت اصلاح کی محتاج ہے

رامز: یہی وہ امر ہے جس کے لئے ہم کوشش کر رہے ہیں۔

عزت پاشا: (مسکراتے ہوئے) اور یہی آپ کی غلطی ہے مرض کی تشخیص میں ہم سب متفق ہیں لیکن دوا کی تجویز میں اختلاف ہے۔

رامز: محترم پاشا! مجھے تعجب ہے کہ تشخیص کے بعد علاج میں اختلاف کی کیا وجہ ہے جب آپ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ دولت میں کمزوریاں ہیں تو یقیناً یہ بھی ماننا پڑیگا کہ ان کمزوریوں کا سبب موجودہ حکومت ہے اور حکومت کا بدل دینا ہی اس کا علاج ہے۔

عزت پاشا: شاید آپ کی مراد تبدیلی حکومت سے یہ ہے کہ شخصیت کے بجائے دستوری حکومت قائم کی جائے

رامز: جناب والا! میرا مقصد یہی ہے اور کیا اس کے سوا اور بھی کوئی صورت اصلاح کی ممکن ہے

عزت پاشا آپ کا یہ خیال بُرا نہین لیکن سیاسی رائے کے مقابلہ مین اس خیال کی وقعت خیالی شے سے زیادہ نہین کیا آپ کے نزدیک عثمانی رعایا اس قابل ہے کہ دستور کو قائم رکھ سکے اور دستوری حکومت کو چلا سکے

راھز بیشک

عزت پاشا اگر عثمانی رعایا مین دستور کی قابلیت ہوتی تو اب سے پہلے جبکہ اُس کو دستور دیا گیا تہا وہ اس کو قائم رکھتی لیکن افسوس ہے کہ دستور دئے جانے کے بعد حکومت اور کمزور ہوگئی اور مجبوراً سلطان نے دستور کو توڑ دیا میرے دوست مین آپ کو یقین دلاتا ہون کہ ذات شاہانہ بہ مقدار دستور کی بڑے حامی ہے حضور سلطان المعظم صمیم قلب سے اسکے آرزومند ہین کہ اگر رعایا دستور کے قابل ہوجائے تو اس کو دستور دیا جائے مولانا البادشاہ نے دستور دیکر اس کا اندازہ کرلیا ہے کہ عثمانی رعایا ابھی اس قابل نہین دستور دئے جانے کے بعد حکومت مین جو خرابیان پیدا ہوگئی تھین اگر مولانا السلطان اپنی حکمت عملی کو ان کے رفع کرنے کے لئے کام مین نہ لاتے تو یقیناً حکومت تباہ ہوگئی ہوتی پارلیمنٹ نے ملک کو خطرہ مین ڈالدیا تھا اور دول یورپ عثمانی مقبوضات کو طمع آمیز نظرون سے دیکھنے لگی تھین خداوند تعالی کا ہزار ہزار شکر ہے کہ سلطان المعظم نے دوبارہ حکومت کو اپنے ہاتھ مین لیکر دولت کو خطرہ سے بچالیا اصل یہ ہے کہ مشرقی اقوام عموماً اور عثمانی قوم خصوصاً ابھی دستوری حکومت کے قابل نہین ہین

راھز (عزت پاشا کی تقریر سے متاثر ہوکر) مین اتنا ضرور تسلیم کرتا ہون کہ حکومت کے لئے اگر کوئی قابل عاقل اور عادل حکمران مل جائے تو سلطنت کی اصلاح جلد ممکن ہے لیکن......

......اس کے بعد راھز خاموش ہوگیا اور فہم سامع پر مطلب کو چھوڑ دیا۔

# پینتالیسوان باب

## باغی

راھز کے خاموش ہوجانے پر عزت پاشا نے کہا

عزیز من میں نہایت آزادی سے یہ کہنے کا خواستگار ہوں کہ سلطان عبدالحمید مظلوم ہیں لوگ اس کی حالت کو نہیں دیکھتے اور اس پر اعتراض کر دیتے ہیں اگر ٹھنڈے دل سے اس پر غور کیا جائے کہ سلطان کی کیا حالت ہے تو معلوم ہوگا کہ ہمارا حکمران کس قدر روشن خیال اور بیدار مغز ہے میں بلا خوف تردید یہ کہہ سکتا ہوں کہ سلطان عبدالحمید سے زیادہ دولت کی سلامتی کا خیال کسی کو نہیں اور نہ ہو سکتا ہے کیونکہ دولت کی سلامتی سے ان کی سلامتی ہے رہا یہ کہ وہ دستور پر کیوں شخصیت کو ترجیح دیتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ دولت ابھی اس صورت سے غافل ہے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ عثمانی مقبوضات پر ہر جانب کی نگاہیں ہیں [illegible] اور تمام دول مقبوضات عثمانیہ کا حصہ بخرہ کرنے کی فکر میں ہیں ایک صرف عبدالحمید ہے جو اپنی حکمت عملی ذکاوت بیدار مغزی اور دانائی سے ان کی کوششوں کو برباد کر رہا ہے اور حکومت کو ان سے محفوظ رکھے جاتا ہے اگر یہ شخص عثمانی تخت پر حکمران نہ ہوتا تو عثمانی مقبوضات کبھی کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہوتے میں یہاں کے حال سے بہت زیادہ واقف ہوں اور آپ سے زیادہ حکومت کا حال مجھے معلوم ہے مجھے امید ہے کہ آپ میری باتوں پر غور کرکے ان کی تصدیق کریں گے

راز عزت پاشا کی تقریر سے تذبذب میں پڑ گیا اور بے اختیار اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ اپنی خطا کا اعتراف کرے لیکن معاً استقلال نے تنبہ کیا اور اس نے نہایت مستقل مزاجی سے کہا۔

یا للعجب یہ آپ کیا فرما رہے ہیں میرا خیال ہے کہ دنیا میں شاید ایک شخص بھی ایسا نکلیگا جو آپ کی رائے سے اتفاق کرے تمام عثمانی قوم اور دوسری قوموں نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ دولت عثمانیہ کی کمزوری کا سبب بدانتظامی ہے اور یہ اس وجہ سے کہ انتظام تمام تر [illegible] کے قبضہ میں ہے مجھے امید ہے کہ آپ میری صاف گوئی کی جرأت کو معاف فرمائیں گے۔

**عزت پاشا** (مسکراتے ہوئے) باہمی اختلاف کا یہی مرکز ہے اور اسی سے مشکلات و مصائب کی صورتیں پیدا ہو رہی ہیں اور اس کا سبب یہ ہے کہ مولانا السلطان کی نسبت لوگوں کا خیال اچھا نہیں ہے اور ہر جانب تفریق قلوب کی سعی اور توسیع مخالفت کی کوشش میں مصروف

ہیں آپکا خیال ہے کہ تمام دنیا کا اس پر اتفاق ہے کہ دولت کی کمزوری کا سبب ... ہیں یہ
بیکون ہیں یہ کہتا ہوں کہ کمزوری کا اصلی سبب وہ نوجوان ہیں جو یورپ کو آوارہ گشتے ہیں مگر
درحقیقت ... باغی ہیں اکثر سلطنت حکومت کے خلاف مضامین لکھتے اور شورش مچاتے ہیں کہ
سلطان المعظم اُن کو ... مال دیکر خاموش کرتے ہیں جیسا کہ بہت دنوں سے ایسا ہو رہا ہے
میں اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ ان میں کچھ لوگ مخلص بھی ہیں اور ممکن ہے آپ بھی ان میں ہوں
ورنہ عام طور پر یہ لوگ طلب رزق کے لئے یہ حرکتیں کرتے ہیں تیس سال سے میں ان
کی حالت کو دیکھ رہا ہوں اس عرصہ میں انہوں نے بہت دفعہ باغیانہ مظاہرے
کئے لیکن روپیہ پانے ... جاتے ہی یہ لوگ خاموش ہو گئے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ان
نوجوانوں کے حالات سے واقف نہیں ہیں ابتدا میں اس گروہ میں داخل ہو گئے اور یورپ
کے مفسدوں کی باتوں میں آگئے ہیں جو دولت عثمانیہ کی رعایا میں دستور اور حریت کے نام سے
فساد پھیلاتے ہیں افسوس ہے کہ آپ ان کی چکنی چپڑی باتوں میں آگئے اور یہ خیال نہیں کیا کہ
ہر ایک قوم کی حالت دوسری قوم سے مختلف ہوتی ہے

بہرحال مدعیان اصلاح مولانا جلالۃ البادشاہ سے زیادہ دولت کے بہی خواہ اور ہمدرد
نہیں ہو سکتے سلطان نے تخت حکومت پر جلوہ فرما ہوتے ہی دولت کی اصلاح شروع کی مدارس
اور کالج قائم کئے تاکہ نوجوان بہترین تعلیم حاصل کر کے مناسب حکومت پر فائز ہوں اور
ملک کی اصلاح میں اپنے فکر رسا کے جوہر دکھائیں اور اعلیٰ تعلیم سے ملک کی صنعت و حرفت
اور تجارت کو فروغ بخشیں افسوس ہے کہ نوجوانوں نے تعلیم حاصل کر کے دوسرے کاموں کی
طرف توجہ کرنیکے بجائے صرف سرکاری ملازمت کو اپنا نصب العین بنایا اور ملک کی اصلاح
و ترقی کے لئے صنعت و حرفت اور تجارت میں کوئی کوشش نہیں کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سرکاری
جگہوں کے پر ہو جانے سے بہت سے تعلیم یافتہ بیکار پھرنے لگے اور بیکاری میں انہوں نے
حکومت پر اعتراض کرنے اور سلطان کے خلاف مضامین لکھنے کا مشغلہ اختیار کیا تاکہ اس ذریعہ
سے انہیں کچھ مال حاصل ہو سکے سلطان نے وقتاً فوقتاً ان کو خاموش کرنے کے لئے مال اور منصب
سے ان کی عزت افزائی کی لیکن اس عزت افزائی نے مخالفوں کی تعداد کو اور بڑھا دیا اور

کثرت سے لوگ حکومت کے مخالف بنگئے اور خفیہ انجمنیں قائم کرکے مخالفت کے مختلف طریقے اختیار کیے۔"

سالونیک مین جو انجمن قائم ہوئی ہے وہ بھی اسی قسم کی ایک انجمن ہے جسکے ارکان سلطان کی مخالفت سے مالی فایدہ حاصل کرنا چاہتے ہین چند روز بعد آپ خود دیکھ لین گے کہ اس کے ارکان اپنا مقصد حاصل کرکے دولت کے بہی خواہ اور ہمدرد بنجائینگے۔ اسلئے مین آپ کو ہمدردی کے طور پر سمجھاتا ہون کہ آپ اس لغو خیال سے باز آئین اور ان لوگون کے نام سلطان المعظم کی خوشنودی کے لئے تبلا دین جو اس انجمن مین شریک ہین۔ مجھے معلوم ہے کہ ان لوگون کی تعداد زیادہ نہین ہے اور آپ ان مین بہت زیادہ ہمدار اور قابل ہین اس کا ذمہ مین لیتا ہون کہ اگر آپ نے ان لوگون کے نام تبلا دیے تو آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا اور آپ کو نہ صرف عزت کے ساتھ رہا کر دیا جائیگا بلکہ منصب اور مال بھی عطا ہوگا مجھے امید ہے کہ آپ میری نصیحت سے فایدہ اٹھائینگے اور ان لوگون کے نام تبا کر مجھے عزت بخشینگے۔ غور و تامل کی کوئی بات نہین ہے آپ بے تکلف اور نڈر ہو کر تبلائین انجمن کے بانی کون ہین میرا خیال ہے کہ اس کے کارکن اور بانی وہ نوجوان ہین جو پیرس اور جنیوا مین تھے۔

رامز- انجمن اتحاد و ترقی مین بانی اور کارکنون کی کوئی تفریق نہین ہے سب کا درجہ برابر ہے آپ نے احرار کے جو پچھلے واقعات بیان کئے ہین ان پر مین کسی قسم کی بحث کرنا نہین چاہتا البتہ اس کا یقین مین آپ کو دلا سکتا ہون کہ جو کچھ ہو چکا اس کا ذکر فضول ہے۔ نوجوان ترک اس طبیعت کے آدمی نہین ہین کہ مال و دولت کا لالچ انہین ورغلا سکے اور وہ اپنے مقصد سے دستکش ہو جائین۔ قوم اپنے حقوق حاصل کرنے کے طریقہ سے آگاہ ہو گئی ہے اور اب وہ نہایت مستعدی سے اپنا کام کر رہی ہے آپ اگر حقیقت مین اصلاح پسند ہین تو آپ کے لئے اس سے بہتر موقع کام کرنے کا نہین ہے۔

عزت پاشا- معلوم ہوتا ہے کہ غرور اور ضد آپ کے دماغ مین سمائی ہوئی ہے اور صرف چند شاندار الفاظ دستور، حریت وغیرہ نے آپ کو بہکا رکھا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ میری نصیحت

بیکار گئی اور آپ نے میرے مشورہ سے فایدہ نہین اٹھایا خیر اب جو آپ کا جی چاہے وہ کیجئے اور جو میرا فرض ہے وہ مین انجام دونگا مین نے آسانی اور ہمدردی سے آپ کو راہ راست پر لانا چاہا تھا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس طرح درست نہ ہونگے اور جب آپ پر سختی کی جائیگی تب کام نکلیگا اور اس وقت آپ خود اقرار کرلین گے اور مفسدون کے نام بتادینگے یہ کہکر عزت پاشا کرسی سے اٹھہ کھڑا ہوا اور غضبناک نگاہون سے رامز کو دیکھنے لگا رامز بدستور بت کی طرح کرسی پر بیٹھا معاملہ پر غور کر رہا تھا عزت پاشا رامز کو خموش پاکر سمجھا کہ شاید اس کے آخری الفاظ نے اس پر کچھہ اثر کیا ہوا اور وہ راہ راست پر آجائے اس لئے وہ خاموش کھڑا رہا کہ ایک خادم قہوہ لیکر حاضر ہوا عزت پاشا نے اشارہ کیا کہ ایک پیالی رامز کو دیجائے اور دوسری پیالی خود لیکر پینے لگا قہوہ پینے کے بعد عزت پاشا نے پھر رامز کی طرف دیکھا اور کہا

عزیزم مجھے تمہاری باتون پر اس لئے غصہ آگیا کہ تم نے بغیر غور و فکر کے مجھے غیر متوقع جواب دیا بہرکیف مین پھر تم کو سمجھاتا ہون کہ خوب غور و فکر کے بعد مناسب جواب دو اور اس امر کو پیش نظر رکھو کہ تمہاری زندگی خطرہ مین ہے۔

اس کے بعد عزت پاشا نے ڈبیہ سے سگرٹ نکال کر رامز کو دیا اور کہا

مین تمہین اس پر ملامت نہین کرتا کہ تم مولانا البادشاہ اور محکمہ امین سے سوءظن رکھتے ہو اس وجہ سے کہ تم حالات سے پورے طور پر واقف نہین ہو اور تم نے جو کچھہ اس کے متعلق سنا ہے وہ عموماً مخالفون کو سنا ہے اگر تم کچھہ دنون یہان ہو اور حقیقت حال کی آگاہی حاصل کرو تو تمہین اپنی رائے کی غلطی معلوم ہو اور تم راہ راست پر آجاؤ اور میرے قول کی تصدیق کرو۔

رامز جو کچھہ مین نے عرض کیا ہے اگر وہ کافی نہین ہے اور مجھے اور کچھہ عرض کرنیکی ضرورت ہے تو مین افسوس کے ساتھ کہونگا کہ وہ سلطان اور صرف سلطان کی ذات سے متعلق ہو اور سلطان ہی کے حضور مین مین اس کو عرض کرسکونگا۔

عزت پاشا تمہین اختیار ہے مین تم کو سلطان کے حضور مین پیش کردونگا اور تمہارے ساتھ اچھا سلوک کئے جانے کی سفارش حضور والا سے کرونگا اچھا بالفعل تم اپنے قصر

میں جاکر آ اعرکر و امیرالمومنین سے اجازت حاصل کرکے تم کو اطلاع دیجائیگی۔

رامز کھڑا ہوگیا اور عزت پاشا سے اجازت حاصل کرکے باہر نکلا اور گاڑی میں سوار ہوکر قصر یالطہ کی طرف روانہ ہوا گاڑی قصر یلدز کی سڑک پر جا رہی تھی کہ یلدز کے بیرونی دروازہ کے قریب گاڑی کی کھڑکی کے شیشہ سے رامز کی نظر ایک گاڑی پر پڑی جس میں ایک عورت جو شیرین سے بہت مشابہ تھی بیٹھی تھی گاڑی ایک دم میں نظر سے غائب ہوگئی لیکن شیرین کا خیال اسے ستانے لگا اور اس کا دل زور سے حرکت کرنے لگا اور ایک بیخودی سی طاری ہوگئی گاڑی قصر یالطہ کے دروازہ پر جاکر ٹھہری لیکن اسے خبر بھی نہ ہوئی آخر ایک محافظ سپاہی نے اسے متنبہ کیا اور وہ گاڑی سے اتر کر قصر یالطہ میں داخل ہوا اور اپنے کمرہ میں پہنچکر خیال آیا کہ شیرین یہاں کہاں یہ ایک واہمہ تھا جو اس کے خیال نے پیدا کیا تھا۔

---

# چھیالیسواں باب

## طہماز اور رامز

دن کا باقی حصہ رامز نے اس پر غور کرنے میں گذارا کہ سلطان سے ملاقات کرنے کے وقت وہ کیا کہے شام کو تردد و افکار سے تھک کر کمرے کی اس کھڑکی پر جو باسفورس کی طرف تھی کھڑا ہوکر باسفورس کی پانی کو دیکھتا رہا رامز شام کے سہانے وقت اور دریا کی روانی کے منظر کا لطف اٹھا رہا تھا کہ اس نے کسی کے کھنکارنے کی آواز سنی جو طہماز کی آواز سے بہت مشابہ تھی اسے طہماز کے قصر یلدز میں موجود ہونے پر تعجب ہوا وہ اسی تعجب میں تھا کہ خادم نے آکر عرض کیا

آفندم اگر جی چاہے تو کمرہ ملاقات میں تشریف لیچلیے

رامز خادم کے ساتھ ہو لیا اور ملاقات کے کمرہ میں پہنچکر دیکھا کہ طہماز انتظار میں کھڑا ہے رامز نے سلام کیا اور مزاج پرسی کے بعد کرسی پر بٹھایا طہماز اس وقت نہایت قیمتی لباس پہنے

ہوئے تھا جو بک کے خطاب کا سرکاری لباس تھا رامز طہماز کو بٹھا کر اس کے پہلو میں ایک کرسی پر بیٹھ گیا طہماز نے رامز کی طرف دیکھا اور کہا

رامز یہ تم نے کیا کیا؟ کیا تمہارے حق میں یہ امر بہتر نہ تھا کہ تم میری ہدایت و نصیحت پر عمل کرتے

رامز چچا جان گذشتہ باتوں کا ذکر چھوڑیے . . . . فرمائیے شیرین کہاں ہے؟

طہماز شیرین . . . مجنون و نادان شیرین میں کیا جانوں وہ کہاں ہے

رامز چچا جان یہ کیا . . . آپ کو نہ معلوم ہوگا تو کس کو معلوم ہوگا۔

طہماز مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ خریتو کے ساتھ سالونیک سے کہیں چلی گئی تاکہ بالکل اس خطرہ سے محفوظ رہے جس میں تم مبتلا ہو میرا خیال ہے کہ وہ مناستر گئی ہوگی یا رشنہ جہاں اس کے ننھیال لوگ ہیں"

رامز طہماز کی تکلیف دہ باتوں سے بہت منغص ہوا اور اپنے مذاق کے خلاف طہماز کے خیالات اُسے ناگوار ہوئے اور یہ معلوم ہو کر اسے افسوس ہوا کہ شیرین سالونیک سے چلی گئی ہے معاً اُسے خیال آیا کہ شیرین اسکے دوست نیازی بک کی منسوبہ کے پاس ہوگی لیکن شیرین کے اس طرح چلے جانے پر اسے تعجب ہوا اور اس کا سبب معلوم کرنے کے لئے اُس نے طہماز کو مخاطب کرکے کہا

چچا جان اگر ناگوار خاطر نہ ہو تو ایک بات دریافت کروں شیرین سالونیک سے کیوں بھاگ گئی

طہماز (مسکراتے ہوئے) شیرین کے بھاگ جانے کا سبب تم ہو کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تم نے ہم سب کو خطرہ میں ڈال دیا تھا اگر صاحب بک ہم سے ہمدردی نہ کرتے اور ہماری مدد نہ فرماتے تو تمہاری طرح ہم بھی گرفتار ہو جاتے خدا کا شکر ہے کہ محترم دوست صاحب بک کی مدد سے ہم نہ صرف خطرہ سے بچ گئے بلکہ ذات شاہانہ مقدسہ نے مجھ پر عنایت فرما کر میری وفاداری اور اخلاص کی قدر فرمائی اور بک کا اعزاز بخشا . . . افسوس ہے کہ بدنصیب شیرین بدستور اپنی ضد پر قائم ہے اور ذات شاہانہ سے عناد کے خیالات بدستور اس کے دماغ میں متمکن ہیں حالانکہ اسے یہ معلوم ہو چکا ہے کہ تمہارے کاغذات میں اس کے وہ خطوط بھی ہیں جو اس نے تم کو لکھے ہیں اور جو اس کی شرکت کو ثابت کرتے ہیں اس کو چاہئیے تھا کہ اس علم کے بعد وہ اپنے خیالات سے باز آجاتی اور معذرت کرتی لیکن افسوس ہے کہ اس کے بجائے اسکے عناد

میں اور تشویش ہو گئی اور وہ گرفتاری کے خوف سے فرار ہو گئی

رامز: ان کی والدہ کہاں ہیں؟

طہماز: وہ شیرین کی تلاش میں سرگرداں تھیں لاپتہ ہو گئی ہیں... اور افسوس ہے کہ وہ بھی عناد و غرور میں شیرین سے کم نہیں ہے۔ اگرچہ ان کو ان خیالات کے خطرناک نتائج سے بہت دفعہ ڈرایا اور آگاہ کیا... رامز اگر تمہارے والد مرحوم سے میرے تعلقات نہ ہوتے تو میں کبھی تمہارا خیال بھی نہ کرتا لیکن چونکہ مجھے تم سے محبت ہے اور میرا دل یہ نہیں چاہتا کہ تم کو مصیبت میں دیکھوں کیونکہ مجھ سے صبر نہ ہو سکتا اور آج تک میں تمہارے خیال سے میں بلند رتبہ احباب یا سرکاری خفیہ وغیرہ سے ملاقات کی اور ان سے یہ معلوم کر لیا کہ تم قصر الطہ میں ہو تمہارے پاس آیا تاکہ تم کو سمجھاؤں اور تم کو اس خطرہ سے بچاؤں جو سامنے ہے۔ انہوں نے مجھے یقین دلایا ہے کہ اگر تم جمعیت اتحاد و ترقی کے باغیوں اور شرپسندوں کے نام بتا دو گے تو تم کو رہا کر دیا جائے گا اور حکومت کی طرف سے تم کو انعام دیا جائے گا اور شیرین کے جرم بغاوت کو بھی معاف کر دیا جائے گا اس لئے میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم اپنے ان خیالات کو چھوڑ دو اور ضد سے باز آ جاؤ بہت دفعہ میں نے تم کو نصیحت کی ہے لیکن تم نے میری نصیحت پر کان نہ دھرا اور آخر خطرہ میں گرفتار ہو گئے امید ہے کہ اب کی مرتبہ تم میری نصیحت سے ضرور فائدہ اٹھاؤ گے۔ آخر میں میں تم کو خوشخبری سناتا ہوں کہ حضور سلطان معظم نے مجھے پاشا کے خطاب سے مشرف فرمایا ہے

طہماز کی باتوں کا رامز پر بہت اثر پڑا اور اس کا سبب یہ ہے کہ طہماز نے اپنی گفتگو میں کئی باتیں ایسی بیان کیں جنہوں نے رامز کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیا اول تو یہ کہ طہماز نے اس کے والد کو مرحوم کے لفظ سے یاد کیا رامز کو اس وقت تک معلوم نہ تھا کہ اس کے والد کہاں ہیں اور آیا وہ زندہ ہیں یا مار ڈالے گئے دوسری بات شیرین کے فرار اور استقلال کے حال کا علم تھا شیرین کے استقلال کا حال سن کر رامز بہت متاثر ہوا اور اس سے اس کے استقلال میں مزید تقویت ہوئی رامز نے طہماز کا مطلب آشنا پا کر مزید گفتگو بے فائدہ خیال کی اور اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے اس نے کہا۔

چچا جان انشاء اللہ اب کی مرتبہ آپ کی بزرگانہ نصیحت پر ضرور عمل کروں گا اور اب میں نے ارادہ

کر دیا ہے کہ حقیقت حال بیان کر دون لیکن جو حال ہم سلطان کے حضور مین بیان کرتے تھے
امید ہے کہ جلد سلطان مجھے اپنی خدمت مین حاضری کا موقع دینگے۔

طرماز اسکو اگر خوش ہوا اور کہنے لگا شاباش بیٹا شاباش انشاء اللہ جلد تمھاری عزت افزائی ہو گی
اور سلطان تمھین بیش قیمت انعام اور خطاب عطا فرمائینگے تم بے خوف ہو کے تمام حال سے مولانا
السلطان کو آگاہ کر دینا اور امیرالمومنین کے حضور مین سب آگے ہی کہنا اور بیان کرنا کہ وہ اکثر مجھے
نصیحت فرمایا کرتے تھے شاباش شاباش بارک اللہ جلد تمھین اس کا صلہ عطا ہوگا اور مولانا
السلطان تمھین اعزاز عنایت فرمائینگے۔

یہ کہکر طرماز اٹھ کھڑا ہوگیا راشد نے دروازہ تک رخصت کیا اور اُس کی کم عقلی خوشامد پسندی
اور جاہ طلبی پر دیر تک افسوس کرتا رہا۔

# بیتالیسوان باب

## برقی خبر

عزت پاشا کے چلے جانے کے بعد سلطان عبدالحمید خان پھر راشد کے معاملہ پر غور کرنے لگے اور
معاملہ کو عزت پاشا کے سپرد کر دینے سے ان کو اس امر کا یقین ہو گیا کہ عزت پاشا ضرور کامیاب
ہوگا اور راشد سے انجمن کے حالات کو معلوم کر لیگا اس خیال سے قدرے سلطان کو اطمینان ہوا
اور وہ جاسوسون کی رپورٹون کو برابر شام تک اطمینان سے پڑھتے رہے شام کے کھانے کے بعد
حسب معمول الکیا فیلی کی کتاب کا مطالعہ شروع کیا کہ دربان نے حاضر ہو کر باشکاتب کے
حاضر ہونیکی اطلاع کی سلطان نے حاضر ہونے کی اجازت دی اور باشکاتب نے حاضر ہو کر
تار کا ایک لفافہ پیش کیا سلطان نے لفافہ کو کھولا تو تار کا پرچہ نکلا جس پر آستانہ کی مہر تھی اور پڑھا

بحضور مولانا البادشاہ

ذات شاہانہ سے متعلق چند اہم امور امیرالمومنین کے حضور مین عرض کرنا چاہتی ہون
اگر حضور کی اجازت ہو تو حاضر ہو کر عرض کردون (شیرین)

سلطان نے تار کو کئے بار پڑھا اور پھر باشکاتب کی طرف دیکھکر کہا
شیرین غالباً کسی عورت کا نام ہے کیا تم اس سے واقف ہو
باشکاتب امیرالمومنین مین واقف نہین
سلطان اچھا سرخفیہ کو حاضر کرو اور تم شیرین کو جواب دو کہ وہ فوراً حاضر ہو
باشکاتب چلا گیا اور تھوڑی دیر مین سرخفیہ حاضر ہوا سلطان نے تار اس کو دیا تار پڑھکر سرخفیہ مسکرایا اور کہا
امیرالمومنین اس لڑکی کا یہان آنا ہماری کامیابی کی ایک بڑی دلیل ہو
سلطان یہ کون لڑکی ہو
سرخفیہ حضور والا یہ لڑکی نوجوان رامز کی جس کو سالونیک سے گرفتار کیا گیا ہو منسوبہ ہے رامز اس کا عاشق ہو اور اس سے بہت محبت رکھتا ہے
سلطان بیشک یہ کامیابی کی ایک بڑی دلیل ہو شاید یہ لڑکی رامز کو خطرہ مین پاکر یہان آئی ہے تاکہ اس کو بچائے اور اس کی رہائی کی تدبیر نکالے اس سے ہم کو ضرور خفیہ حالات معلوم ہون گے تمہاری رائے کیا ہے؟
سرخفیہ امیرالمومنین کی رائے صحیح ہے میرا خیال ہو کہ شیرین رامز کو بچانے کے لیے ہمین تمام حالات سے آگاہ کر دیگی اگر خدانخواستہ وہ حالات بتانے مین کچھ تامل کریگی تو اس کا باپ ہمارے پاس موجود ہے جس کو سلطان نے کل بک کا خطاب عنایت فرمایا ہو
سلطان کیا شیرین طماز بک کی لڑکی ہو
سرخفیہ مولانا البادشاہ شیرین طماز بک کی صاحبزادی ہین
سلطان مناسب ہو کہ شیرین کے معاملہ کو کسی سے بیان نہ کیا جائے یہان تک کہ رامز کو بھی اس کی اطلاع نہو کہ شیرین یہان موجود ہے"
یہ کہکر سلطان اٹھے اور باشکاتب کو ٹیلیفون کے ذریعہ حکم دیا کہ
جب شیرین آجائے تو خفیہ طور پر اس کو نادرآغا کے حوالہ کر دو اور کسی سے اس کا ذکر نہ کرو... سمجھو
سرخفیہ امیرالمومنین ایسا ہی کیا جائے گا۔

اس کے بعد مسٹر خفیہ چلا گیا اور سلطان نے رات رامز اور عزت پاشا کی گفتگو کے نتیجہ پر غور کرنے میں گذاری صبح سویرے ہی باش کاتب نے حاضر ہوکر اطلاع دی کہ شیرین آگئی ہے اور نادر آغا کے سپرد کر دی گئی ہے فوراً سلطان نے نادر آغا کے پاس خادم کو بھیجا اور ہدایت کی کہ اس لڑکی کی خبر کسی کو نہ ہو اس کے بعد عزت پاشا حاضر ہوا اور عرض کیا کہ رامز نے ایک طویل بحث و مباحثہ کے بعد فیصلہ کیا ہے کہ وہ انجمن اتحاد و ترقی کے اسرار حضور سلطان میں عرض کریگا سلطان اس خبر سے بہت خوش ہوئے کامیابی کی چمک آنکھوں سے پیدا ہوئی اور فرمایا اچھا کل صبح اس کو ہماری خدمت میں پیش کرو

# اڑتالیسواں باب

## سلطان اور رامز

رامز نے رات تردد و افکار میں گذاری طماز کے بیان سے یہ معلوم ہو کر کہ شیرین سالونیک سے کہیں چلی گئی ہے اس کا یہ خیال رفع ہوگیا کہ جو عورت اس نے گاڑی میں دیکھی تھی شیرین تھی صبح ہوتے ہی ایک البانی افسر نے رامز کو اطلاع دی کہ قصر ماہین منیر میں سلطان نے اس کو بلایا ہے رامز اول تو ڈرا اور پھر حالت کو درست کرکے افسر کے ساتھ ہو لیا ماہین منیر کے دروازہ پر پہنچکر البانی افسر نے اس کو شاہی محافظ کے حوالہ کیا اور وہ اس کو ایک چھوٹے کمرہ میں لے گیا اور اس کی تلاشی لیکر قصر کے اندر جانیکی اجازت دی رامز سلطان کے حکم کے بموجب بغیر کسی رہنما کے کمرہ میں داخل ہوا سلطان اس وقت سرکاری یادداشتیں مطالعہ کر رہے تھے رامز نے معمولی طور پر سلام عرض کیا اور خاموش کھڑا ہوگیا سلطان نے اشارہ سے سلام کا جواب دیکر کرسی پر بیٹھنے کی اجازت دی اور بدستور کچھ دیر تک مطالعہ میں مصروف رہے اور پھر کہا عزت پاشا نے مابدولت کو اطلاع دی ہے کہ تم نے باغیانہ خیالات کو چھوڑکر راہ راست اختیار کرلی ہے اور ذات شاہانہ کے وفادار ہوگئے ہو یہ سنکر مابدولت کو بہت مسرت ہوئی ہے تم

ڈرو نہین ابد دولت مخلصین دولت کو دیکھکر بہت خوش ہوتے ہین تم جب دولت کے ساتھ پورا پورا اخلاص کام مین لاؤگے تو خود تمہین اس کا حال معلوم ہوجائیگا۔

رامز نے ادب سے سر تسلیم خم کیا لیکن ہیبت شاہی سے جواب نہ دے سکا اس کا دل دھڑک رہا تھا اور چہرہ دہشت سے زرد پڑ گیا تھا سلطان نے رامز کو مرعوب پاکر تسکین دیتے ہوئے کہا ڈرو نہین بیٹا خوف کی کوئی بات نہین ہے ہان بے تکلف تم ان لوگون کے نام بتلاؤ جنہون نے تم کو دھوکہ دیکر اپنے ساتھ شریک کر لیا ہے اور جو ملک کی اصلاح کا دعویٰ کرکے ملک کو خطرہ مین ڈالنا چاہتے ہین کہو کہو گھبراؤ نہین وہ کون لوگ ہین

**رامز** (خوفزدہ) اگر حضور والا مجھے آزادی سے عرض کرنے کی اجازت دینگے تو کچھ عرض کرون

**سلطان** ڈرو نہین بے تکلف کہو۔

**رامز** جلالتہ السلطان کے حضور مین مین بعض ایسی باتین عرض کرونگا جن کی توقع مولانا البادشاہ کو مجھ جیسے آدمی سے نہ ہوگی اور یہ تو مین جانتا ہون کہ جو کچھ مین عرض کرنا چاہتا ہون وہ میری زندگی کو خطرہ مین ڈالدیگا لیکن مجھے اپنی زندگی کی کوئی پروا نہین ہے مین دولت کا بہی خواہ ہون اور دولت کی اصلاح مین جان قربان کردینا میرے نزدیک کوئی چیز نہین

**سلطان** جو کچھ تم کہنا چاہتے ہو بے تکلف کہو ڈرو نہین۔

**رامز** مولانا البادشاہ انجمن اتحاد و ترقی کے ممبرون یا کارکنون کو مین مفسد نہین کہہ سکتا اور نہ میرا یہ اعتقاد ہے کہ وہ دولت کو نقصان پہنچانے کے درپے ہین بلکہ مفسد وہ لوگ ہین جو جلالتہ السلطان کے حضور مین جھوٹی سچی خبرین پہنچاتے ہین میری مراد ان لوگون سے وہ جاسوس ہین جو جھوٹی خبرون اور فریب آمیز باتون سے نفع حاصل کرتے ہین اور میری رائے مین اصل یہ ہے کہ مفسد اور خرابی ملک کا باعث یہی لوگ ہین"

سلطان رامز کی اس بیباکی اور صاف گوئی سے حیرت مین رہ گئے لیکن حسب عادت خاموشی سے رامز کے الفاظ کو سنا اور فرمایا

ابد دولت کو آزاد خیال اور حریت پسند لوگون کا حال معلوم ہوا کرتا ہے کوئی شخص رعایا مین البتہ بہی مخلص لوگ ہوتے اور تمام رعایا مین ایسے ہی ہوتے ...

مشکلات سے نجات پاجاتی تم بے تکلف بیان کرو

رامز سلطان کے لطف آمیز الفاظ سے خوش ہو گیا اور وہ خوف و ہیبت جو اس پر طاری تھی جاتی رہی اور اس کے خیالات مین ایک بڑی تبدیلی پیدا ہو گئی وہ خیال کرنے لگا کہ احرار عبدالحمید پر ظلم کرتے ہین جو اس کے ظلم و ستم کی شکایت کرتے ہین سلطان کے اخلاق و نرمی نے اُسے اس کا معتقد بنا دیا کہ اب ملک کی اصلاح مین کامیابی یقینی ہے دیر تک وہ خاموش اس پر غور کرتا رہا اور پھر عرض کیا

امیر المومنین مجھے خوف ہو کہ جلالتہ السلطان کے حضور مین مجھ سے مجرمانہ جرأت ہوئی ہو لیکن مین نے جو کچھ عرض کیا ہے وہ میرے پاک ضمیر کی ترجمانی ہو مولانا السلطان واقعات اور حالات حاضرہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جلالتہ السلطان اور رعایا کے درمیان اختلاف کے پیدا ہونیکی وجہ وہ غلط فہمی ہے جو مفسدون کی فتنہ پردازی سے پیدا ہوئی ہے یہ لوگ اپنے فایدہ کے خیال اور مالی طمع سے اس اختلاف کو بڑھا رہے ہین اگر نوجوان احرار کو معلوم ہو جائے کہ امیر المومنین حقیقت حال سے آگاہی حاصل کرنیکے خواہشمند ہین اور نہایت اخلاق سے اصلاح دولت کی تدابیر کو سنتے ہین تو آسانی سے تمام خرابیان دور ہو جائین اور ان کے قلوب سے وہ تمام شکوک جو مفسدون نے سلطان کی طرف سے پیدا کر دئے ہین رفع ہو جائین اور وہ جلالتہ السلطان کے مخلص خادم بنجائین کیونکہ ان کا مقصد تو دولت کی خدمت ہو لیکن اس تفاہم کے لئے ضرورت ہو کہ درمیان مین کوئی واسطہ نہ ہو اور جلالتہ السلطان ان کو خود اپنے حضور مین طلب فرما کر ان سے گفتگو فرمائین"

سلطان ما بدولت اس کے لئے بالکل تیار ہین ہمارا مقصد تو صرف یہ ہے کہ رعایا کو فایدہ پہنچے اور ان کے حقوق کی حفاظت کی جائے لیکن جو لوگ کہ ہم سے سوء ظنی رکھتے ہین اور دول اجانب سے شکایتین کرتے ہین ان سے ما بدولت کو سخت نفرت ہو اور ایسے لوگون پر ذات شاہانہ کا عتاب بالکل حق بجانب ہو اگر رعایا کو ہم سے کچھ شکایت ہو تو وہ ہم سے آکر بیان کرے ما بدولت خود کو بادشاہ خیال نہین کرتے بلکہ اپنے کو رعایا کے لئے بمنزلہ باپ کے سمجھتے ہین"

رامز سلطان کے لطف آمیز الفاظ سے خوش ہوگیا اور خیال کرنے لگا کہ کہین وہ خواب تو نہین دیکھ رہا ہے لیکن معاً اُسے سلطان کے ان الفاظ کا خیال آیا جو سوء ظن رکھنے والونکی نسبت سلطان نے کہے تھے اسخیال نے اسکی خوشی کو خوف سے بدلدیا اور وہ باتین جو اس نے سلطان کے فریب اور حکمت عملی کے متعلق اب سے پہلے سنی تھین سامنے آگئین اور پھر خیال آیا کہ احرار نے حکومت کی بد انتظامی کے واقعات اور ظلم و ستم کے حالات سلطان تک پہنچانے مین کوئی کمی نہین کی ہے وہ وقتاً فوقتاً سلطان کی خدمت مین درخواستین بھیجتے اور سلطان کو واقعات اور اپنے مطالبات سے آگاہ کرتے رہے ہین اس خیال نے زیادہ قوت حاصل نہ کی تھی کہ رامز کو جو اس وقت محویت کے عالم مین تھا سلطان کی خدمت مین حاضر ہونیکا خیال آیا اور رعب شاہی پھر اپنا کام کرنے لگا اور پھر اسکے خیال پر یہ رائے غالب آنے لگی کہ سلطان مظلوم ہے بہت ممکن ہو کہ احرار کی درخواستین سلطان تک نہ پہنچی ہون اور محکمۂ مابین نے ان کو روک لیا ہو۔

رامز چونکہ مکاری اور فریب سے واقف نہ تھا جھوٹ اور سچ مین مشکل سے اسے امتیاز ہوتا تھا وہ صاف باطن اور مستقل مزاج تھا حریت ضمیر اور استقلال فکر اس کی طبیعت تھی اس لئے وہ جو بات جس سے سنتا تھا اسے سچ سمجھتا اور باطنی کمزوریون کو محسوس نہ کرکے ظاہری باتون کے اثر مین آجاتا تھا سلطان کے الفاظ سنکر اسے اس کا یقین ہوگیا کہ سلطان نے جو کچھ فرمایا ہے وہ بالکل صحیح ہے اور اس خیال سے وہ بہت خوش ہوا کہ سلطان اور احرار کے درمیان باہمی غلط فہمی سے جو اختلافات پیدا ہوگئے ہین اور مخالفت تک نوبت پہنچ چکی ہے وہ اس کے ذریعہ سے رفع ہو جائینگے اور حکومت جن مشکلات مین مبتلا ہے اُن سے نجات پا جائیگی اس خیالی قرارداد کے بعد رامز نے سلطان سے عرض کیا امیر المومنین یہ میری بڑی خوش نصیبی ہے کہ مجھے جلالۃ السلطان کے حضور مین حاضر ہونے کی عزت حاصل ہوئی ہے اور مجھے یہ بھی امید ہے کہ جلالتہ السلطان کے منشا مبارک کے مطابق مین امیر المومنین اور احرار کا درمیانی واسطہ بنکر رفع نزاع کی ایک اہم خدمت انجام دینے کا شرف حاصل کرونگا۔ مولانا البادشاہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تمام شکایات براہ راست امیر المومنین

کی خدمت میں پیش کی جائیں امیر المومنین اگر ناگوار خاطر نہ ہو تو اثنا میں ضرور عرض کرونگا کہ احرار نے حضور والا کی خدمت اقدس میں وقتاً فوقتاً بہت سی درخواستیں سلطنت کی اصلاح کے متعلق بھیجی ہیں اور جب امیر المومنین کی طرف سے انہیں کوئی جواب نہیں ملا ہے تب انہوں نے اجنبی سلطنتوں کی طرف رجوع کیا ہے

سلطان (بہ حیرت سے) وہ درخواستیں کہاں ہیں اور کس کی معرفت میرے پاس بھیجی گئی ہیں۔

رامز: جلالۃ السلطان تمام درخواستیں محکمہ باین کی معرفت بھیجی گئی ہیں

سلطان (غضبناک لہجہ میں) بابدولت کے پاس ایک درخواست بھی نہیں پہنچی۔۔۔۔ میں ظالم ڈاکوؤں اور لالچی منافقوں کے درمیان گھرا ہوا ہوں جو رعایا اور سرکاری عہدہ داروں میں تفریق و تحزیب پیدا کر رہے ہیں تاکہ باہمی نزاع سے فائدہ اٹھائیں۔۔۔۔ تم سمجھے

اس کے بعد سلطان نے محبت آمیز نظروں سے رامز کو دیکھا اور آہستہ سے فرمایا

جو باتیں اس وقت ہوئی ہیں ان کو محفوظ رکھو اور کسی سے ان کا ذکر نہ کرو میں بھی ان کی پوری حفاظت کرونگا

یہ کہکر سلطان کھڑے ہوگئے اور فرمایا

تم کو اب اسی کمرہ میں لیجایا جائیگا جہاں سے لایا گیا ہے محافظ سپاہیوں کو میں نے حکم دیدیا ہے کہ وہ تمہیں کسی بات کی تکلیف نہ ہونے دیں تم اس کا خیال نہ کرنا کہ میں تم کو پھر کیوں وہاں بھیجتا ہوں مصلحت وقت یہی ہے۔

رامز نے اٹھکر ادب سے سلطان کے ہاتھوں پر بوسہ دیا اور اجازت چاہی سلطان نے دربان کو حکم دیا کہ رامز کو عزت کے ساتھ قصر ... میں پہنچا دو رامز قصر ... میں پہنچکر بہت خوش ہوا اور خوشی سے اس کا چہرہ دمکنے لگا۔

# انچاسنواں باب

## تنہائی

رامز کے جانے کے بعد سلطان نے دلمیں کہا

مغرور و شریر نوجوانو! اندازتم سے سمجھے کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ عبدالحمید تمہاری ان شرارتوں پر جو تم حریت کے نام سے کر رہے ہو صبر کیے بیٹھا رہیگا کیا سلطان عبدالحمید سے جو سلطان البرین وخاقان البحرین ہے اس جرأت وجسارت سے خطاب کیا جائے گا یہ نو عمر بچے سمجھتے ہیں کہ وہ مجھے یعنی سلطان عبدالحمید کو نصیحت کرتے اور مشورہ دیتے ہیں خوب یہ کیا اوران کا مشورہ کیا... کیا جو شخص مجھ سے اتنی دلیری و جرأت اور بیباکی سے گفتگو کرے وہ اس قابل ہے کہ دنیا کی ہوا کھائے؟

یہ الفاظ نہایت غضبناک لہجہ میں ادا کیے اور پھر ڈبیہ سے سگرٹ نکالکر جلایا اور پینے لگے اور پھر ایک کوچ پر لیٹ کر کہا

لیکن اب کیا حیلہ اختیار کیا جائے کہ اس ملعون انجمن اور اس کے شرکا کا راز معلوم ہو اگر میں ان ملاعین پر غالب آگیا اور ان کی کوششوں کو درہم برہم کردیا تو مجھے پھر اطمینان کامل نصیب ہے یہ ملعون مغرور اور مفسد مجھ سے دستور طلب کرتے ہیں اب سے پہلے بھی بہت لوگوں نے دستور کی آواز بلند کی تھی اور بڑے بڑے مکر و فریب اختیار کیے تھے وہ سب قتل کر دیے گئے یا یا سفورس کی تہ میں آرام سے ہمیشہ کے لیے سلادیے گئے اب ان کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا جائے گا لیکن ان کے اسرار پر آگاہی حاصل کرنا ضروری ہے اگر حیلہ سے کام نہ نکلے تو تلوار یا مال یا اور کسی موثر طریقہ سے کام نکالا جائے ان لوگوں پر اعتماد کرنا ٹھیک نہیں بہر حال میں اس پر غور کروں گا اور کوئی موثر طریقہ اختیار کرونگا...... اس نوجوان رامز کو انجمن کے تمام اسرار معلوم ہیں لیکن اس سے کیونکر معلوم کیے جائیں یہ کہکر کوچ سے اٹھے اور کچھ سوچ کر چونک پڑے چہرہ پر بشاشت کے آثار نمایاں ہوئے آنکھیں چمکنے لگیں اور دلمیں

کہا شیرین یہ نوجوان لڑکی جو لامز کو بچانے کے لئے آئی ہے اس سے انجمن کے اسرار خریدے جا سکتے ہیں جو یقیناً اس کو معلوم ہیں یہ خیال آتے ہی سلطان نے گھنٹی بجائی اور دربان حاضر ہوا سلطان نے حکم دیا کہ نادر آغا کو فوراً حاضر کرو تھوڑی دیر میں نادر آغا حاضر ہوا اور ادب سے سلطان کے سامنے کھڑا ہو گیا سلطان نے فرمایا

تمہارا نیا مہمان کہاں ہے

**نادر آغا** امیر المومنین بہت محفوظ مقام میں ہے

**سلطان** کیا تمہیں اُس سے کوئی بات معلوم ہوئی

**نادر آغا** مولانا البادشاہ میں نے اس سے کچھ دریافت نہیں کیا کیونکہ امیر المومنین کے حکم کے بغیر میں کوئی جرأت نہیں کر سکتا

**سلطان** شاباش اچھا اس کو حاضر کرو

نادر آغا چلا گیا اور سلطان کمرے میں ٹہلنے اور شیرین کے متعلق غور و فکر کرنے لگے کہ نادر آغا حاضر ہوا اور شیرین کے حاضر ہونیکی اطلاع کی سلطان نے اندر آنے کی اجازت دی اور شیرین کمرہ میں داخل ہوئی

شیرین پر اس وقت ہیبت طاری تھی اور اس ہیبت نے چہرہ کی رونق کو بڑھا دیا تھا خوف سے وہ کانپ رہی تھی اور اس کا دل ملامت کر رہا تھا کہ وہ یہاں کیوں آئی کیوں سلطان کو تار دیا اور پھر یہاں میں پہنچکر کیوں اپنی آزادی کو خیرباد کہا لیکن پھر بھی وہ مستقل مزاج تھی اور اس نے پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ سلطان خواہ کتنی ہی سختی کا برتاؤ کریں وہ رامز اور انجمن کے حالات سے سلطان کو آگاہ نکریگی وہ قصر یلدیز میں اس خیال سے داخل ہوئی تھی کہ رامز سے ملکر اس کو اطمینان دلائیگی اور مستقل مزاج رہنے کی ہدایت کریگی لیکن قصر یلدیز میں پہنچکر اسے معلوم ہوا کہ اس نے یہاں آنے میں سخت غلطی کی ہے۔

# پچاسوان باب

## شیرین اور عبدالحمید

کمرہ مین داخل ہوکر شیرین آداب شاہی بجا لائی اور سلطان کی اجازت سے ایک کرسی پر بیٹھ گئی نادر آغا کو سلطان نے چلے جانے کا اشارہ کیا شیرین اس وقت سخت فکرمند تھی اور کن انکھیون سے سلطان کو دیکھ رہی تھی نادر آغا کے چلے جانے پر سلطان نے شیرین پر جو برقعہ مین تھی نظر ڈالی اور مسکرا کر کہا

تمہارا نام شیرین ہے

**شیرین** امیرالمومنین کنیز کا نام شیرین ہے

**سلطان** قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ تم دولت کی مخلص اور ذہین لڑکی ہو اور غالباً تمہارا اخلاص تمہین یہان ان خبرون کے بیان کرنے کے لیے لایا ہے جو دولت کے متعلق ہین اور تمہارے بیان کے مطابق بہت اہمیت رکھتی ہین

**شیرین** امیرالمومنین نے درست فرمایا اخلاص اور صدق نیت نے مجھے اس جسارت پر آمادہ کیا ہے۔

**سلطان** تم جو کچھ بیان کرنا چاہتی ہو صحیح صحیح بیان کرو اور اس کا خیال رکھو کہ تم امیرالمومنین کے حضور مین ہو

**شیرین** (احتراماً سر جھکا کر) امیرالمومنین کی عزت افزائی کا شکریہ ادا کرتی ہون

یہ کہکر شیرین خاموش ہوگئی اور سوچنے لگی کہ اس کو سلطان کے حضور مین کیا کہنا چاہیے وہ چاہتی تھی کہ پہلے رامز کا حال معلوم کرلے کہ اس پر کیا گذری سلطان نے اُس کے چہرہ سے اُس کے تردد کا منشا معلوم کرلیا اور رامز کو وسیلہ قرار دیکر اُس سے ذہن کا حال معلوم کرنا مناسب سمجھا تاکہ وہ رامز کی رہائی کو اس پر موقوف سمجھکر تمام حال بتلا دیے چنانچہ شیرین کو مخاطب کرکے کہا

مجھے اس کا حال معلوم ہے کہ تم کو یہاں کون چیز کھینچ لائی اور یہاں آنے کی مشقت تم نے کیوں گوارا کی ہے لیکن تمہاری باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تم خوفزدہ ہو ڈرو نہیں اگر تمہارے قلب میں اخلاص ہے تو ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے البتہ اگر تم دولت کی مخلص نہیں ہو تو سمجھ لو ۔ ۔ ۔ یہ کہکر سلطان خاموش ہو گئے اور شیرین نے محسوس کیا کہ وہ خطرہ میں مبتلا ہے لیکن اس نے اس کی پروا نہ کی اور کہا

امیر المومنین میں خدائے بزرگ و برتر کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میں وہی بات عرض کروں گی جو دولت کے لئے مفید ہو گی

سلطان لیکن اس سے پہلے کہ تم کچھ بیان کرو اتنا سمجھ لو کہ تمہارے بیان پر نہ صرف تمہاری زندگی موقوف ہے بلکہ ایک ایسے شخص کی بھی جسکی شخصیت تمہارے نزدیک نہایت زبردست ہے اور جس کی زندگی اس وقت خطرہ میں ہے

شیرین (تجاہل عارفانہ کے طور پر) امیر المومنین وہ کون شخص ہے کیا رامز یہاں موجود ہے

سلطان رامز ہماری حفاظت میں ہے اس سے ہم نے کچھ باتیں دریافت کیں بعض جنکی صحت پر اس کی زندگی کا مدار تھا ان باتوں میں سے اس نے بعض کا جواب دیا اور بعض کی نسبت اس نے کہا کہ وہ تشریح کے ساتھ ان کا جواب نہیں دیسکتا کیونکہ اس نے ان کی حفاظت پر قسم کھائی ہے چونکہ اس نے شافی جوابات نہیں دیے اس لئے یقیناً وہ قتل کر دیا جائیگا البتہ یہ صورت اس کی رہائی کی ہے کہ تم تمام حال صحیح صحیح بیان کر دو اور ایک بات بھی نہ چھپاؤ

یہ کہکر سلطان نے کن انکھیوں سے شیرین کے چہرہ اور حرکات پر نظر ڈالی شیرین کا رنگ یہ باتیں سنکر زرد ہو گیا تھا اور صورت سے اضطراب نمایاں تھا لیکن اس نے کچھ توقف کے بعد سنبھل کر کہا

امیر المومنین مجھ سے کیا دریافت فرمانا چاہتے ہیں

سلطان میں صرف وہ امور دریافت کرنا چاہتا ہوں جن کا جواب تمہارے نزدیک کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتا اور مجھے اس کا یقین ہے کہ اگر رامز قسم کا پابند نہ ہوتا تو ضرور وہ تمام حالات بیان کر دیتا وہ مفسدات کے قریب پہنچ گیا ہے اور تعلق بگڑ نہ سکے وہ راہ راست

پر آجاتے ہو چونکہ تم نے کوئی قسم نہیں کھائی ہے اس لئے تمہارے لئے یہ ایک بہترین موقعہ ہے کہ تم صحیح صحیح حالات بتلا کر خود بھی نجات حاصل کرو اور رامز کو بھی بچالو میں تم سے بہت باتیں دریافت کرنا نہیں چاہتا صرف تم ان لوگوں کے نام بتلا دو جو اس خفیہ انجمن میں شریک ہیں جس کا نام انھوں نے اتحاد و ترقی رکھا ہے اور سالونیک اس کا مرکز قرار دیا ہے شیرین نے سلطان کے الفاظ سے محسوس کیا کہ رامز نے "نصرۃ حق" کا جو حلف لیا تھا اس سے ڈگمگا گیا لیکن فوراً ہی اس کی ذکاوت نے اسے متنبہ کیا اور بتلایا کہ سلطان اس کو دھوکہ دیکر حالات معلوم کرنا چاہتے ہیں ورنہ رامز ہرگز ہرگز جمعیت کے اسرار نہیں بتلا سکتا اس خیال نے اسے جری بنا دیا اور اس نے سلطان کی طرف دیکھ کر کہا

امیر المومنین میں نے خدمت اقدس میں حاضری کی اجازت صرف اس لئے طلب کی تھی کہ میں وہ امور حضور والا سے بیان کروں جو دولت سے تعلق رکھتے ہیں اور ابھی تک مولانا الباد شاہ کے مبارک کانوں تک نہیں پہنچے اگر وہ امور مولانا جلالتہ السلطان کو معلوم ہوجائیں تو مجھے یقین ہے کہ امیر المومنین حقیقت کو پالیں گے اور چھوٹے کو مجرم پائیں اور رامز بے قصور ثابت ہو

سلطان اس سے تمہاری کیا مراد ہے

شیرین امیر المومنین میرا مطلب یہ ہے کہ ذات شاہانہ مقدسہ کو جتنی خبریں ملتی ہیں وہ سب ان لوگوں کی معرفت جو مکر و فریب سے ترقی حاصل کرتے ہیں [illegible] تک اصلی حالات نہیں پہنچاتے کیونکہ انہیں اندیشہ ہے کہ اگر امیر المومنین [illegible] واقف ہو گئے تو ان کی [illegible] نقصان پہنچے گا وہ [illegible] حضور والا کو پہنچاتے ہیں وہ صرف [illegible] نکالنے کے لئے اصل یہ ہے کہ اگر حضور مولانا الباد شاہ تک واقعات پہنچنے کا یہ وسیلے واسطہ نہ ہوتا تو معاملات کی صورت اتنی اہم نہ ہوجاتی

سلطان نے شیرین کے الفاظ کو بالکل رامز کی آواز سمجھا [illegible] کہ حکمت عملی سے شیرین کو راہ راست پر لائے چنانچہ اس خیال سے اس کی طرف دیکھ کر کہا

تم تمام حالات صاف صاف بیان کرو مین واقعات کی حقیقت معلوم کرنیکا بہت مشتاق ہون۔

شیر من امیر المومنین دولت کی حالت سخت اضطراب مین ہے۔۔۔ سالونیک مین جو انجمن قائم ہوئی ہے اس کو خطرناک اور ذلیل نہ خیال کرنا چاہیے اس کے ممبر اور کارکن رعایا اور ذات شاہانہ مقدسہ کے مخلص ہین اگر مولانا البادشاہ ان مخلص نوجوانون کی خدمت سے فائدہ اٹھائین اور انہین اخلاص سے کام کرنے کا موقع بخشین تو مجھے یقین ہے کہ جلد دولت مشکلات سے نجات پاجائے اور تنزل و انحطاط سے محفوظ ہوکر اجانب کی دست درازیون اور ظلم آمیز کاروائیون سے امن نصیب ہو۔۔۔ جمعیۃ اتحاد و ترقی کی غرض [illegible] سلامت و سلطنت بنانا اور [illegible] دولت کی کمزوریون کو دور [illegible] انجمن کے ارکان [illegible] تمام رعایا [illegible] اور رعایا کا ہر فرد [illegible] آرزومند ہے کہ دولت کو خطرات سے بچایا جائے [illegible] دولت کے انحطاط [illegible] کمزوریون کا سبب [illegible] کرنے کی فکر مین لگے رہتے ہین اور اس کی [illegible] جائے وہ لوگ اس کا یقین رکھتے ہین کہ دولت [illegible] اس لیے وہ روپیہ جمع کرنیکی پوری کوشش کرتے ہین اور دولت کے خزانہ کو [illegible] اپنے گھرون کو بھر رہے ہین وہ نہ صرف خود فائدہ اٹھاتے ہین بلکہ اپنے عزیزون رشتہ دارون کو بھی حکومت مین مناصب دلوا کر دولت کے خزانہ کو لوٹنے کا موقع بہم پہنچاتے ہین امیر المومنین اگر اس کی تحقیقات فرمائینگے تو معلوم ہوجائیگا کہ مین نے جو کچھ عرض کیا ہے وہ درست ہے یعنی غرض یہ لوگ دولت کے [illegible] اور [illegible] مصیبت اور تکلیفون کو انہون نے اپنے ہاتھ مین لے رکھا ہے اور امیر المومنین کو دھوکہ دیکر خطابات نشان اور مراتب حاصل کرتے ہین اور فوجی خدمت سے معافی حاصل کرکے دوسرون کو دبانے اور استحصال بالجبر کرتے ہین۔

دولت مین ان لوگون نے جو کمزوریان پیدا کردی ہین تمام دنیا اس کو محسوس کررہی

ہے اور دول اجانب کی نگاہوں میں اب عثمانی حکومت کا نہ اعتبار ہے نہ قدر و منزلت
اور انحطاط کی نوبت اب یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ وہ عثمانی رعایا جو غیر ملکوں میں مقیم
ہے اپنے کو عثمانی رعایا کہتے ہوئے شرماتی ہے عرصہ تک ان کمزوریوں اور ظلم و ستم
کو دیکھتے سہنے کے بعد اب رعایا اصلاح کی طرف متوجہ ہوئی ہے اور ان تمام خرابیوں
کا علاج دستور کو قرار دیا گیا ہے کیونکہ اکابر ملک اور عقلاء ملت غور و فکر کے بعد اس
نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ شخصی حکومت اب ملک و ملت کی حفاظت نہیں کر سکتی۔ قلاخ، بخلات
رومیلی، بوسینہ، ہرزیگوینا، مانٹی نیگرو، سرویہ، قبرص، ٹیونس اور مصر وغیرہ مقبوضات
شخصی حکومت ہی کے بدولت ضائع ہوئے اور مقبوضات عثمانیہ سے نکل گئے اس
کمزوری نے تین کروڑ آدمیوں کی آبادی کو مقبوضات سے علیحدہ ہونے کا موقع دیا
اگر شخصی حکومت کے ارکان کی بد انتظامی ملک میں خرابیاں پیدا کرتی تو یہ ملک کبھی ہاتھ
سے نہ جاتا"

امیر المومنین اگر میں عرض کرنے کی جرأت کروں تو بیجا نہ ہوگا کہ خوشامدی لوگوں نے
مولانا البادشاہ کو دھوکہ میں مبتلا کر رکھا ہے ملک کی حالت سے حضور والا کو مفسد
لوگ آگاہ نہیں ہونے دیتے اور رعایا کی طرف سے بدظنی پیدا کر کے انھوں نے اپکو صرف
اپنے فایدہ کا نکال رکھا ہے اور بیکار و شریر لوگ حکومت کے کاموں پر متعین ہو گئے
ہیں جاسوسی کے محکمہ میں بے دریغ روپیہ خرچ ہو رہا ہے اور دولت کی اصلی محافظ
چیز یعنی سپاہ بھوکوں مر رہی ہے۔

## اکیانوان باب

### جہان آرا

نسیمہ جن تقریر کر رہی تھی اور اُن کے آواز سے خوف ظاہر ہو رہا تھا آنکھیں اُس کے
عزم اور موضوع کی اہمیت کو بتا رہی تھیں سلطان ہمہ تن گوش بنے ہوئے غور

سا تھ شیرین کے بیان کو سن رہے تھے اور اس کی جرأت و جسارت پر تعجب کر رہے تھے اثنائے تقریر میں کئی دفعہ سلطان کو غصہ آیا اور دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ جیب سے طپنچہ نکال کر شیرین کو ہلاک کر دیں لیکن جمعیتہ کے اسرار معلوم کرنے کا شوق غالب آگیا اور خاموشی سے تقریر سنتے رہے اور شیرین کے خاموش ہو جانے پر فرمایا

مجھے یہ معلوم کر کے بڑی مسرت ہوئی ہے کہ میرے مقبوضات میں اسقدر وسیع معلومات رکھنے والی اور ملک و ملت کی بہی خواہ عورتیں موجود ہیں جس قوم میں تم جیسی وسیع سیاسی معلومات رکھنے والی عورتیں ہوں وہ بیشک دستور کے قابل ہے میں نے بہت دفعہ اس کی کوشش کی ہے کہ ملک کے اصلاح پسندوں سے ملکر اصلاحی تدابیر پر غور و فکر کروں طریقہ اصلاح پر مشورہ کا طریقہ بہم پہنچاؤں اور دولت کو خطرہ سے بچانے کی متحدہ کوشش سے کام لوں لیکن افسوس ہے کہ اس وقت تک اس کا موقع بہم نہ پہنچ سکا مجھے افسوس ہے کہ تم نے اس وقت تک ان لوگوں کے ناموں سے آگاہ نہیں کیا جن کی خدمات سے میں اس خصوص میں فایدہ اٹھا سکتا ہوں میں تمہارے اس بیجا اخفا پر ضرور تم کو ملامت کرونگا جب تم خلوص سے دولت کی خدمت کرنا چاہتی ہو تو تمہارا فرض ہے کہ تم ان لوگوں سے مجھے آگاہ کر دو جو اسکے متعلق اپنی خدمات سے دولت کو فایدہ پہنچا سکتے ہیں تاکہ میں ان کی خدمات سے فایدہ اٹھاؤں اگر سب کے نام تم نہیں بتا سکتیں تو کم از کم دس پانچ آدمی تو ایسے بتاؤ جو تمہاری رائے میں قابل اور دولت کے مخلص ہوں خیر اگر اس وقت تمہیں نام بتانے میں عذر ہے تو پھر سہی جب تمہیں اس کا یقین ہو جائے گا کہ دولت کی اصلاح کا خیال مجھے سب سے زیادہ ہے تب تم خود بتلا دوگی

سلطان نے مذکورہ بالا الفاظ نہایت سادگی اور بے پروائی سے ادا کئے تاکہ شیرین کو معلوم ہو جائے کہ ان کو اس پر زیادہ اصرار نہیں ہے اور اس سے متاثر ہو کر وہ نام بتلا دے لیکن شیرین خاموش بیٹھی سلطان کے الفاظ پر غور کرتی رہی اور ان الفاظ کا اس پر کچھ بھی اثر نہ ہوا غور و تامل کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچی کہ سلطان اسے دھوکہ دے رہے ہیں یہ سنتے وہ اس بحث سے علیحدہ ہو گئی اور سافر کے حالات معلوم کرنے کے لئے اس نے گفتگو کے رخ

کو پلٹتے ہوئے کہا
امیر المومنین افسوس ہے کہ انجمن اتحاد و ترقی کے سرکاروں سے میں بالکل واقف نہیں ممکن ہے کہ رافزسے ملکر میں اُن کے نام معلوم کر سکوں مجھے یقین ہے کہ رافزسے اُن کے حالات ضرور معلوم ہو جائینگے"
سلطان نے شیرین کے حیلہ کو محسوس کر لیا اور وہ سمجھ گئے کہ شیرین رافزسے ملکر اسکو مستقل مزاج رہنے کا مشورہ دینا چاہتی ہے لیکن اس سے قطع نظر کر کے سلطان نے کہا
انشاء اللہ تمہیں جلد رافزسے ملنے کا موقعہ دیا جائیگا۔
یہ کہکر نادر آغا کو بلایا اور حکم دیا کہ شیرین کو پہنچا کر فوراً واپس آؤ نادر آغا شیرین کو ساتھ لے گیا اور پہنچا کر واپس آیا سلطان نے کہا
نادر آغا شیرین کو ایسی جگہ رکھو کہ کوئی اس کو دیکھ نہ سکے اور اس کی احتیاط رکھو کہ شیرین اور رافزمیں سے کسی کو ایک دوسرے کی یہاں موجودگی کا علم نہ ہو اور اس کے بعد دریافت کیا۔
جہاں آرا کے متعلق تم نے کیا کیا
نادر آغا امیر المومنین وہ آج رات کو حضور کے محل میں پہنچا دیجائیگی
سلطان ابھی کچھ دنوں تامل کرو اور ابھی اُس سے جاکر کہو کہ میں اس کے دیکھنے کا بہت مشتاق ہوں قیدوں کے بعد وہ حاضر ہو اور اپنے ہاتھوں سے مجھے کپڑے پہنائے
نادر آغا امیر المومنین اس عزت و شرف کا حال معلوم کر کے تو وہ خوشی سے مجنون ہو جائیگی۔
سلطان (مسکراتے ہوئے) اچھا تم ابھی اس کو یہ اطلاع پہنچا دو
نادر آغا چلا گیا اور سلطان نے دلمیں کہا
شیرین سے اسرار اگر معلوم کر سکتی ہے تو جہاں آرا وہ اس معاملہ میں نہایت ہوشیار ہے...... جہاں آرا بہت محبت کرتی ہے لیکن ......... میں یہ کام اسی سے لونگا اور مجھے یقین ہے کہ وہ تمام حالات معلوم کر لیگی۔

دوپہر کے کھانے کے بعد سلطان نے قیلولہ کیا اور پھر ظہر کی نماز پڑھی جہان آرا حسب الطلب خوش خوش حاضر ہوئی کیونکہ آج جو شرف سلطان نے اسے بخشا تھا وہ مخصوص طور پر اسکے لئے تھا سلطان نے محبت آمیز نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور مسکرا کر کہا

جہان آرا افسوس ہے کہ پچھلے دنوں حکومت کے کاموں میں اس قدر مشغولیت رہی کہ تم سے ملنے کا موقع نہ ملا تم اس کا خیال نہ کرنا

**جہان آرا** امیرالمومنین میں تو حضور کی لونڈی ہوں مولانا السلطان کے اشارہ پر جان قربان کر دینا اپنا فرض سمجھتی ہوں اور حضور والا کی قدمبوسی میرے لئے سعادت عظمیٰ ہے

یہ کہکر وہ سلطان کو کپڑے پہنانے میں مصروف ہو گئی سلطان نے جہان آرا کے الفاظ سے محسوس کیا کہ وہ واقعی محبت رکھتی ہے اور کہا

جہان آرا تم مجھ سے بہت محبت رکھتی ہو

**جہان آرا** مولانا البادشاہ اگر مذہب اجازت دیتا تو میں امیرالمومنین کو اپنا معبود کہتی میں ہر وقت حضور والا کی پرستش کرتی ہوں امیرالمومنین میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ میں اپنی محبت کا اظہار کر سکوں

**سلطان** مجھے بھی تم سے محبت ہے لیکن افسوس ہے کہ پچھلے دنوں میں بعض اہم کاموں میں اسقدر مشغول رہا کہ نہ صرف تمہاری طرف بلکہ کسی شخص کی طرف بھی توجہ نہ کر سکا خدا ان ملعونوں کو غارت کرے سالونیک میں نوجوانوں نے ایک انجمن قائم کی ہے اور میری مخالفت پر کمربستہ ہو گئے ہیں اگرچہ مجھے ان سے جو اپنے کو احرار کہتے ہیں کچھ خوف نہیں ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ ان کے حالات معلوم کروں تم چونکہ اس خصوص میں خاص ملکہ رکھتی ہو اور پچھلے دنوں بعض اہم خدمتیں تم نے انجام دی ہیں اسلئے اس کام کے لئے بھی میں نے تمہیں انتخاب کیا ہے ...... کیا تم نے اس مقدونوی لڑکی کو دیکھا ہے جو کل یہاں آئی ہے۔

**جہان آرا** امیرالمومنین میں کیونکر دیکھ سکتی ہوں میں تو اپنے قصر سے باہر تک نہیں نکلتی

**سلطان** اس لڑکی کا نام شیریں ہے اور یہ انہیں نوجوانوں میں سے ایک کی نسبت ہے جو سالونیک میں میرے خلاف کھڑے ہوئے ہیں آج صبح وہ میرے پاس لائی گئی تھی اس سے

بعض باتین دریافت کی گئین جن سے مجھے معلوم ہوا کہ وہ اس خفیہ انجمن کے شرکار سے واقف ہے جو سالونیک مین قائم ہوئی ہے مین نے خود اُس سے ان لوگون کے نام مطلقاً دریافت نہین کئے اور نہ میرے نزدیک یہ مناسب ہو کہ کسی جاسوس سے یہ خدمت لی جائے کہاتم اس خدمت کو انجام دیسکتی ہو"

**جہان آرا** امیرالمومنین کے حکم کے لئے مین بسر و چشم حاضر ہون

**سلطان** مین ابھی نادر آغا کو حکم دیتا ہون کہ وہ شیرین کو تمہارے پاس پہنچاے...... تم کو چاہئیے کہ جسقدر جلد ممکن ہو سالونیک کی جمیعت اور اُس کے شرکار کے اسرار اُس سے معلوم کرو

**جہان آرا** مولانا البادشاہ کے حکم کے موافق جلد سے جلد اس خدمت کو انجام دون گی۔

**سلطان** لیکن احتیاط رکھنا اور یہان کے حالات سے اسے آگاہ نہ کرنا اور اسکے اسرار معلوم کر لینا۔

**جہان آرا** بسر و چشم

یہ کہکر جہان آرا چلیگئی اور سلطان نے نادر آغا کو بلاکر حکم دیا کہ شیرین کو جہان آرا کے پاس پہنچادیا جائے تاکہ وہان اس کی طبیعت بہل جائے۔

---

# باب نوان باب

## تصریحات

ناظران واقعات پر غور کرسکا ہے جو سلطان کے حضور مین پیش آئے تھے کافی غور و تامل کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ لوگ سلطان عبدالحمید پر ظلم کرتے ہین اکثر ظلم و ستم اور بد انتظامی کو اس کی طرف منسوب کرتے ہین وہ جو کچھ کرتا ہے محکمہ یا بین کے کارکنون کی شرارت اور دغابازی کا شکار ہو کر کرتا ہے یہ لوگ سلطان کو اس کی زندگی اور حکومت کو خطرہ مین دکھلاکر رعایا کی طرف سے بدظن کرتے اور رعایا پر ظلم و ستم کرنے کے احکام حاصل کر لیتے ہین ان

پھر رامز کمرہ مین ادہر سے اودہر پھرتا رہا اور انہین خیالات پر مختلف پہلوؤن سے غور کرتا رہا کبھی کبھی شیرین کا بھی خیال آتا اور اسے بیچین کرجاتا تھا اور رہ رہ کر اسکے دلمین یہ تمنا پیدا ہوتی تھی کہ کاش کوئی شیرین کو اس کے زندہ موجود ہونیکی خبر پہنچادے تاکہ وہ بابکی کی موت سے محفوظ رہے کبھی والد کا خیال آتا اور ان کی صورت آنکھون مین پھرنے لگتی اگرچہ وہ باپ کی طرف سے مایوس نہ ہوا تھا لیکن بار بار ان کی تصویر سامنے پھرنے سے اسے خطرہ ہوتا تھا کہ اگر اس کے باپ دنیا سے رخصت ہوگئے ہین تو یقیناً انہین کمرون مین موت کے فرشتہ نے ان کی روح قبض کی ہے

رات کے کھانے کے بعد رامز سونے کے لئے پلنگ پر گیا روشنی گل کردی اور لیٹ گیا ابھی آنکھ نہ لگی تھی کہ دروازہ پر قدمون کی آہٹ ہوئی اور معًا دروازہ کی درازون سے روشنی چمکی رامز اٹھا اور دروازہ کھولا دیکھا کہ قصر کا خادم روشنی لئے ہوئے کھڑا ہے اس وقت اس نے آنے کا سبب دریافت کیا جس کے جواب مین اس نے کہا "آپ کو ایک شخص بلانے آیا ہے"

**رامز** کہان سے بلانے آیا ہے

**خادم** حضور یہ تو مجھے معلوم نہین آپ قصر سے باہر تشریف لے چلین وہ نیچے کھڑا ہے

**رامز** کون شخص ہے

**خادم** حضور سلطان کا دربان ہے شاید وہ آپ کو حضور سلطانی مین لیجائیگا

رامز نے کپڑے پہنے اور کمرہ سے نکل کر دربان کے ساتھ ہولیا۔ دربان نے ایک عظیم الشان قصر کے دروازہ پر پہنچکر ... سے قصر کے دروازہ کو کھولا اور رامز کو اشارہ کیا کہ وہ اسکے پیچھے پیچھے آئے رامز ایک کشادہ صحن مین داخل ہوکر بائین جانب کے ایک درمیانی راستہ سے گذرا اور ایک مکلف کمرہ مین جسکی کھڑکیان دوسرے قصر کے کمرون کی دیوارون سے بالکل مختلف اور آراستہ تھین رنگ برنگ کے اعلے قسم کے نقش و نگار دیوارون پر تھے اور ان پر بڑے بڑے نقشے لٹکے ہوئے تھے جو ترکی کے ماہر مصورون کے ہاتھ کے بنائے ہوئے تھے دربان رامز کو اس کمرہ مین پہنچا کر باہر نکلا اور دروازہ بند کرکے باہر سے قفل لگادیا"

رامز مکان کی آراستگی اور قیمتی فرش کو جو کمرے مین بچھا ہوا تھا دیر تک دیکھتا رہا اگرچہ وہ تنہا تھا لیکن اس کمرہ کی زیب و زینت سے اُس کا دل یہان گھبرایا نہین۔ دیوارون پر لٹکے ہوئے نقشون کو دیکھکر وہ خوش ہوا اور ٹرکی کے ماہر مصورون کی صناعی پر عش عش کرگیا۔

رامز ان چیزون کو محویت کے ساتھ دیکھہ رہا تھا کہ کمرہ کا دروازہ کھلا اور ایک فوجی افسر نے اُس کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا

رامز کمرہ سے نکلکر دائین جانب کے ایک اور کمرے مین داخل ہوا جو پہلے سے وسیع صحن تہا اور کمرہ اور اس کے متعلقات آراستگی مین پہلے کمرے سے زیادہ بہتر تہے کمرون کی دیوارین قیمتی سرخ اطلس سے جس پر سونے کا کام تھا منڈہی ہوئی تہین اور چہت مین خوبصورت روشنی کے قمقمے روشن تہے دیوارون پر نہایت اعلی اور خوش رنگ مقامات مقدسہ کے نقشے آویزان تہے رامز کی کمرہ کی آراستگی کو دیکھکر حیرت مین رہگیا افسر نے رامز کو حیرت زدہ پاکر کہا

جناب والا اس وقت آپ قصر حمیدیہ مین جو یلدز کے قصرون مین سب سے زیادہ بہتر قصر ہے بے خوف تشریف رکہین آپ کے متعلق جو حکم ہوگا اس سے آپ کو آگاہ کیا جائیگا یہ کہکر افسر چلا گیا اور باہر سے دروازہ کو بند کر گیا اس کمرہ مین جس مین رامز تہا صرف ایک ہی دروازہ تہا رامز نے چارون طرف نظر دوڑائی لیکن کوئی دوسرا دروازہ نظر نہ پڑا اور نہ کوئی کھڑکی دکھائی دی رامز یہ معلوم کرکے ڈر گیا کہ اُس کے کمرہ کو باہر سے بند کردیا گیا ہے اور اسے خیال ہوا کہ آج اُس کی خیریت نہین ہے یلدز مین لوگ اسی طرح مار ڈالے جاتے ہین اور کسی کو خبر بھی نہین ہوتی افسر کے اس فقرہ نے کہ "ڈرو نہین" اس کے وہم کو اور بڑہا دیا اور وہ خوف سے کانپنے لگا۔

# تیئسوان باب

## چور دروازہ

رامز خوف زدہ کمرہ مین ادہر سے اودہر ٹہل رہا تھا وحشت اس پر طاری تھی اور باوجودیکہ کمرہ بجلی کی روشنی سے جگمگا رہا تھا لیکن وہ اپنے کو سخت تاریکی مین محسوس کرتا تھا وحشت دور

کرنے کے لئے وہ کبھی ان نقشون پر نظر ڈالتا جو دیوارون پر آویزان تھے اور کبھی میز پر جا کر ان کتابون کی جو میز پر رکھی ہوئی تھین ورق گردانی کرتا اور کبھی اپنے والد کو یاد کر کے خیال کرنے لگتا کہ وہ کہان ہون گے آیا مار ڈالے گئے یا زندہ ہین اور یلدز کے کسی قصر مین ہین یا کسی دوسری جگہ قید مین"

وہ انہین خیالات مین تہا کہ قفل مین کنجی گہمانیکی آواز اوسنے محسوس ہوئی اس نے دروازہ پر نظر ڈالی اور انتظار کرنے لگا کہ اب دروازہ کہلے گا اور کوئی نئی خبر ملیگی لیکن دروازہ نہین کہلا اور کنجی گہمانیکی آواز ایکی مرتبہ زیادہ محسوس ہوئی اس نے غور سے آواز کو سنا جو کمرہ کی اس دیوار مین سے آرہی تھی جو دروازہ کے مقابل تھی مڑکر اس طرف دیکہا لیکن وہان کوئی دروازہ نہ تہا اور یہ خیال کرکے کہ اس کی سماعت کا فرق ہے وہ پھر دروازہ کی طرف دیکھنے لگا لیکن دروازہ اب بھی نہ کہلا رامز یہ دیکھکر پریشان ہوگیا اور چارون طرف دیکھنے لگا یکایک دروازہ کے مقابل والی دیوار مین حرکت محسوس ہوئی اور دفعتًا دیوار مین سے ایک دروازہ کہلا اور ایک شخص سر سے پاؤن تک سفید چادر مین لپٹا ہوا دروازہ سے نکلا گویا وہ کوئی مردہ ہے جو قبر سے کفن اوڑھے باہر نکل آیا ہے۔ رامز ڈر گیا اور خوف سے کانپنے لگا دل زور زور سے حرکت کرنے لگا خون کا دوران تیز ہوگیا اور وہ بت کی طرح بےحس و حرکت کہڑا کا کہڑا رہگیا۔ کمرہ مین داخل ہوتے ہی اس شخص نے چادر کو اتار کر پھینکدیا اور رامز نے دیکھا کہ وہ سلطان عبدالحمید ہین جو شب خوابی کا لباس پہنے ہوئے ہین رامز سلطان کے دیوار مین سے چپ چاپ کمرہ مین داخل ہونے پر حیرت زدہ ہوگیا اور خاموش کہڑا رہ گیا۔ سلطان نے کمرہ مین داخل ہوکر اول دروازہ کو بند کیا دیوار پھر اپنی حالت پر ہوگئی اور پھر مسکرا کر رامز کی طرف دیکھا رامز نے ادب سے سلام عرض کیا اس کے بعد سلطان ایک کرسی پر بیٹھ گئے اور رامز کو بیٹھ جانیکا اشارہ کیا رامز کے بیٹھ جانے پر سلطان نے فرمایا بیٹا ڈرو نہین مین اس چور دروازہ سے تمہارے پاس اس لئے آیا ہون کہ کسی کو خبر نہ ہو مجھے اس وقت تم سے بعض خاص باتون پر گفتگو کرنی ہے یہ کہکر سلطان خاموش ہوگئے اور سرنگون بیٹھے کچھ سوچتے رہے اور پھر سر اٹھا کر رامز کی طرف دیکھکر کہا

مجھے اس کی تو ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ تمہیں اس کی ہدایت کروں کہ ان باتوں کی حفاظت کرنا اور کسی شخص سے بھی بیان نہ کرنا کیونکہ تم خود دانشمند ہو۔۔۔۔۔۔ تم نے کل محکمہ ماہین کے متعلق جو باتیں مجھ سے بیان کیں یقیناً ان کا مجھ پر بہت اثر ہوا ہے اور اس وقت سے میں برابر اس پر غور کر رہا ہوں کافی غور و تامل کے بعد میں نے تمہاری رائے سے اتفاق کیا ہے اور تحقیقات سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچگیا ہے کہ محکمہ ماہین کے شریر لوگ ہی دولت کی مشکلات کا اصلی سبب ہیں میں اس وقت ان لوگوں میں گھرا ہوا ہوں اور اپنے کو ان کے ہاتھوں میں مقید پاتا ہوں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے اور یہ اور ان کے رشتہ دار تمام صیغوں اور محکموں پر قابض ہیں اور میں ان سے نجات پانیکی کوئی صورت نہیں پاتا یہ کہکر سلطان خاموش ہو گئے اور خوفناک نظروں سے ادہر ادہر دیکھنے لگے گویا وہ ڈر رہے ہیں کہ کوئی ان کی باتیں سن تو نہیں رہا ہے۔ ہر طرف سے اطمینان حاصل کرنے کے بعد سلطان نے نہایت آہستہ سے کہا

رامز اس معاملہ میں میں تم سے مشورہ لینے آیا ہوں اور چونکہ اس قسم کا مشورہ خاص قصر شاہی میں جاسوسوں اور خفیہ سازشیوں کی وجہ سے جو ہر وقت میری حرکات و سکنات کو دیکھتے رہتے ہیں اور جن کی تعداد میرے قصر میں بہت زیادہ ہے یہانتک کہ خادم دربان تک پر مجھے اعتماد نہیں ہے۔ اس لئے میں خفیہ طور پر یہاں اس کام کے لئے آیا ہوں اور محافظ افسر کو میں نے یہ حکم دیکر کہ وہ تم کو قصر رابطہ سے لاکر یہاں رکھے اور باہر کا دروازہ بند کر دے اس کا موقعہ بہم پہنچایا ہے کہ خفیہ طور پر اس چور دروازہ سے جس کا حال کسی کو معلوم نہیں ہے میں تمہارے پاس آؤں اب ہم محفوظ و مطمئن حالت میں ہیں اور بے تکلف مشورہ کر سکتے ہیں"

رامز کا خوف سلطان کے الفاظ سنکر جاتا رہا اور سلطان کی اس عنایت سے وہ بہت خوش ہوا اور عرض کیا۔

امیر المومنین جو امر دریافت فرمائینگے غلام نہایت آزادی سے اس کا جواب دیگا اور امیر المومنین کی ہر ایک خواہش کو پورا کرنا اپنا فرض سمجھیگا۔ مولانا امیر المومنین جو امر کہ رعایا اور دولت کی مصلحت پر مبنی ہوگا اس کے لئے مجھے اپنی جان سے بھی دریغ نہیں ہے

سلطان آہ میں عرصہ دراز سے ان الفاظ رعایا اور دولت کو لوگوں سے سن رہا ہوں اور دولت کے تمام کارکن خوشامد و چاپلوسی سے ظاہر کرتے رہتے ہیں کہ وہ دولت کے بہی خواہ اور رعایا کے خیر خواہ ہیں لیکن ان باتوں کا میرے قلب پر کچھ اثر نہیں ہوتا اسلئے کہ یہ الفاظ معنی سے خالی ہوتے ہیں اور صرف مجھے دھوکہ دینے کے لئے کہے جاتے ہیں۔ میں خوب سمجھتا ہوں اور خود بھی ان کو دھوکہ دیتا رہتا ہوں اور اس باہمی مخادعت کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ مجھ سے ڈرتے ہیں اور میں ان سے خائف رہتا ہوں اور بسا اوقات ان کے خوف سے میں ایسے امور کا مرتکب ہوتا ہوں جو ممنوع و حرام ہیں خداوند تعالے میری حالت پر رحم فرمائے اور میری مجبوریوں کو پیش نظر رکھکر میرے نامۂ اعمال سے ان ارتکابات کو محو فرمادے میں آئندہ کے لئے اس قسم کے ارتکابات سے باز رہونگا

سلطان کی آواز سے رقت ٹپکنے لگی اور رامز نے دیکھا کہ شدۃ تاثر سے سلطان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور وہ ندامت سے سرنگون ہوکر اپنی حالت پر افسوس کرنے لگے۔ رامز سلطان کی حالت سے بہت متاثر ہوا اور بے اختیار اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور اب اسے بالکل یقین ہوگیا کہ سلطان مظلوم ہیں اور ان کی حالت قابل رحم ہے اور جو کچھ وہ فرماتے ہیں بالکل صحیح ہے"

---

# چھتّواں باب

## ایک اہم مہم

سلطان نے آنکھوں کو آنسوؤں سے پاک کیا اور فرمایا

رامز میں دل سے اس کا خواہشمند ہوں کہ ان منافقوں سے جو مجھے چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں نجات حاصل کروں لیکن یہ اس وقت تک ممکن نہیں جبتک کہ مجھے میری امداد واعانت جن کی برائیاں مجھسے بہت زیادہ بیان کی گئی ہیں اور جنکے حالات سے ہمیشہ مجھے بے خبر رکھا گیا ہے مدد نہ دے۔ میں نے اس معاملہ پر کافی غور کرلیا ہے کہ مجھے ان سرپرست

سے اگر نجات ملسکتی ہو تو صرف احرار کے ہاتھوں سے لیکن وہ مجھ سے بہت دور ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ اُن سے ملکران شریروں سے نجات پانیکی تدابیر پر غور کروں اور جدید حکومت قائم کرنے میں اُن سے مدد لوں تاکہ دولت کی کمزوریاں رفع ہوں اور اصلاح کی تدابیر اختیار کی جائیں...... بیٹا اس وقت تک جو کچھ ہو چکا اس کا ذکر اب فضول ہو اب تم کو یہ فکر کرنی چاہیئے کہ ان شریروں سے کیونکر نجات حاصل کی جاسکتی ہو...... اگر میں احرار پر اعتماد کروں تو کیا تمہاری رائے میں یہ ممکن ہو کہ وہ میرے اعتماد کو شبہ کی نظر سے تو نہ دیکھیں گے اور مجھے ان شریروں کو حکومت سے نکالنے میں مدد دینے میں تو تامل نہ کریں گے مجھے ان لوگوں سے اپنی زندگی کا خطرہ ہے اور ہر وقت انکی طرف سے خائف رہتا ہوں ... اگر خدانخواستہ ان کو میرے ارادہ کا علم ہوگیا تو یہ میری جان کے دشمن ہو جائینگے

رامز۔ امیر المومنین احرار اس کے لئے تیار ہیں اور وہ ضرور آپ کی مدد کرینگے...... جلالتہ البادشاہ نے چونکہ احرار کی نسبت حسن ظن کا اظہار فرمایا ہے اسلئے مجھے یہ عرض کرنیکی جرأت ہوئی ہو کہ امیر المومنین اب کی مرتبہ احرار ضرور کامیاب ہوں گے سپاہ کا بیشتر حصہ ان کے ہاتھ میں ہے اور سالونیکا وغیرہ میں کوئی فوجی افسر ایسا نہیں ہے جو انجمن اتحاد و ترقی مقدسہ کا ممبر نہ ہو اس وقت ان کی قوت اتنی زبردست ہو کہ اگر آج وہ چاہیں تو حکومت کو الٹ دیں اور خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ ذات شاہانہ مقدسہ اس کی موید ہے“

سلطان عبد الحمید۔ رامز کے الفاظ سن رہے تھے اور غصہ سے ان کی بری حالت تھی لیکن مصلحت وقت سے انہوں نے غصہ کو ضبط کیا اور بشاش ہوکر کہا۔

کیا تمہیں اس کا یقین ہو کہ احرار اقتدار حاصل کرنیکی قوت رکھتے ہیں

رامز۔ امیر المومنین مجھے پورا یقین ہو اور مجھ سے کوئی بات انجمن کے متعلق مخفی نہیں ہو کیونکہ میں جمعیتہ کا ایک معتمد و مخلص رکن ہوں اگر جلالتہ السلطان نے اس پر رضامندی ظاہر کی کہ اتحاد و ترقی کے ممبر اپنی قوت کو کام میں لائیں تو مجھے یقین کامل ہو کہ وہ اپنے دشمنوں پر غالب آئینگے اور حکومت سے انہیں نکال باہر کرینگے تو جوان اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے اپنی جان کو عزیز نہیں سمجھتے اور وہ ذات شاہانہ مقدسہ کے اشارہ پر اپنے کو

کی مصلحت دولت پر قربان کر دینے کے لئے بالکل تیار و مستعد ہین۔

سلطان احرار سے مشورہ کرنیکی کیا صورت ہو۔ تمہین معلوم ہے کہ مین ملیدز مین ایک قیدی کی سی حیثیت رکھتا ہون اور قصر سے باہر نہین نکل سکتا۔

راهز۔ اگر امیر المومنین پسند فرمائین تو مین ان کے اور مولانا البادشاہ کے درمیان سفارت کی خدمت انجام دیکر اس مہم کو سر براہ لاؤن اور نوجوانون کو اس پر آمادہ کرون کہ وہ امیر المومنین سے بالمشافہ گفتگو کرین

راهز نے اپنا خیال تو ظاہر کیا۔ لیکن اسے اس امر کا یقین تھا کہ سلطان اس کو منظور نہ کرینگے اور اُسے قصر سے باہر جانیکی اجازت نہ دینگے لیکن اس نے سلطان کے چہرہ پر اپنے الفاظ کا اثر خوشگوار پایا اور سلطان نے اس کی طرف دیکھکر کہا

راهز تمہاری رائے معقول ہے لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ کہین کوئی ہمارے اس ارادہ سے آگاہ نہ ہو جائے

راهز امیر المومنین اس کا اطمینان رکھین ہماری انجمن اپنے اسرار کی اسقدر حفاظت کرتی ہو کہ کوئی شخص اُن سے آگاہ نہین ہو سکتا۔ مولانا البادشاہ نے کل اس کا اندازہ فرما لیا ہوگا کہ انہون نے گفتگو مین انجمن کے متعلق ایک حرف بھی بیان نہین کیا۔ مولانا السلطان ہم اپنے عہد کے اس قدر پابند ہین کہ مرجانا پسند کرتے ہین لیکن اپنے راز کا افشا کرنا نہین جانتے اور ہماری غرض صرف رعایا اور دولت کی خدمت ہو۔

سلطان مین خفیہ طور پر انجمن کے زعماء سے گفتگو کرنا چاہتا ہون دور بیٹھے بیٹھے تحریری کارروائی سے یہ مقصد حاصل نہین ہو سکتا اور نہ اس طرح اطمینان حاصل کیا جا سکتا ہو بہت سی باتین ہین جن پر بحث وگفتگو کرنی ہو اور ان کا ضبط تحریر مین آنا مناسب نہین اور یہ بھی ممکن نہین کہ مین ملیدز سے باہر جا سکون پھر کیا صورت ہوگی کہ یہ مشکلات رفع ہون اور مقصد حاصل ہو"

راهز امیر المومنین وہ مولانا البادشاہ کے حضور مین حاضر ہو سکتے ہین۔

سلطان میرا خیال ہے کہ شاید وہ یہان آنے پر آمادہ نہ ہون کیونکہ مین نے علما کے قلوب مین

میرا اور وہ بھرا اعتبار و اعتماد باقی نہیں رکھا ہے۔ میری طلبی کو وہ ضرور خدشہ اور اندیشہ کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

رامز جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے صاف باطن اور ایک سیدھا مسلمان تھا کر و فریب جانتا ہی نہ تھا سلطان کی باتوں پر اُسے یقین آگیا اور اس نے ہمدردی کے لہجہ میں عرض کیا مولانا السلطان مجھے وثوق ہی کہ جب میں امیر المؤمنین کے حسن ظن کا انہیں یقین دلاؤنگا تو وہ ضرور حاضر ہونے پر آمادہ ہو جائینگے اور زعمار انجمن کا ایک وفد شرف حضوری حاصل کریگا۔

سلطان میں اس خصوص میں زیادہ بحث و مباحثہ اور طویل گفتگو پسند نہیں کرتا صرف مختصر طور پر تفہیم مقصود ہے اسلئے جو وفد یہاں اس غرض سے آئے وہ ایسے لوگوں کا ہو جو کامل اختیارات رکھتے ہوں اور انجمن یا رعایا کی صحیح ترجمانی کر سکیں تاکہ موجودہ مشکلات ایک ہی نشست میں دور ہو جائیں اور دولت کا انتظام آیندہ جس طریقہ پر مناسب ہو فوراً اس کی کارروائی شروع کر دی جائے "...... آہ ان خوشامدیوں نے احرار میری دولت کے مخلص احرار کو مشکلات و تباہی میں ڈالنے کے لئے مجھے کیسے کیسے ناپاک مشورے دیئے ہیں اور ان کے حال سے مجھے کس قدر غفلت میں رکھا ہے الہیشہ مجھ پر ظاہر کیا جاتا رہا ہے کہ وہ دستور کے قابل نہیں اور میں اس پر مجبور تھا کہ ان کی باتوں کو تسلیم کروں....... بہر حال مجھے تمہاری رائے سے اتفاق ہی اور تم پر مجھے پورا اعتبار ہے خدا کرے تمہارے ہاتھوں یہ مہم تکمیل کو پہنچے...... میں مکرر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو وفد یہاں آئے وہ مغز و بہتر اور عقلا لوگوں کا ہو اور وہ اس خیال کو پیش نظر رکھکر یہاں آئیں کہ وہ ایک معرکۃ الآرا اقتصادی یا علمی مجلس میں گفتگو کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔

رامز امیر المؤمنین اس مہم کی انجام دہی کے لئے مجھے کب اجازت ہوگی

سلطان تم ابھی اسی وقت یہاں سے رخصت ہو جاؤ۔ ایک خفیہ راستہ سے تم اس قصر سے نکلکر بلدیہ سے باہر جا سکتے ہو میں تمہاری رہنمائی کے لئے اپنے ایک معتمد کو تمہارے ساتھ کر دونگا جو تمہیں قصر سے اس طرح باہر نکال لیجائیگا کہ کسی کو کان و کان خبر نہ ہوگی اور صبح کو شاہ

کر دیا جائیگا کہ تم قصر سے فرار ہو گئے۔ تم کو چاہیئے کہ جو باتین اس وقت طے ہوئی ہین ان کی پوری پوری حفاظت کرو اور انجمن کے خفیہ جلسہ مین اس کو پیش کرو۔

رامز۔ امیر المومنین حسب ارشاد تعمیل کی جائیگی۔

---

# پچپنوان باب

## سعید بک

رامز سلطان عبد الحمید کی تلطف آمیز باتون سے اسقدر خوش تہا کہ دستور گویا اب اسکے ہاتھ مین ہے اور کامیابی اس کی لونڈی اس حد تک معاملات کے رو براہ ہو جانے پر رامز کو اپنے باپ کا خیال آیا اور نہایت عاجزی سے سلطان کی طرف دیکھکر کہا جلالتہ السلطان کی مہربانی نے مجھے جرأت دلائی ہے کہ مین ایک درخواست مولانا البادشاہ کی خدمت مین پیش کرون اگر اجازت ہو

سلطان۔ بیٹا بے تکلف کہو

رامز۔ امیر المومنین دس سال سے زیادہ گذرے میرے والد یلدز مین کچھ کاغذات دیکھنے آئے تھے اس وقت تک ان کا حال معلوم نہین ہوا کہ کہان ہین ان پر کیا گذری آیا وہ زندہ ہین یا مر گئے

سلطان۔ تمہارے والد یلدز آئے تھے، دس سال سے زیادہ گذرے" ان کا کیا نام ہے اور وہ کیون یلدز آئے تھے

رامز۔ امیر المومنین ان کا نام سعید بک ہے اور قصر یلدز مین کچھ کاغذات دیکھنے آئے تھے

سلطان۔ (چونک کر) سعید بک تمہارے باپ ہین؟ آہ لوگون نے مجھے دھوکہ دیا اور مجھ سے بیان کیا کہ وہ مدحت پاشا کے دوست ہین اور ان کا انتقام لینے کے لئے یہان آئے ہین مین نے چاہا تھا کہ ان کو قتل کئے جانیکا حکم دون لیکن پھر ان کو قید خانہ مین بھیجدیا گیا۔

راھز امیر المومنین کیا مجھے یہ شرف عنایت ہو سکتا ہی کہ میں اُن سے ملوں......
اگر مولانا السلطان نے مجھ پر یہ عنایت کی تو مین ہندو زر خرید بنجاؤنگا۔ اور مصلحت جلالتہ السلطان پر اپنے کو فدا کر دونگا۔

سلطان۔ تم ڈرتے کیوں ہو میں نے تمھیں اپنے مقاصد سے آگاہ کر دیا ہے اور اب مین تمھاری خواہش کو ضرور پوری کرونگا...... تم اطمینان رکھو مین ابھی ان کو تمھارے پاس بھیجتا ہوں اور ابھی دونوں باپ بیٹوں کی لیلدز سے رہائی کا انتظام بھی کئے دیتا ہوں

رامز سلطان کی اس عنایت سے بہت خوش ہوا اور جھک کر سلطان کے کپڑوں کو بوسہ دیا سلطان نے کہا

مین ابھی اپنے قصر مین پہنچکر تمھارے والد کو تمھارے پاس بھیجونگا جو اس دروازہ سے جس سے تم آئے ہو یہاں پہنچینگے ان کے ساتھ ایک محافظ ہوگا جو تمھین اس قصر سے بحفاظت تمام باہر نکال دیگا۔

یہ کہکر سلطان کھڑے ہو گئے اور رامز نے بھی کھڑے ہو کر تعظیم دی اور کہا امیر المومنین مجھے خوف ہو کہ سالونیک پہنچنے پر کہیں ناظم بک مجھے پھر گرفتار نہ کرلے

سلطان تم اطمینان رکھو اس کا انتظام کردیا جائیگا۔

سلطان نے پھر عید دروازہ کھولا اور کمرہ سے باہر نکل کر اسکو بند کر دیا اور دیوار جیسی تھی ویسی ہی ہو گئی۔

رامز سلطان کے چلے جانے کے بعد دیر تک ان باتوں پر غور کرتا رہا جو سلطان سے ہوتی تھین اور پھر دلمین کہا

عبدالحمید خود دستور طلب کرتا ہے یہ کس قدر عجیب اور مسرت انگیز بات ہی اگر دستور کا مسئلہ میرے ہاتھوں طے ہو گیا تو اس سے زیادہ میرے لئے کیا خوشی اور فخر ہو سکتا ہی...... کیا اب مین اپنے مدتوں کے بچھڑے ہوئے باپ سے ملونگا ان کی نجات کا باعث ہونگا بعض مصیبتین راحت کا سبب اور بعض شر فلاح کا باعث ہوتے ہین اگر میرے کمک میری شکایت نہ کرتے اور مین اس مصیبت مین گرفتار نہ ہوتا تو والد سے دوبارہ ملنے کی صورت پیدا نہ ہوتی اور نہ اس انقلاب سیاسی کا موقع بہم پہنچتا جسکی ہم مدتوں سے امید لگائے بیٹھے

ہین یہ سب کچھ ہوا لیکن مجھے ابھی اس کا یقین نہین کہ مین حسیتہ تک دوبارہ پہنچ سکون گا اور اس کے ارکان کو یہ تمام ماجرا سناؤنگا۔

یہ کہکر رامز کمرہ مین ٹہلنے لگا بار بار گھڑی پر جو میز پر رکھی تھی نظر ڈالتا اور پھر دروازہ کی طرف دیکھتا لیکن کوئی آواز نہ آئی اور نہ قدمون کی آہٹ سنائی دیتی رات کے دو بج چکے تھے اور رامز بیچینی سے باپ کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ دس سال تک وہ باپ کا انتظار صبر کے ساتھ کرتا رہا مگر یہ وقت اُسے دس سال سے زیادہ طویل معلوم ہوتا تھا اور کمرہ کا سکوت اُسے وحشت زدہ بنائے تھا

اسی حالت مین دروازہ پر آہٹ ہوئی اور تالا قفل مین کنجی گھمانیکی آواز آئی رامز دروازہ کی طرف لپکا دروازہ کھلا اور سر سے پاؤن تک کپڑے مین لپٹا ہوا ایک محافظ کمرہ مین داخل ہوا اور کمرہ کے باہر جانے کا رامز کو اشارہ کیا رامز نے دروازہ مین سے نکل کر دیکھا کہ ایک بوڑھا شخص جس کا چہرہ زرد ہے اور سر پر بڑے بڑے پریشان بال ہین باہر کھڑا ہوا ہے رامز باوجود غور سے دیکھنے کے اس کو نہ پہچان سکا لیکن بوڑھے نے رامز کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور "میرے بیٹے میرے پیارے رامز" کہکر رامز سے لپٹ گیا اور پیار کرنے لگا چند منٹ تک دونون باہم گلے ملتے اور روتے رہے اور پھر رامز نے باپ کو پہچان کر کہا

اباجان خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اُس نے یہ موقع بہم پہنچایا اگر مین اس مصیبت میں مبتلا ہوتا اور گرفتار ہوکر یہان نہ پہنچتا تو آپ کی زیارت اور نجات کا موقع نہ ملتا

سعید بک بیٹا یہ امیر المومنین کی عنایت خسروانہ ہے اگر ان کے پاکیزہ قلب مین خداوند تعالے مہربانی اور رحم پیدا نہ کرتا تو تمہارا یہان آنا نہ آنا برابر تھا بہرحال اس محافظ نے مجھے آگاہ کیا ہے کہ جلالتہ البادشاہ نے ہمین یہان سے واپس چلے جانیکی اجازت بخشی ہے اور تمہارے سپرد ایک خاص خدمت کی گئی ہے امیر المومنین کی اس مہربانی اور عنایت خسروانہ کا ہم جسقدر شکریہ ادا کرین کم ہے۔ یہ محافظ اب تمہین بتلائین گے کہ تمہین کیا کرنا چاہیے

محافظ خاموش باپ بیٹون کی باتین سن رہا تھا جب اس نے اپنا تذکرہ سنا تو ایک پوٹلی نکالکر رامز کے حوالہ کی رامز نے اس کو کھولا اور دیکھا کہ اس مین شاہی محافظ کی وردی کے دو جوڑے ہین محافظ نے اشارہ سے بتلایا کہ وہ ان کو پہن لین رامز نے وردی پہن لی اور آئینہ مین دیکھا اس وقت وہ بالکل شاہی محافظ معلوم ہوتا تھا اس کے بعد محافظ نے ایک کارڈ رامز کے حوالہ کیا اور اشارہ سے بتلایا کہ یہان سے نکلکر وہ سیدھا اسٹیشن پر جائے اور یہ کارڈ اسٹیشن ماسٹر کے حوالہ کردے وہ اس کو سالونیک جانیوالی گاڑی مین سوار کرادیگا اس کے بعد محافظ سعید بک کی طرف متوجہ ہوا اور اشارہ کیا کہ وہ بھی شاہی محافظ کا لباس پہن لے سعید نے کہا کہ آج وہ یلدز سے جانے کا ارادہ نہین رکھتا بلکہ ایک روز یہان رہکر اپنی حالت کو درست کرکے دوسرے روز جائیگا۔ رامز باپ کی یہ بات سُنکر حیرت مین رہگیا اور چاہا کہ اس سے اس کا سبب دریافت کرے کہ سعید بک نے خود کہا

بیٹا آج رات کو میرا یہان رہنا ضروری ہے انشاءاللہ کل مین تم سے سالونیک آملونگا کیا تمہین مولانا البادشاہ کی معافی مین کچھ شک ہے

رامز بالکل نہین۔

سعید بک بیٹا مجھے شرم آتی ہے کہ مین سالونیک مین اس خستہ حال سے جاؤن اور لوگ مجھے ذلت کی نگاہ سے دیکھین یلدز مین مین نے برسون گذارے ہین ایک رات اور سہی انشاءاللہ کل کسی وقت مین سالونیک پہنچ جاؤنگا

رامز باپ کی دوبارہ جدائی پر افسوس کرنے اور دلمین کہنے لگا

ضرور کوئی سبب ہے جو ابا جان میرے ساتھ نہین چلتے

اس کے بعد دونون محافظ کے ساتھ قصر سے باہر نکلے اور قصر بالطہ کی طرف روانہ ہوئے قصر بالطہ کے دروازہ پر پہنچکر محافظ نے وہان کے دربان کو اشارہ کیا کہ وہ سعید بک کو قصر بالطہ مین پہنچادین اور رامز کو ساتھ لیکر آگے بڑھا اور حدیقہ داخلیہ کے دروازہ پر پہنچکر کنجی سے دروازہ کھولا اور رامز کو دروازہ سے باہر نکال کر کہا

اگر راستہ مین کوئی پہرہ دار تم کو ٹوکے تو صرف یہ الفاظ "ذات شاہانیہ" کہدینا یہ پہلا جملہ

تھا جو محافظ نے رامز کے پاس آنے اور اُس کو یہان تک پہنچانے کے اثنا مین کہا تھا رامز نے الفاظ کے طریق ادا اور لہجہ سے پہچانا کہ محافظ کی آواز عبدالحمید سے بہت مشابہ ہے لیکن یہ خیال محافظ کے چلے جانے کے بعد اُسے آیا۔

# چھبیسوان باب

## فلسفۂ ماکیاویلی

سلطان نے رامز کی روانگی کو مخفی رکھنے کے لئے خود محافظون کا لباس پہن کر رامز کو یلدز سے باہر نکالدیا اور پھر اپنے کمرہ واپس آکر آج واقعات پر غور کرنے لگے پھر دلمین کہا اس نوجوان (رامز) کو یقین ہوگیا ہے کہ مجھے اُس پر اعتبار ہے اور مین نے اس کے مشورہ کو قبول کرلیا ہے اس کا اعتقاد یہ دیکھکر اور بڑھ گیا ہوگا کہ مین نے اُس کے باپ کو رہا کردیا ہے غرض دونون باپ بیٹون کو میری باتون اور اخلاص نے میرا گرویدہ کرلیا ہے اور اب وہ مجھ پر پورا اعتماد کرتے ہین...... اگر مین رامز کو رہا نہ کرتا تو کیا کرتا اس کے بیان رکھنے سے بھی تو کوئی فایدہ نہ تھا وہ انجمن کے اسرار سے مجھے کبھی آگاہ نہ کرتا اور نہ اس کے قتل سے کوئی فایدہ تھا اب سے پہلے مین بہت سے احرار کو قتل کرچکا ہون لیکن ملک سے ان کی تحریک نہین مٹی جب تک جمعیتہ جنمیہ کے بڑے بڑے لوگ نہ مارے جائین گے مقصد حاصل نہین ہوسکتا...... شیرین میرے قبضہ مین ہے جب رامز کو اس کا حال معلوم ہوگا تو وہ ضرور اپنے وعدہ کو پورا کریگا۔ صائب بیگ نے اطلاع دی ہے کہ وہ شیرین سے بہت محبت رکھتا اور اس پر جان دیتا ہے اگر رامز نہ آیا یا آیا اور اپنے وعدہ کو اس نے پورا نہ کیا یا شیرین نے انجمن کے ممبرون اور کارکنون کے نام نہ بتلائے تو مین شیرین کو قتل کردونگا...... ابکی مرتبہ میرا حیلہ ضرور کارگر ہوگا اور انجمن کے کارکنون کو یہ معلوم ہوکر کہ مین نے ان کے ایک ممبر کو گرفتار ہوجانے کے بعد رہا کردیا ہے میری نیت کے اخلاص کا انھین یقین ہوجائیگا اور وہ وند لیکر اصلاح ملک کا مشورہ کرنے کے لئے میرے پاس

آمین گے انشاء اللہ انہیں ایسا مزا چکھاؤنگا کہ اس تحریک کے تمام حامی لرز جائینگے
ان کی ہمتیں شکست ہو جائینگی اور پھر یہ انجمن بھی دوسری سابق انجمنوں کی طرح بے نام و نشان
ہو جائیگی اور مجھے آرام سے حکومت کرنے کا موقعہ ملیگا"

یہ کہکر سلطان کھڑے ہو گئے اور غضبناک لہجہ مین کہا

لعنت ہے تم پر اے مغرور نادانو۔ تمہارا مکر میرے فریب کے مقابلہ مین نہین چل
سکتا۔ عنقریب تمہاری بے جان نعشین باسفورس کی تہ مین پڑی مچھلیون کی خوراک بن
رہی ہون گی مین برابر اس وقت تک قتل وخونریزی جاری رکھونگا جب تک ملک
مخالفون سے پاک نہ ہو جائے یا تمام دنیا میری رائے کی تائید کرنے والی نہ ہو۔ بیونوفو
مین ماکیا فیلی کے فلسفہ کو پیش نظر رکھتا ہون۔۔۔ اس فاضل فیلسوف نے کیا خوب کہا ہے
"حکمران اس وقت تک حکمرانی نہین کر سکتا اور نہ حاسدون اور مخالفون سے نجات
پا سکتا ہے جب تک کہ شرف، امانت اور وفا کا دشمنون کے ساتھ معاملہ کرنے مین دشمن
نہ بن جائے اگر شخصی محافظت اور دولت کی صیانت کی راہ مین ان چیزون کو قربان کر دیا
جائے تو حکمران کے لئے جائز ہے اور حکمران اس کا بھی حقدار ہے کہ شرف امانت اور
وفا کے بدلے مکر و فریب سے جس کو جہلا خیانت اور غدر سے تعبیر کرتے ہین کام لے۔۔
۔۔۔۔۔۔ ماکیا فیلی اے فاضل فلسفی تمہاری رائے بہت معقول اور صحیح ہے
اگر مین اپنے دشمنون کے مقابلہ مین مکر و فریب سے کام لون تاکہ ان پر قابو پاؤن تو کوئی
بری بات نہین یہ خیانت نہین ہے بلکہ ماکیا فیلی کی رائے کے مطابق انتظامی فریب ہے۔۔۔۔
۔۔۔ وفا بے نتیجہ چیز ہے مین اپنے دشمنون کو قتل کرونگا قتل کرونگا اور خوب قتل کرونگا
جس شخص پر اپنے مخالف ہونے کا مجھے شک ہوگا جس سے شر پیدا ہونے کا اندیشہ ہوگا
مین اسے زندہ نہ چھوڑونگا حکمرانون اور بڑے لوگون کی یہی سیاست ہے اور حکومتین قائم
کرنے اور نظام حکومت برقرار رکھنے مین بڑے بڑے حکمرانون اور خلفا تک نے اسی طریقہ
پر عمل کیا ہے کیا ابو مسلم خراسانی عباسیون کے مددگار نے عباسی حکومت کے قائم کرنے
مین اس سیاست سے کام نہین لیا۔۔۔۔۔ کیا ابراہیم عباسی کے حکم سے شک پر قتل بھی

کارروائی نہیں ہوئی اگر اس وقت اس سیاست پر عمل نہ کیا جاتا تو ہرگز عباسی دولت قائم نہ ہوتی... اگر عبدالحمید اس سیاست کو اختیار کرکے خلفائے عباسیہ کی اقتدار کرے اور عقلا اور فلاسفروں کی رائے پر عمل کرکے حکومت کے نظام کو برقرار رکھے تو کیا جرم ہے

اگر اس وقت سلطان کی حالت کوئی دیکھتا تو ضرور ان کو مجنون خیال کرتا اپنے جوش آمیز فقرے ختم کرکے کمرہ سے باہر نکلے اور سونے کے لئے کسی کمرہ میں چلے گئے صبح اٹھکر فوراً باشکاتب کو طلب کیا اور حکم دیا کہ رامز کو قصر الطہر لاکر حضور میں حاضر کیا جائے۔ باشکاتب نے قصر الطہ میں محافظ بھیجکر رامز کو بلایا لیکن اس نے واپس آکر بیان کیا کہ رامز قصر میں نہیں ہے۔ سلطان نے رامز کی عدم موجودگی کا حال معلوم کرکے کہا

کیا وہ کل وہاں نہیں تھا

**باشکاتب** یا امیرالمومنین کل شام تک رامز قصر الطہ میں تھا لوگوں کا بیان ہے کہ کل رات امین کے محافظوں میں سے ایک محافظ اسے لینے آیا تھا۔

**سلطان** یہ ایک حیلہ ہے تم لوگ مجرموں کی کیسی حفاظت کرتے ہو کہ وہ قصر سے نکلکر بھاگ جاتے ہیں...... یا اللہ میں یہ کیا سن رہا ہوں رامز بھاگ گیا اب میں کس پر اعتبار کروں ان مجنون مفسدوں اور خائنوں کے ایک آدمی پر بھی مجھے قدرت حاصل نہیں"

سلطان غضبناک لہجہ میں یہ کہہ رہے تھے اور باشکاتب خاموش کھڑا تھا اور رامز کی عدم موجودگی یا فرار پر غور کر رہا تھا کچھ دیر تک سلطان کی حالت یہی رہی اور اس کے بعد کہا

اب کیا کیا جائے، کیا سارے کام میں اپنے ہاتھ سے کروں یہانتک کہ قیدیوں اور مجرموں کی حفاظت بھی..... رامز بھاگ گیا اور اب اس کا تعاقب بے فایدہ ہے وہ آستانہ سے نکل گیا ہوگا اور یقیناً سالونیک گیا ہوگا خیر اس کا بھاگ جانا بھی ایک طرح سے فایدہ سے خالی نہیں اس کے ذریعہ سے اب ہمیں جمعیتہ کا مرکز معلوم ہو جائیگا تم فوراً ناظم کو تار پر اطلاع دو کہ رامز خائن ہمارے ہاتھ سے نکل گیا ہے اور غالباً سالونیک گیا ہوگا تم اس سے ملو اور اس سے دوستانہ برتاؤ کرکے اس کی حرکات و سکنات کو دیکھتے رہو جہاں جہاں وہ جائے اسکے نقش قدم پر نگاہ رکھو اور انجمن کا مرکز معلوم کرلو اور [illegible]

وہاں ہمیں سب کو گرفتار کرکے قتل کر ڈالو یا آستانہ بھیج دو اگر یہ خدمت خوبی سے انجام دی گئی تو معقول انعام اور مرتبہ دیا جائیگا ؛

باش کاتب نے تار کے مضمون کو لکھکر سلطان کی خدمت میں پیش کیا جس میں سلطان نے بعض بعض جگہ اصلاح کی اور حکم دیا کہ فوراً اس تار کو بھیجدو ۔ باش کاتب کے چلے جانے پر سلطان مسکرائے اور دلمین کہا

مجھے اپنے کاموں کو خود کرنا چاہیئے یہ لوگ اگر فرض کر لیا جائے کہ دولت کے مخلص ہیں تو بھی اتنے عقلمند نہیں کہ میری خواہش کے مطابق خدمت کو انجام دیسکیں ......

... اگر مجھے اپنی تدبیر میں کامیابی ہوئی اور یہ خائن ملک و ملت گرفتار ہو گئے تو میں ان کو بتلاؤنگا کہ عبدالحمید کیا چیز ہے ۔

اس کے بعد کچھ دیر تک سلطان ٹہلتے اور شیرین کے معاملہ پر غور کرتے رہے اور پھر دلمین کہا

جہان آرا خدا کرے کامیاب ہو جائے اور شیرین سے تمام حالات سنلوے ۔ پھر جب وہ اس سے فارغ ہو جائیگی تو میں اس کو قتل کر دونگا میرے محل میں اس کا رہنا خطرہ سے خالی نہیں "

دن بھر سلطان انہیں خیالات میں محو رہے جاسوسوں کی رپورٹیں ملاحظہ کیں اور پھر شام کو شاہی محافظ کا لباس تبدیل کرکے رامز کے باپ سعید بک کو رامز کی طرح مصر ملیدز سے باہر پہنچا دیا "

# ستانوان باب

## سالونیک

رامز ملیدز سے نکلکر اسٹیشن پر پہنچا اور کارڈ اسٹیشن ماسٹر کے حوالہ کیا جس نے اس کو سالونیک جانے والی گاڑی کے ایک خاص درجہ میں بٹھا دیا گاڑی میں بیٹھکر اب اسے بے فکری

سے واقعات پر غور کرنے کا موقعہ ملا سب سے پہلے اس کے دل میں شیرین کے متعلق یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ جلد سالونیکا پہنچ کر شیرین سے ملے اسے اس وقت تک طناز کی اس بات کا یقین نہ تھا کہ شیرین کہیں بھاگ گئی ہے اس نے فرض محال کے طور پر اس کو سچ مان کر خیال کیا کہ اگر وہ سالونیک نہ ہوگی تو مناستر میں ملیگی اور وہ سالونیک سے مناستر چلا جائیگا اس کے بعد اسے اپنی مہم کا خیال آیا اور اسے عبدالحمید کی صداقت پر یہ دیکھکر یقین ہوگیا کہ اگر عبدالحمید کے دل میں شک و شبہ ہوتا تو وہ اسے اور اسکے باپ کو رہا کیوں کرتا۔ پھر باپ کے آستانہ میں رہجانے اور ساتھ نہ آنے کا خیال آیا اور اسے یہ اندیشہ پیدا ہونے لگا کہ کہیں اس کو قید خانہ نہ بھیجدیا جائے لیکن فوراً اس خیال سے اسے تسکین ہوگئی کہ اگر سلطان کی کوئی غرض نہ ہوتی تو وہ کیوں رہا کرتا اس لئے ضرور کوئی بات ہے جو وہ وہاں رہگئے ہیں"

گاڑی اپنی رفتار سے جنگلوں، میدانوں اور دریاؤں کو طے کرتی جارہی تھی اور سامر کے خیالات کا سلسلہ رات کی مسافت سے بھی بڑھتا جارہا تھا راستہ میں رامز نے کسی ضرورت سے جیب سے رومال نکالا جس میں اسے ایک لپٹا ہوا کاغذ ملا۔ رامز کاغذ کو دیکھکر حیران رہگیا کیونکہ اس کی جیب میں کوئی کاغذ نہ تھا فوراً کاغذ کو کھولا جس میں اس نے اپنے باپ کے ہاتھ کی حسب ذیل ہدایت لکھی ہوئی پائی

ناظم اور سرکاری جاسوسوں کی نگاہوں سے محفوظ رہو وہ تمہارے نقش قدم کا پتہ لگاکر انجمن کا مرکز معلوم کرینگے میرے آنے تک اس احتیاط پر پورا پورا عمل کرنا۔

رامز باپ کی اس ہدایت کو پڑھکر تعجب کرنے اور سوچنے لگا کہ اس کا کیا مطلب ہے اس کے دل میں ناظم کی جانب سے شک پیدا ہوگیا اور ہر چند کہ اسے سلطان کی جانب سے کوئی شک نہ تھا لیکن باپ کی ہدایت پر عمل کرنا مناسب سمجھا سالونیک کے اسٹیشن سے نکل کر رامز سیدھا شیرین کے گھر پہنچا لیکن یہ دیکھکر حیرت میں رہگیا کہ مکان کا دروازہ بند ہے اور قفل پڑا ہوا ہے پاس پڑوس کے آدمیوں سے دریافت کیا ایک شخص سے معلوم ہوا کہ شیرین چند روز سے غائب ہے اور اس کے والد آستانہ گئے ہوئے ہیں اور والدہ

شیریں کی تلاش میں مناستر رامز یہ معلوم کر کے مضطرب ہو گیا آنکھوں کے آگے اندھیرا
چھا گیا اور وہ پریشان ادھر سے ادھر ٹہلنے لگا طماز کی بات اسے یاد آگئی اور اب اسے یقین
آیا کہ طماز سچ کہتا تھا تھوڑی دیر وہ اسی طرح ٹہلتا رہا اور پھر خیال آیا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیئے
سب سے پہلے اس نے مناستر جانے کا ارادہ کیا لیکن معاً خیال آیا کہ آج کی رات انجمن اتحاد و
ترقی کے جلسہ کی رات ہے اور اس میں شرکت ضروری ہے پھر خیال آیا کہ باپ کے انکا انتظا
رکرے یا تنہا جلسہ میں شریک ہو آخر اس کی رائے جلسہ میں شرکت پر مستحکم ہو گئی اور وہاں سے
سیدھا ہوٹل پہنچا تا کہ کچھ دیر آرام کر کے جلسہ میں شرکت کے لئے جائے ہوٹل میں داخل ہوتے
ہی اسے ناظم بک کا قاصد ملا جس نے رامز کو دیکھتے ہی کہا ۔

جناب سپہ سالار نے آپ کو یاد فرمایا ہے

رامز اس کے ساتھ ہو لیا ناظم بک نے نہایت عزت کے ساتھ رامز کو ہاتھوں ہاتھ لیا
اور ذات شاہانہ کی خوشنودی پر اسے مبارکباد دی اور ظاہر کیا کہ جو خدمت ہو اس سے
آگاہ کیا جائے وہ اس کی ہر ایک خواہش کو خوشی سے بجا لائینگے "

رامز نے ناظم بک کی اس عنایت و مہربانی کا شکریہ ادا کیا ممکن تھا کہ اس کا باپ اگر اس کو
ہدایت نہ کرتا تو وہ ناظم بک کی بات کو تسلیم کر لیتا لیکن اس نے رسمی طور پر شکریہ ادا کر کے کہا ۔

میں ابھی ابھی آستانہ سے آ رہا ہوں اور اس وقت آرام کرنا چاہتا ہوں انشاء اللہ پھر حاضر
خدمت ہوں گا ۔

یہ کہکر رامز اٹھا اور ہوٹل کی طرف روانہ ہوا اسے خیال ہوا کہ شاید کوئی جاسوس اس کے
پیچھے ہو گا لیکن ہر طرف دیکھ لینے کے بعد اسے اطمینان ہو گیا کہ کوئی اس کے پیچھے نہیں ہے
دن بھر رامز نے ہوٹل میں آرام کیا اور انجمن کے ممبروں کے سامنے واقعات بیان کرنے
اور تجاویز پیش کرنے پر غور و فکر کرتا رہا شام کو ہوٹل سے نکلکر ایک قہوہ خانہ میں پہنچا
تا کہ انجمن کے کسی ممبر سے جو مختلف سمتوں سے آکر شریک جلسہ ہوتے تھے راستہ میں
ملاقات ہو جائے

# اٹھاونواں باب

## انجمن اتحاد و ترقی کا نظام

مرکزی انجمن اتحاد و ترقی محدود تعداد کے لوگوں سے مرکب تھی جس میں غالباً بارہ شخص تھے ان میں سے ایک صدر تھا جس کا نام ان کی اصطلاح میں "مشخص" تھا اور باقی ممبر تھے یہ تمام لوگ وقتاً فوقتاً جمع ہوتے ضروری معاملات پر بحث و مباحثہ کرتے اور مختلف مقامات کی شاخوں کو احکام و ہدایات بھیجتے تھے ان میں اگر کوئی نیا شخص داخل ہونا چاہتا تو براہ راست اس کو داخل نہ کرتے تھے بلکہ انجمن کا ایک ممبر کسی تیسرے شخص کو درمیان میں ڈالکر اس سے گفتگو کرتا تھا جب کسی نوجوان میں انجمن کے ممبر اصلاح کی خواہش اور حریت کی طرف رغبت پاتے تو اس سے ملتے اور بتدریج اسے حریت اور اصلاح ملک کی خیال میں مضبوط و مستحکم بناتے اور جب وہ اس خیال میں پختہ ہوجاتا تو اسے بتاتے کہ انہادلسپندوں کی ایک انجمن ہے جو ملک کی اصلاح کا مطالبہ کرتی ہے اگر وہ انجمن میں شریک ہونیکی خواہش ظاہر کرتا تو اس سے وعدہ کرلیتے کہ وہ اس کو اس میں شریک کرینگے اس کے بعد انجمن کے ایک جلسہ میں اس شخص کی شرکت پر مشورہ ہوتا اگر انجمن کے ممبر اس کی شرکت پر اتفاق کرتے تو اس کا ایک نمبر مقرر کرتے اور ایک خفیہ جلسہ میں جس میں صرف وہ لوگ شریک ہوتے تھے جن کو پہلے تیار کیا گیا تھا اس کو شریک کرتے اور اس سے قرآن شریف انجیل اور تلوار پر حلف رازداری لیتے تھے یہ خفیہ جلسہ اصل انجمن سے علیحدہ ہوتا تھا اور اس میں مخصوص ممبر اور جدید امیدوار شریک ہوتے تھے جب کوئی شخص نئے ممبروں میں سے قابل اعتماد ثابت ہوتا تو اس سے کہا جاتا کہ وہ دو ایک ممبر اور بنائے وہ اور لوگوں کو تیار کرتا اور ان کو ایک خفیہ جلسہ میں شریک ہوتا اور حلف رازداری ان سے لیا جاتا اور اس سے بھی جدید ممبر بنانیکی خواہش کی جاتی اس سلسلہ میں جدید امیدوار یا شریک کا تعارف صرف اس شخص سے ہوتا تھا جس کی تحریک سے وہ انجمن میں شریک ہوتا اصل ممبروں کی صورت سے بھی وہ واقف نہ ہوتا یہ تحریک برابر بڑھتی اور کوشش جاری رہتی تھی کہ نئے

کہ نئے لوگ کثرت سے انجمن میں شریک ہوں"

اسی قسم کی احتیاط مرکزی انجمن کی شاخوں میں ملحوظ رہتی تھی شاخیں ایک خاص مرکز پر مرکزی انجمن کی طرح اس کی ہدایت پر کام کرتی تھیں اور اس کے ماتحت چھوٹی چھوٹی انجمنیں جن کے ممبر شاخ اور مرکز سے واقف نہ ہوتے تھے اپنی خدمات انجام دیتے تھے مرکزی انجمن کی شاخوں کو بڑے بڑے شہروں میں قائم کیا گیا تھا اور ان کو مرکزی انجمن کا شعبہ کہا جاتا تھا شعبوں کے ماتحت چھوٹی چھوٹی بستیوں اور آبادیوں میں فروعات قائم تھے جن کو قولات کہا جاتا تھا اور ان سب کا انتظام مرکزی انجمن کی طرح تھا ہر ایک شعبہ اور قول کا ایک صدر ہوتا تھا جو مرکزی انجمن کے احکام اور مقامی ضروریات کے مطابق کام کرتا تھا مرکزی انجمن کے ممبر شعبوں کے صدر اور بعض ممبروں سے واقف ہوتے تھے ورنہ باہم ایک دوسرے سے کسی کو واقفیت نہ تھی"

شعبوں کے قائم کرنے کی یہ صورت تھی کہ مرکزی انجمن کا جب کوئی ممبر اپنے کو شعبہ کے قائم کرنے کے قابل پاتا تھا تو مرکزی انجمن کے ممبروں اور مرخص کے سامنے اپنی خواہش پیش کرتا تھا اور کثرت رائے سے اس کو اجازت دیجاتی تھی کہ وہ جا کر اپنا کام شروع کرے اور شعبہ قائم کر کے قولات کے قیام کی صورتیں بہم پہنچائے وہ مرکزی انجمن سے جدا ہو کر جبکہ کسی دوسرے معتمد شخص کو بھیجا جاتا تھا کسی شہر میں جاتا اور حریت پسند لوگوں سے مل کر شعبہ قائم کرنے کی تجویز پیش کرتا اور اس کے قائم ہو جانے پر مرکزی انجمن سے اس کو وابستہ کر دیا جاتا لیکن مرکزی انجمن کے ممبروں کے نام سے کسی کو آگاہ نہ کیا جاتا شعبہ قائم ہو جانے اور استحکام پکڑ جانے پر مرکزی انجمن کی طرح حریت پسند لوگوں کو اس میں شریک کیا جاتا اور پھر مختلف مقامات میں ماتحت قولات قائم کئے جاتے لیکن ان میں ایک بھی مرکزی انجمن کے ممبروں کے نام سے سوائے اس ممبر کے جس نے شعبہ قائم کیا ہے واقف نہ ہوتا تھا۔

قولات بھی شاخوں کی طرح قائم ہوتے تھے اور شعبوں کا ایک قابل ممبر شعبہ سے جدا ہو کر قول قائم کرتا تھا اور بجز اسکے شعبہ کے حال سے قول کا کوئی ممبر واقف نہ ہوتا تھا۔ انجمن مرکزی شعبے اور قولات اپنی رائے کا عام لوگوں پر اثر ڈالنے کے لئے ملکی اور غیر ملکی صحافت میں

مضامین لکھتے تھے اور یہ مضامین عموماً انجمن کے ممبروں مین سے کسی خاص ممبر کے لکھے ہوتے تھے جو اس غرض خاص کے لئے منتخب کیا جاتا تھا"

مرکزی انجمن سالونیک کا مضمون نگار یا اہل قلم رامز تھا جو ہوٹل سے نکلکر قہوہ خانہ پہنچا اور بعض ممبران انجمن سے جو قہوہ خانہ مین تھے ملا چونکہ انجمن کے تمام ممبر رامز کی زندگی سے مایوس ہو چکے تھے اس لئے وہ اس کو دیکھکر بہت خوش ہوئے اور رامز نے ان کو تبلایا کہ وہ ایک اہم مہم پر آیا ہے جو تمام مشکلات ومصائب سے نجات دینے والی ہو"

چونکہ انجمن کا جلسہ کسی خاص مقام پر نہ ہوتا تھا بلکہ متفرق مقامات پر ممبرون کی قرارداد کے مطابق حسب ضرورت جلسہ منعقد کیا جاتا تھا اس لئے رامز نے جلسہ کی جگہ کا پتہ دریافت کیا ممبرون نے مکان کا پتہ اور وہان کے پہنچنے کے راستے سے رامز کو آگاہ کیا"

قہوہ بیکر سب لوگ منتشر ہو گئے رامز تنہا رہ گیا اور اسے دینے والد کا خیال آیا اور دل مین کہنے لگا ممکن ہے والد جلسہ کے وقت تک یہان پہنچ جائین اسلئے کوئی ایسی صورت اختیار کرنی چاہیے کہ وہ سالونیک پہنچنے پر فوراً جلسہ مین شریک ہون اور محل جتماع کو معلوم کر کے جلسہ کے مکان مین پہنچ جائین"

یہ خیال کر کے وہ طنازے کے مکان پر پہنچا اور ایک پڑوسی کو ہدایت کی کہ اگر کوئی شخص اس شکل و صورت کا یہان آئے تو اسے فلان محلہ کے فلان مکان پر بھیجدیا جائے رامز نے یہ ہدایت کرتے وقت کچھ زیادہ احتیاط نہ کی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر کسی جاسوس کو مکان کا پتہ بھی معلوم ہو گیا تو کیا ہے وہ جلسہ تک نہین پہنچ سکتا"

آدہی رات کے قریب رامز ہوٹل سے نکلا اور نہایت احتیاط سے چارون طرف نظر ڈالتا ہوا اس مکان کی طرف چلا جہان جلسہ ہونے والا تھا مکان پر پہنچتے ہی دروازہ اسکے لئے کھولا گیا اور مکان مین داخل ہو کر وہ ایک چور دروازہ سے ایک کمرہ مین پہنچا اور مالک مکان کو ہدایت کی کہ اگر اسکے والد یہان آئین تو ان کو جلسہ تک پہنچا دیا جائے"

کمرہ مین پہنچکر رامز کو جاسوسون کی طرف سے بالکل اطمینان ہو گیا اور پھر وہ وہان سے ایک خفیہ راستے سے محل اجتماع پر پہنچا یہ ایک وسیع مکان تھا جس مین بالکل تاریکی تھی مکان کے

چاروں طرف انجمن کے ممبر پھر رہے تھے جو ہتھیاروں سے مسلح تھے۔ رامز مکان میں داخل ہوکر آگے بڑھا اور مشرقی سمت میں ایک بڑے دروازہ پر پہنچا اور چاروں طرف دیکھکر جاسوسوں سے اطمینان کرلینے کے بعد دروازہ کو کھٹکھٹایا دروازہ کھلا اور رامز اندر داخل ہوا راستہ میں ایک چھوٹا سا چراغ رکھا تھا جس کی روشنی دُھندلی اور نہایت کم تھی چراغ کا رخ دروازہ کی طرف تھا اور روشنی سب سے پہلے اندر داخل ہونے والے کے چہرہ پر پڑتی تھی دہلیز والے اُس روشنی میں آنے والے کو دیکھ لیتے تھے اور وہ کسی کو نہ دیکھہ سکتا دہلیز میں دو شخص کالے کپڑے پہنے اور سیاہ چادر میں منہ لپیٹے کھڑے تھے رامز کے داخل ہوتے ہی ان دونوں شخصوں نے تلوار میں کھینچ لیں تھا رامز نے کلمہ شناخت کہا اور انھوں نے اپنے ہاتھ روک لئے اور رامز کے ساتھ ایک شخص کردیا جو اس کو جلسہ کے کمرہ میں پہنچا آیا کمرہ کے اندر رامز داخل ہوا جسمیں بارہ کرسیاں تھیں اور صرف ایک کرسی خالی تھی کمرہ میں داخل ہوتے ہوئے رامز نے دربان کو ہدایت کردی کہ اگر اس کے والدین تو انھیں بھی کمرہ میں پہنچا دیا جائے۔

## اٹھوان باب

### جلسہ

کمرہ میں رامز کے داخل ہوتے ہی مرخص نے میز پر آہستہ سے ہاتھ مارا جو اس امر کی علامت تھی کہ وہ کرسی پر بیٹھ جائے رامز خالی کرسی پر بیٹھ گیا کمرہ کے صدر میں مرخص کی کرسی تھی سامنے میز پر بچھی ہوئی تھی جس پر سیاہ چادر پڑی تھی مرخص کی میز کے سامنے کمرہ کے وسط میں ایک اور چھوٹی سی میز تھی جس پر قرآن شریف، انجیل، اور ایک طپنچہ رکھا ہوا تھا اور صدر کی پشت والی دیوار پر مدحت پاشا کی تصویر لٹکی ہوئی تھی"

رامز نے کرسی پر بیٹھتے ہی حاضرین پر نظر ڈالی اور دیکھا کہ کرنیل حسن رضا بک، لفٹنٹ کرنیل قاسم بک میجر نتھی بک میجر حقی بک، رفیق بک، وکیل نجاعت بک، میجر انور بک لفٹنٹ کرنیل جمال بک اور رحمی بک وغیرہ اپنی اپنی جگہ سیاہ لباس میں کرسیوں پر خاموش بیٹھے ہیں سب کے

اطمینان سے بیٹھ جانے پر مرخص (صدر) نے کہا

جلسہ کا افتتاح خدائے بزرگ و برتر کے نام اور دستور پر قربان ہوجانے والے محترم بزرگ مدحت پاشا کے ذکر سے کیا جاتا ہے۔ تمام حاضرین احتراماً کھڑے ہوگئے اور پھر ان کے بیٹھ جانے پر مرخص نے کہا

جناب یہ ہمارا بھائی رامز یلدز سے ایک خاص خبر لایا ہے جو خدا کرے ہمارے لئے مسرت اور بھلائی کی موجب ہو رامز اپنی اہم خبر کو خود بیان کریگا خاموشی اور سکون کے ساتھ رامز کا بیان کو سننا چاہیئے

رامز کھڑا ہو گیا اور کہا

آپ حضرات کو معلوم ہے کہ میں گرفتار کر کے یلدز بھیجا گیا تھا ممکن ہے آپ میری زندگی سے مایوس ہو گئے ہوں اور میری حیات کی امید منقطع ہو گئی ہو کیونکہ یلدز میں جانا گویا دوزخ میں جانا ہے

تمام حاضرین رامز کے آخری فقرہ پر ہنس پڑے اور مرخص نے کہا

ہم کو تمہارا حال معلوم ہوتا رہا ہے ہمارا ایک شجاع بھائی یلدز میں موجود ہے جو روزانہ وہاں کے تمام واقعات سے ہمیں آگاہ کرتا رہتا ہے میرا خیال ہے کہ تم اس سے واقف ہوگے۔

رامز (تعجب سے) یلدز میں ہمارا بھائی؟ نہیں میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا یلدز میں مجھے ایک قصر میں تنہا رکھا گیا تھا

**مرخص** ہماری بھائی نے بعض ان تکالیف سے بھی ہمیں آگاہ کیا تھا جو تمہیں وہاں اٹھانی پڑیں اس کا بیان ہے کہ تم وہاں قصر مالطہ میں قید رکھے گئے تھے۔

رامز ہاں میں قصر مالطہ میں قید تھا اور سخت تکالیف میں نے وہاں اٹھائیں لیکن خدا کا شکر ہے کہ میں نے اپنی قسم کو نہیں توڑا اور جمعیتِ مقدسہ کے حالات سے کسی کو آگاہ نہیں کیا سلطان اور محکمہ مابین کے لوگوں سے میری ملاقات ہوئی اور سب نے مختلف حیلوں سے مجھ سے انجمن کے حالات اور ممبروں کے نام دریافت کئے لیکن میں نے کسی کو انجمن کے حالات کی ہوا تک نہ دی میں جانتا تھا کہ میں مار ڈالا جاؤنگا جس طرح بہت سے حریت کے دلدادہ اور وطن پرست مار ڈالے گئے ہیں لیکن خدا نے ایک راستہ کامیابی اور خطرہ سے نجات کا پیدا کیا جو بغیر خونریزی کے ہمیں منزل مقصود تک آسانی سے پہنچا دیگا۔

رامز کی تقریر تمام حاضرین ہمہ تن گوش بنے سن رہے تھے تھے مرخص نے رامز کی بات کاٹکر کہا اور وہ کیا ذریعہ ہے جس سے ہمارا مقصد حاصل ہو سکتا ہے ہم اصلاح ملک کے طالب ہین اگر بآسانی اصلاح عمل مین آجائے تو ہمارے لئے بڑی مسرت کا موجب ہی ہماری انجمن کا مقصد تو صرف دستور حاصل کرنا ہے اور حکومت کو خطرات سے نکالنا

**رامز** اور وہ ذریعہ اس کے حصول کا ضامن ہے جو ہمارے لئے ایک بڑی کامیابی ہو"

انور بک نے مرخص سے اجازت حاصل کر کے کہا

کیا محکمہ یا مین نے کوئی ایسی صورت تجویز کی ہے جس سے ہمارا مقصد بغیر خونریزی کے حاصل ہو جائے ہ میرا خیال اور عقیدہ تو یہ ہے کہ اصلاح بغیر تلوار اور خونریزی کے ناممکن ہے

**مرخص** (بات کاٹکر) انور شاباش - بیشک تم جری اور بہادر ہو اور ایک بہادر کی شان یہی ہے لیکن ہمین وہ تجویز بھی تو سن لینی چاہیئے جو ہمارے مطالبات کو پورا کر دینی بتائی جاتی ہو بہت ممکن ہے اس سے ہمین کامیابی حاصل ہو خداوند تعالی کے نزدیک کوئی امر محال نہین

**انور بک** بیشک اللہ تعالے ہر چیز پر قادر ہے بھائی رامز بیان کرو

**رامز** حضرات آپ سپاہی اور بہادر ہین آپ کے لئے قتل وخونریزی بہت آسان ہو لیکن مین تو ایک اہل قلم ہون اور چاہتا ہون کہ معاملہ باسانی طے ہو جائے اور ملک کی اصلاح خوبی سے عمل مین آجائے پس مین جس کام کے لئے آیا ہون آپ کی خدمت مین عرض کرتا ہون"

---

# ساٹھوان باب

## رامز کا بیان

حاضرین ہمہ تن گوش بنکر رامز کے بیان کو سننے پر تیار ہو گئے اور رامز نے سب کو متوجہ پاکر تمام باتین بیان کین جو سلطان عبدالحمید خان سے ہوئی تھین اور سلطان کے اقرار خطار اور آزادی اصلاح کا ذکر کے اپنے رہا کئے جانیکا واقعہ بیان کیا اس کے بعد کہا سلطان کی نیت صاف ہے اور وہ چاہتے ہین کہ آپ لوگ ان سے مشورہ کرنے کے بعد اتفاق سے ملین اور اصلاح ملک

کی تجاویز پر غور کریں اور ان کے اخلاص کا ثبوت اس سے مل سکتا ہے کہ انھوں نے مجھ کو چھوڑ دیا اور ... میرے والد کو بھی رہا کر دیا

**مرحص** (بات کاٹ کر تعجب و حیرت سے) کیا تمہارے والد بھی ساتھ آئے ہیں ... وہ کہاں ہیں

**رامز** وہ میرے ساتھ نہیں آئے بلکہ اپنی صحت کو جو دس سال کی قید میں بہت خراب ہو گئی تھی درست کرنے کے لئے آستانہ میں ٹھہر گئے ہیں صبح انشاء اللہ آجائینگے کیا آپ حضرات کے نزدیک ہماری رہائی کا واقعہ کچھ اہمیت نہیں رکھتا یہ واقعہ اس بات کی شہادت ہے کہ سلطان نے اپنی غلطی کو محسوس کر لیا ہے اور اب وہ عثمانی احرار کی رہنمائی سے راہ صواب اختیار کرنے پر بالکل تیار ہیں"

حاضرین حیرت سے رامز کے بیان کو سن رہے تھے رامز کے الفاظ ختم ہوتے ہی مرحص نے کہا آپ جمعیتہ مقدسہ کے قانون سے واقف ہیں اور سب کو معلوم ہے کہ ہمارا مطالبہ دستور کا ہے یعنی استبدادی حکومت کو تبدیل کر کے دستوری حکومت کا قائم کرنا اور ہم بھی آرزو مند ہیں کہ یہ مقصد شریف خونریزی کے بغیر حاصل ہو جائے اسلئے میری رائے ہے کہ عبد الحمید کی تجویز کو قبول کر لیا جائے اور چونکہ وہ دستور دینے پر آمادہ ہیں اس لئے اس میں کسی تذبذب کو راہ نہ دینا چاہیئے جب ہم کو دستور مل جائے تو ہم کو چاہیئے کہ سلطان کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں ہمارا منشا محض اصلاح ہے انتقام نہیں۔

مرحص کے الفاظ ختم ہوتے ہی انور بک کھڑا ہو گیا غصہ سے اس کی مونچھیں حرکت کر رہی تھیں اور آنکھیں سرخ تھیں اور کہا

برادران محترم عبد الحمید کی تجویز معقول ہے خونریزی کا سد باب بھی بہترین شے ہے اور دستور کا آسانی سے حاصل ہونا بھی ایک ایسی نعمت ہے جس کی نظیر نہیں ملتی لیکن بغیر کسی قسم کی خونریزی کے دستور کا حصول قانون طبعی و اجتماعی کے خلاف ہے۔ زمانہ قدیم کی تاریخ اور قوموں کی حیات اجتماعی ثابت کرتی ہے کہ خونریزی اور کافی جد و جہد کے بغیر دستور یا حریت کبھی حاصل نہیں ہوئی ... کیا آپ حضرات کو کسی قوم کی کوئی ایسی نظیر معلوم ہے جس نے بغیر خونریزی کے آزادی یا دستور حاصل کیا ہو اور وہ بغیر کسی کوشش کے اپنے مقصد میں کامیاب

ہو گئی ہو...... میں یہ نہیں کہتا کہ دستور کا حصول بغیر خونریزی کے محال و ناممکن ہے ہم برابر سعی کر رہے ہیں کہ قتل و غارت کے بغیر ہم اپنے مقصد کو حاصل کر لیں لیکن میری رائے ہے کہ اگر ہم یونہی اسی طرح کام کرتے رہے تو ہماری کامیابی میں بہت دیر ہو گی...... ہماری یہ جمعیۃ جمعیۃ عسکریہ ہے جس کے اکثر ممبر بہادر فوجی افسر ہیں یا زبردست اہل قلم اور تمام حریت و دستور کی قدر و قیمت سے اچھی طرح واقف ہیں اس لئے ہم کو چاہیئے کہ اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ہم عجلت سے کام لیں اور حتی الامکان جلد دستور کے حصول میں کامیابی حاصل کریں!...... یہ میری ذاتی رائے ہے اور میں عبدالحمید کی تجویز کو اس سے زیادہ وقعت نہیں دیتا کہ وہ ایک حیلہ ہے جو ہمیں فریب میں مبتلا کرنے کے لئے اختیار کیا گیا ہے"

یہ کہکر انور بک کرسی پر بیٹھ گیا اور حاضرین تمام ممبروں نے انور بک کے جوش اور شجاعت کی تعریف کی ایک نوجوان نے فرط جوش میں بلند آواز سے کہا

ہم قتل کریں گے اور قتل کرینگے بغیر قتل و خونریزی کے ہم اپنے مقصد کو نہیں پا سکتے

تمام حاضرین نے پرجوش نوجوان پر نظر ڈالی جو ایک فوجی افسر تھا اور اس کا جوش شجاعت مشہور تھا۔

مرخص بہادر نوجوان کے جوش سے بہت خوش ہوا اور انور بک کی طرف دیکھکر کہا

انور بیٹا شاباش شاباش خداوند تعالیٰ تمہاری شجاعت اور جوش میں برکت عطا فرمائے جس انجمن میں تم جیسے پرجوش اور بہادر نوجوان ہوں وہ انشاءاللہ ضرور کامیاب ہوگی اور اپنے مقصد کو حاصل کریگی لیکن ہم کو چاہیئے کہ جو تجویز عبدالحمید نے پیش کی ہے ہم اس پر غور کریں سلطان عبدالحمید ہمارے مقصد اور انجمن کے اغراض سے متفق ہے اور یہ مناسب نہیں کہ ہم اس تجویز کو رد کر دیں۔

لفٹنٹ کرنیل نیازی بک نے کھڑے ہو کر کہا۔

محترم مرخص ہماری مقدس انجمن کا قانون بیشک اس تجویز کو رد کر دینے کا موید نہیں ہے...... میں آپ کے قول کی تائید کرتا ہوں لیکن گذشتہ واقعات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ عبدالحمید کا قول قابل اعتبار نہیں ہے بہت دفعہ اس نے احرار کو اس قسم کی باتوں سے اپنی

کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ بات ہماری تاریخ سے کہ وہ وعدہ جو اس نے تیرہ دن کیا تھا لیکن ایک دفعہ بھی اس نے اپنے وعدہ کو پورا نہیں کیا۔ جو ہمارے خلیفہ عبدالحمید نے مدحت پاشا کے ساتھ اس نے کیا کیا، مراد کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا اور اسی طرح مدحت پاشا جیسے نمایان ملک ومِلت کو کس طرح دہوکہ دیکر قتل کیا گیا ہے۔ مدحت پاشا سے اس نے دستور کا وعدہ کیا اور اس وعدہ کو پورا کرنے اور عمل میں لانے پر اظہار استقلال کیا لیکن پھر اس وعدہ سے پھر گیا اور بدستور استبدادیت پر قائم رہا اس کے علاوہ اٹلی کے غلامانہ طرز حکومت کے فلسفہ کو ہر وقت پیش نظر رکھتا ہے جو اس کا قائل ہے کہ حکومت کے بقا اور استحکام کے لئے حکمران کا فرض ہے کہ وہ اپنے مخالفون کو تباہ و برباد کرے ........ اگر یہ شبہ تحریری طور پر اس معاملہ کو بیان کرتا تو ممکن تھا کہ اس پر اعتماد کیا جاتا لیکن اس سے پہلے ہی ہم مشکوک ہو گئے لہذا میں اس کے صرف خلاف ہون کیونکہ اس مین ایک ایسا خطرہ پاتا ہون جس سے ہم کو کبھی پہلے سابقہ نہیں پڑا تھا

**انور بک** بیشک میں اس رائے سے اتفاق کرتا ہون

**رامز** آپ لوگون نے جو کچھ سنا ہو اس کو پیش نظر رکھکر شک کا موقع پانا آپ کے لئے بالکل حق بجانب ہے میں بھی شک اور یقین کے درمیان مذبذب تھا لیکن جب مین نے اپنی آنکھوں سے سعید بیگ کو اشکبار معذرت کرتے اور بچون کی طرح اظہار ندامت کرتے ہوئے دیکھا تو مجھے اسکے خلوص اور صدق مین کوئی شبہ نہین رہا ........ رہا سلسلۂ مکاتبت سے معاملہ کو طے کرنیکا مسئلہ اس مین کامرانی دشوار ہے کیونکہ تمام کاغذات ماہین کے واسطے سے سلطان کو ملتے ہین اور سلطان ماہین سے اتنا ڈرتے ہین کہ انہین اس سے اپنی جان کا خوف ہے اور ماہین کے ملازمین پر انہین بالکل اعتبار نہین ..... بہر حال میرے والد غالبًا صبح آجائینگے ان کی رائے سے اس مسئلہ کو طے کرلیجائے

**مرحفص** رامز کی رائے مناسب ہے اس مسئلہ پر سعید بک کے واپس آجانے پر بحث زیادہ مناسب ہوگی اگر آپ پسند کرین تو ایک عام جلسہ اسکے لئے منعقد کیا جائے جس مین انجمن کے تمام ممبر شریک ہوں

حاضرین نے بالاتفاق اس کی تائید کی اور مرحفص نے رامز کو مخاطب کرکے کہا

افسوس ہے کہ اس مسئلہ مین گفتگو کرنے مین ہمین تمہارے والد کا بالکل خیال نہ رہا کیا بلحاظ

میں تمہارے والد تم سے ملے تھے

**راهمر:** جی ہاں وہ یلدز میں میرے پاس تشریف لائے تھے اور انشاء اللہ اسی رات میں یا صبح کو وہ سالونیک پہنچ جائیں گے۔

**حقی بک:** سعید بک محترم مدحت پاشا کے دوست خدا ان کو ہمیشہ سلامت رکھے۔

---

# اکیسواں باب

## مدحت اور سعید

مرخص نے کہا!

ہاں خداوند تعالی کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے مدت کے بچھڑے ہوئے ہمارے بھائی سعید بک کو ہم سے ملایا.... بھائیو تم میں سے بہت سے لوگ اس مہم سے واقف ہوں گے اور بہت سے ناواقف بھی جس کو سرانجام دینے کے لئے سعید بک نے یہ سفر اختیار کیا تھا سعید بک میرے پرانے دوست اور رفیق ہیں میں اختصار کے ساتھ اس مہم کے ۰ آغاز کو بیان کرتا ہوں

سعید بک ایک خالص وطن پرست اور سچے احرار میں سے ہیں اور استاذ مرحوم مدحت پاشا کے رفیق اور آخر دم تک دست بدار رہے ہیں مدحت پاشا نے وطن پرستی اور حریت پسندی میں جس قدر مصائب برداشت کئے ہیں ان میں سعید بک برابر ان کے ساتھ رہے ہیں جب ان کو حکومت نے طائف میں بھیجا تب بھی وہ ان کے ساتھ تھے سعید بک کو مدحت پاشا سے عشق تھا اور مدحت پاشا دستور کے عاشق تھے جس پر انہوں نے اپنی جان قربان کر دی۔

میرے دوست سعید بک نے مجھ سے وہ تمام واقعات تفصیل سے بیان کئے ہیں جو مرحوم مدحت پاشا کو طائف میں پیش آئے انہیں بھوک کی سخت تکلیف دی گئی طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی گئیں لیکن وہ آخر تک ثابت قدم رہے سعید بک کا بیان ہے کہ جب شہید دستور مدحت پاشا کو قتل کرنے کے لئے میدان میں لایا گیا تو فوادی ان کی حفاظت پر تھے جو خود بھی نہ رحمت

مین سے ایک خائن ملک و ملت جو کسی قوم کا تھا اور باقی دوسری اقوام کے آہ ان وطن فروشوں اور خائنان ملت نے محترم مدحت پاشا کا گلا گھونٹ کر مارا اور سر کاٹ کر ایک بند صندوق مین بند کیا اور اس پر لوگون کو دھوکہ دینے کے لئے یہ لکھکر کہ اس مین جاپانی ہاتھی دانت کا سامان ہے یلدز کو سلطان کی خدمت مین بھیج دیا۔

آہ سعید بک یہ واقعہ بیان کرتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے مین سعید بک کے اس بیان سے بیحد متاثر ہوا اور دیر تک روتا رہا"

بھائیو دستور پر قربان ہوجانے کے لئے تم کو بھی تیار رہنا چاہئیے احرار کے سردار مدحت پاشا نے راہ دستور مین جو مصائب اٹھائے ہین ان کے لئے ہم کو بہت متشکر رہنا چاہئیے عبدالحمید نے اگرچہ محترم مدحت پاشا کو قتل کرا دیا ہے لیکن انھون نے دلون پر ستون مین جو روح دستور پھونکی ہے وہ کمزور اور ضایع نہین ہوسکتی ان کی تعلیم زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہیگی [illegible] کے لئے ہم جو کوشش کررہے ہین وہ محترم مدحت پاشا کی پیدا کی ہوئی [illegible] مدحت پاشا نے ملک و قوم پر جو احسانات کئے ہین وہ یہین تک ختم نہین ہوسکتے انھون نے ہم کو متنبہ کیا ہے کہ ہم خطرات کو پیش نظر رکھین اور کسی کے مواعید پر بھروسہ نہ کرین اور جس طرح انھون نے اپنی زندگی راہ دستور مین بسر کی ہے ہم بھی اسکی پوری پوری تقلید کرین محترم مدحت پاشا نے سعید بک کے ذریعہ ہم کو کچھ زبانی ہدایات دی ہین جن کو وہ خود یہان پہنچکر بیان کرینگے بیان کیا جاتا ہے کہ جس زمانہ مین محترم مدحت پاشا قصر الطایف مین قید تھے اور ان کا معاملہ [illegible] تھا انھون نے آثار سے اپنی زندگی کو خطرہ مین پاکر اپنے ہاتھ سے ہمارے لئے وصیت لکھی تھی اس کو قصر الطایف مین چھپا دیا تھا تاکہ قصر سے چلتے وقت وہ اس کو ہمارے لائین اور کسی خاص آدمی کے ہاتھ ہم تک پہنچا دین لیکن افسوس ہے کہ انھین وصیت اپنے ساتھ لانے کا موقع نہین ملا اور وہ قصر تک نہ جاسکے اسلئے انھون نے سعید بک کو وصیت کے حالات سے آگاہ کیا اور وصیت کی کہ وہ اس کو وہان سے نکال لائین اور احرار کو پہنچا دین"

سعید بک جب طایف سے واپس آئے ہین تو تم نے دیکھا ہوگا کہ وہ مدت تک خاموش رہتے تھے اور ہر وقت انہین قصر الطایف سے وصیت لانے کا خیال رہتا تھا آخر کار [illegible] وہ

لندن میں پہنچے اور وصیت نکال لانے کی کوشش میں مصروف ہوئے لیکن افسوس ہے کہ دس سال سے زیادہ گذر گئے اور وہ اب تک واپس نہیں آئے اور ہم نہایت بے چینی سے اُن کا انتظار کر رہے ہیں بہرحال خدا کا شکر ہے کہ میں تم کو اُن کے واپس آنے کی خوشخبری دیتا ہوں ہماری کامیابی کا وقت اب آگیا ہے اور ہم استبدادی حکومت کے پنجۂ ظلم سے اب بلد نجات پانے والے ہیں"

مرخص واقعات بیان کر رہا تھا اور تمام لوگ خاموش بیٹھے سن رہے تھے رامز اگرچہ سعید بک کا بیٹا تھا لیکن ان واقعات کی اسے بھی خبر نہ تھی اور وہ حیرت کے ساتھ ان واقعات کو سن رہا تھا۔ مرخص جب اپنی تقریر ختم کر کے خاموش ہو گیا تو الوبا نے جو اس وقت تک ہمہ تن گوش بنا ہوا مرخص کی تقریر سن رہا تھا کھڑے ہو کر کہا

"محترم سعید بک کب تک تشریف لا سکیں گے کچھ زیادہ عرصہ تک تو ہم لوگ انتظار کی زحمت گوارا کرنی پڑے گی!"

رامز نے کہا

"مجھے امید ہے کہ وہ آج ہی رات یا کل کسی وقت ضرور یہاں پہنچ جائیں گے شاید وہ میرے ساتھ اسی لئے تشریف نہیں لائے کہ وہ قصر بالمرا سے وصیت نکالیں اور اس کو لیکر آئیں محترم مرخص کی تقریر سنکر میں نے یہ خیال قائم کیا ہے ممکن ہو درست ہو بہرحال میں نے محافظوں کو ہدایت کر دی ہے کہ وہ اس وقت اگر یہاں پہنچ جائیں اور جلسہ میں تشریف لانا چاہیں تو ان کو روکا نہ جائے امید ہے کہ وہ اگر اس وقت تشریف لے آئے ہوں گے تو ضرور جلسہ میں آئیں گے"

الوبا نے کہا "میری رائے یہ ہے کہ ہم مرخص مسئلہ زیر بحث کے فیصلہ کو سعید بک کے تشریف لانے پر موقوف رکھیں تاکہ حضرت پاشا کی وصیت سے آگاہ ہو جانے پر فیصلہ میں آسانی ہو"

الوبا کا فقرہ ختم نہ ہوا تھا کہ یکایک دروازہ کھلنے کی آواز آئی اور سب خاموش ہو گئے تھوڑی دیر میں کمرہ کا دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز سنائی دی اور ایک محافظ نے داخل ہو کر بتلایا کہ

"ایک شخص باہر ہے میں واقف نہیں ہوں وہ اندر آنا چاہتا ہے مگر میں نے اس کو آنے سے منع

کیا تو اس نے کہا کہ میرا بھائی رامز کو بلا لاؤ مرشد یہ خیال کر کے کہ اجنبی شخص یقیناً سعید بک ہے بہت
خوش ہو گیا اور مسرت سے کہا کہ وہ بھائی بیٹھے ہیں آپ نے [illegible] بلا لاؤ پھر رامز باہر چلا گیا اور تمام لوگ
اس کی واپسی کو بے چینی سے انتظار کرنے لگے سکوت چھایا ہوا تھا اور سب کی آنکھیں دروازہ پر
لگی ہوئی تھیں کہ رامز واپس آیا سعید بک اس کے ساتھ تھے مرشد نے سعید بک کو دیکھتے ہی اشارہ
کیا کہ تمام لوگ کھڑے ہو کر تعظیم دیں سعید بک کے کمرے میں داخل ہوتے ہی سب لوگ کھڑے [illegible]
ہو گئے اور مرشد نے کہا

سعید بک ہم سب نے آپ کے استقبال کے لئے کھڑے ہوتے ہیں آپ نے حریت کی راہ
میں جو خدمت کی ہے اس نے آپ کو ہمارا محترم بنا دیا ہے ہم آپ کے ایثار و فضل کا اقرار
کرتے ہیں اور سب سے بڑی بات جس نے ہم کو آپ کی تعظیم پر آمادہ کیا یہ ہے کہ آپ اس وقت
ہمارے محترم استاد شہید حریت جناب مدحت پاشا مرحوم کے پیامبر ہیں"

سعید بک نے شکریہ ادا کیا اور پھر مرشد کے اشارہ سے اس کرسی پر جو مرشد کے قریب تھی
بیٹھ گیا دہشت اور خوف اس کے بشرہ سے نمایاں تھا اور گہری نظر سے باپ کو دیکھ رہا تھا اور
اس کی دہشت و خوف سے بے حد متاثر تھا سب لوگ اطمینان سے بیٹھ گئے اور سعید بک کی طرف
دیکھنے لگے اور بے چینی کے ساتھ انتظار کرنے لگے کہ وہ اب کیا بیان کریگا سعید بک دیر تک حاضرین
جلسہ کی طرف خوف آمیز نظروں سے دیکھتا رہا اور پھر مدحت پاشا کی تصویر پر نظر ڈالی جو کمرہ
کی دیوار پر آویزاں تھی مدحت پاشا کی تصویر پر نظر پڑتے ہی اس کی آنکھوں سے آنسو جاری
ہو گئے مرشد نے سعید بک کو غمگین اور دل گرفتہ پا کر گذشتہ غم انگیز واقعات و حادثات سے توجہ
ہٹانے کے لئے سعید بک کی طرف دیکھ کر کہا

سعید بک آپ کی تشریف آوری سے ہم کو بیحد مسرت ہوئی ہے اور اس مسرت میں اس
سے اور اضافہ ہوا ہے کہ ہمارا بھائی رامز بھی موت کے خطرہ سے نجات پا کر آیا ہے آپ کو ہماری
مسرت اور ہمارے قلوب کی بہجت کا کوئی اندازہ ہوگا ہم آپ کے [illegible] اپنے لئے ایک نیک فال تصور کرتے ہیں اے ہمارا استاد شہید حریت بے [illegible]
[illegible] خیر خواہی دیکھ سلامت ہے جب آپ ہم میں موجود ہیں [illegible] تشریف لائے ہیں [illegible]
[illegible] ملک کی خوشی [illegible] کو انجام پر پہنچا کر چھوڑیں گے [illegible] شہید

[illegible] اس کو حاصل کرنے میں ناکام [illegible] ہوتے ہیں

[illegible] وصیت [illegible]

[illegible] وصیت [illegible] مرحوم [illegible] مقام [illegible]

[illegible] اور اس مقام کے [illegible]

[illegible] اور وصیت [illegible]

[illegible] پڑ گیا تھا

ہرچند انھوں نے دریافت کیا اور قصر یلدز میں بلا وجہ میری موجودگی کا سبب معلوم کرنا چاہا لیکن میں نے کوئی جواب نہیں دیا اگر چاہتا تو کسی حیلہ سے [illegible] مناسب نہیں [illegible] وصیت [illegible] [illegible] یہاں [illegible] سے زیادہ اٹھایا اور وصیت حاصل کرنے کے لئے ایک دن وہاں کا قیام مناسب ضروری خیال کیا غرض میں اس مقام پر پہنچ گیا جہاں وصیت محفوظ تھی اور وہاں سے وصیت نکالا کر اپنے کپڑوں میں اس طرح چھپایا کہ کسی کو معلوم نہ ہوسکے مختصر یہ کہ غرض یہ تھی وہ وصیت یہ ہے

یہ کہکر سعید بک نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور چند اوراق جو زمین میں مدفون ہونے کی وجہ سے خراب ہوگئے تھے نکال کر مرغص کی خدمت میں پیش کئے حاضرین شوق اور بیچینی کے ساتھ گردنیں لمبی کرکر کے ان اوراق کو دیکھنے لگے اور اسکے پڑھے جانے کے شوق میں بالکل خاموش ہوگئے"

---

# باسٹھواں باب

## مدحت پاشا کی وصیت

سعید بک کھڑا ہوگیا اور مرغص کے ساتھ اوراق کو جو بے ترتیب تھے ترتیب دینے لگا مرغص نے وصیت پر غور سے نظر ڈالی اور مدحت پاشا کا خط پہچان کر اس پر بوسہ دیا اور کہا بیشک بیشک یہ وصیت مرحوم ہی کی ہے میں نے ان کا خط پہچان لیا یہ انہیں کے ہاتھ کی لکھی

یہ کہکر کاغذون کو بے ترتیب سے اٹھا لیا اور سیکریٹری کہا

یہ وصیت ہے۔ کہ طرز تحریر سے ظاہر ہوتا تھا بہت عجلت مین لکھی گئی ہے جگہ جگہ سطرین منقطع

ہین جو مرتے وقت کی کمزوری کو نمایان کرتی ہین

کاغذون کو ترتیب دیکر مرخص نے اول سطر پر نظر ڈالی اور پھر وصیت کو پڑھنا شروع

کیا پہلی ہی سطر مین جلی حرفون سے یہ لکھا تھا

## دستور کو شمشیر سے حاصل کرو

انور بک مدحت پاشا کی وصیت کے یہ الفاظ سنکر ضبط نہ کرسکا اور چلا کر کہا

بالکل ٹھیک ہے ۔۔۔ تلوار ہی کی قوت سے دستور حاصل کیا جائے

مرخص نے جو یاور آفیسر تھے انور بک کی طرف دیکھا گویا وہ قطع کلام پر اسے تنبیہ کررہا ہے انور بک قاعدہ اور اصول کا بہت پابند تھا اور نظام جمعیتہ کی حفاظت ضروری سمجھتا تھا اس موقع پر اسکا قطع کلام آتا اس صداقت کی بنا پر تھا جو توافق رائے سے اُسے حاصل ہوئی انور بک اس وقت بہت خوش تھا مسرت چہرے سے ٹپک رہی تھی اور مدحت پاشا کی وصیت سننے کے لئے بیقرار تھا۔

مرخص نے آگے پڑھنا شروع کیا

طلب حریت کی راہ مین مین اپنی جان قربان کرتا ہون لیکن خدا کا شکر ہے کہ مین تنہا ہون اور میری موت سے روح حریت کو جو عثمانی قوم کے وطن دوست لوگون مین نشو و نما پارہی ہے کوئی نقصان نہین پہنچ سکتا مجھے امید بلکہ یقین واثق ہے کہ زمانہ اس روح کو ملک مین پھیلائیگا اسلئے مجھے اپنے مرنے کا رنج نہین احرار مین سے اگر ایک دو دس بیس یا سو آدمی مارے بھی جائین تب بھی اس مقصد اعظم کو خطرہ نہین حصول حریت کا جذبہ اب دبنے والا نہین ہے بلکہ زمانہ کے ساتھ برابر ترقی کریگا اور ایکدن ملک اپنے مقصد کو حاصل کرلیگا چونکہ مجھے اس کا یقین ہے اس لئے مین یہ چند سطرین بطور وصیت کے لکھتا ہون اور اپنا مخاطب عثمانی قوم کے ان افراد کو قرار دیتا ہون جو اس تحریک کے روح رواں ہین"

میرے دوستو ثابت قدمی سے کوشش کئے جاؤ اپنے استقلال مین ضعف نہ آنے دو

اور حمایت وطلب حق کا مطالبہ کرتے رہو انشاء اللہ العزیز کامیاب ہوگے دستور ملیگا اور ضرور ملیگا خواہ دیر مین ملے اسلئے کہ وہ حق ہے اور حق مستحق لوگون کو ضرور ملتا ہی ہم کامیاب ہون گے اور ضرور کامیاب ہون گے"

نامہ واقعات سے مین جس نتیجہ پر پہنچا ہون اور جو تجربات مجھے اپنے ایام گرفتاری وجلا وطنی مین ہوے ہین میرا فرض ہے کہ مین اُن سے تمہین آگاہ کردن کاش یہ تجربات مجھے پہلے سے ہوتے اور مین کارکنان حکومت کے فریب سے اب سے پہلے واقف ہوتا تو ظالمون کی دسترس سے محفوظ رہتا اور اپنی آنکھون سے دستور کو دیکھتا ہرچند کہ مین دنیا کو چھوڑ رہا ہون اور دستور کا مبارک وقت مجھے اپنی زندگی مین دیکھنا نصیب نہوگا لیکن مین پورا اعتماد رکہتا ہون کہ قوم دستور حاصل کریگی اور ضرور حاصل کریگی"

مجھے اس کا افسوس ہی کہ مین نے کارکنان حکومت پر کیون بہروسہ کیا کہ مجھے یہ روز بد دیکھنا پڑا اعتماد اور ظالم کارکنان حکومت پر اعتماد نے میرے ارادون کو تباہ کر دیا اور اب مین زندگی سے مایوس ہوکر یہ چند سطرین بطور وصیت لکھہ رہا ہون"

عدالت کی طلب پر ظالم حاکم کے پاس جا رہا ہون اور مجھے یقین ہے کہ میری موت کا فیصلہ کیا جائیگا وقت تھوڑا ہے اسلئے چند باتین لکھتا ہون ان ہدایتون کو محفوظ رکھو اور ان کو پیش نظر رکھکر ملک اور قوم کی خدمت انجام دو

(۱) قوم مین تعلیم پہیلاؤ اور عوام کو ترقی کی راہ پر لگاؤ کیونکہ تمام خرابیون کی بنیاد لاعلمی جہل اور نادانی ہے تعلیم سے میری مراد صرف اسکولون اور کالجون کی تعلیم نہین ہی یعنی صرف نحو حساب اور نہ مقصود تعلیم سے علم طب اور ریاضی ہی بلکہ میری غرض تعلیم سے یہ ہے کہ آئندہ نسلون اور موجودہ نوجوانون کی تربیت مین پوری کوشش سے کام لو ان مین حریت شخصیہ کے جذبات پیدا کرو ان کے خیالات اور فکر کو پاکیزہ اور وطن پرستی کی روح پیدا کرکے ان کو خالص محب وطن بناؤ یہی وہ تعلیم و تربیت ہی جو کامیاب بنائیگی اور مقصود حاصل ہوگا اور یہ سب باتین بڑی آسانی سے اس وقت پوری ہوسکتی ہین جبکہ عورتون کی تعلیم مین پوری کوشش کی جائے تعلیم یافتہ عورتین بھی محب وطن ہوتی ہین تو مستقبل کی مدعی ان مین خود بخود

پیدا ہو جاتی ہے اور وہ پورے ہوش سے اپنے جذبات کے موافق کام کرتی ہیں جب عورتیں کافی تعلیم حاصل کر لیں گی تو وہ آیندہ نسلوں کو خود مناسب تربیت و تعلیم سے آراستہ کریں گی یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ جس قوم کی عورتیں تعلیم یافتہ اور مضبوط ارادہ کی ہوتی ہیں اُس کے بچے حریت نواز اور خالص محب وطن ہوتے ہیں اگر ان بچوں کو مدارس کی تعلیم نہ بھی دی جائے تب بھی وہ اپنی تعلیم یافتہ ماؤں کی تربیت سے وطن پرست اور فدائے ملک و قوم بن سکتے ہیں مقصود عمدہ تربیت سے ہے اور وہ بچپن میں ماؤں کی توجہ سے حاصل ہو سکتی ہے بہر حال میری پہلی نصیحت یہ ہے کہ جاہل اقوام کو ترقی دیجائے اُن میں حریت کی روح پھونکی جائے اور ان کو خالص محب وطن بنایا جائے اگر یہ نصیب عثمانی قوم میں حریت اور وطن پرستی کا مادہ پہلے سے ہوتا تو کبھی یہ واقعہ پیش نہ آتا کہ پارلیمنٹ قائم ہو جانے کے بعد توڑدی جاتی اور دستور کو فنا کر دیا جاتا آہ کس قدر افسوسناک واقعہ ہے کہ قوم کو دستور ملے اور پھر اُس سے چھین لیا جائے اور وہ خواب غفلت میں مبتلا رہے اس دردناک واقعہ اور ظلم پر وہ خاموش بیٹھی رہے نہ صدائے احتجاج بلند کرے اور نہ تلوار بلند کی جائے" میں قوم کے جہل و غفلت پر افسوس کرتا ہوں اگر عثمانی قوم جاہل اور بے حس نہ ہوتی تو مجھے یہ روز بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا میری عبرتناک قربانی سے سبق حاصل کرو کاش مجھے کسی طرح یہ معلوم ہو جاتا کہ میری موت بہترین نتیجہ کی موجب ہوگی تو میں نہایت خوشی سے اپنی جان دیتا"

(۲) تشتت اور تفرق سے بچنے کی پوری کوشش کرو مذہب ملیت کے ناگوار و مخالفانہ پہلو کو نظر انداز کرو تمام مذاہب کی قومیں یکدل ہو کر حریت کی آواز کو خلوص سے بلند کریں اپنے مقصد وحید دستور کے حصول میں اپنی انتہائی قوت سے کام لیں دوستو دیکھا تم میری یہ وصیت سب سے زیادہ اہم و ضروری ہے مملکت عثمانیہ میں مختلف عناصر و مذاہب کے لوگ آباد ہیں اور جب تک سب متحد نہ ہو جائیں کامیابی ممکن نہیں اس لئے تعصب کی جڑوں کو اکھاڑ پھینکو قومی - جنسی - اور مذہبی تفریق کو مٹا دو اور عثمانیت جو تمام آبادی کا مرکز ہے اس پر متفق ہو جاؤ - اسلام نصرانیت اور یہودیت کے ذکر کو بالکل بھول جاؤ تر کی - عربی، رومی - بلغاری - اور البانی کے خیالات کو پس پشت ڈال دو اور ان تمام اختلافات کو دور کر کے

صرف ایک چیز یعنی عثمانی بچاؤ یا باہمی اختلاف و مخالفت ایک ایسا خطرناک ہتھیار ہے کہ دشمن اس سے نہایت آسانی کے ساتھ ہماری قوت کو توڑ کر ہم کو منتشر کر سکتا ہے۔ دشمنان حریت جسقدر ہمارے باہمی اختلافات سے فایدہ اٹھا سکتے ہیں اتنا کسی دوسری چیز سے نہیں۔ یہ ظالم دشمنان حریت کوشش کریں گے کہ باہمی اتفاق و اتحاد کو توڑ دیں اور عناصر ملت میں اختلاف پیدا کرنے کے وسائل اختیار کریں اسلئے اگر تم کامیاب ہونا چاہتے ہو تو اتحاد و اتفاق کی رسی کو مضبوط پکڑے رہو اور ظالموں کی دسترس سے باہر ہو جاؤ۔ ہم سب مظلوم ہیں ظالم حکمرانوں کے ظلم سے کوئی بچا ہوا نہیں ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا عیسائی یہودی ہو یا مجوسی ... ترکی ہو یا عربی تاتاری ہو یا روسی سب مظلوم ہیں اور حکومت کا ظلم کسی فرقہ کسی مذہب اور کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں ہے اس لیے ہمارا پہلا فرض ہے کہ جب ہم سب کی یکسان حالت ہے اور حکمران ہم سب کیساتھ یکسان ظلم و ستم کا برتاؤ کرتے ہیں تو ہم سب کو یکدل ہو کر متحد ہو جانا چاہیے۔ دشمنان دستور و حریت سے مقاومت و مدافعت کے لیے تم کو صرف فوجی قوت پر اعتماد رکھنا چاہیے خفیہ انجمنوں کو قائم کرو اور ان میں فوجی افسروں اور سپاہیوں کو داخل کرو فوج کامیابی کا بہترین ذریعہ اور جسم کا قابل اعتماد حصہ ہے انکی تلواروں سے دستور قائم ہوگا اور حریت کو استحکام نصیب ہوگا جب تک فوج تمہارے ساتھ نہ ہوگی تمہاری تمام کوششیں لاحاصل و بیکار ہونگی ظالم حکمران طبقہ سے ہم کو اگر نجات نصیب ہو سکتی ہے تو صرف فوجی سپاہیوں کے ہاتھوں سے یہی وہ قوت ہے جو اس طبقہ سے مقابلہ کر سکتی ہے اور ملک کو جبر و ظلم سے نجات دلا سکتی ہے اگر فوج ہمارے ہمنوا ہو گئی تو کامیابی سامنے ہے فوج کی معیت میں ہم بآسانی اپنی خواہشوں کو پورا کر سکتے ہیں اور کامیابی کی منزل مقصود پر پہنچ سکتے ہیں یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ وہ حقوق طلب قوم جس کی مددپر فوج نہ ہو کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی اپنی قوت کو مضبوط کرو اور فوجی سپاہیوں کو جو مضبوط ارادے کے ہوں اپنا مددگار بناؤ اور ان پر اعتماد رکھو"

فوجی سپاہیوں کو اپنا مددگار بنانے کے لئے ایک ایسے معتمد شخص کی ضرورت ہے جو ان میں حریت کی روح پیدا کر کے ان کو اپنا ہمخیال بنائے اور اس کام کو فوجی افسروں سے بہتر کوئی انجام نہیں دیسکتا اسلئے فوجی افسروں کو اپنا ہم خیال بناؤ اور ان پر اعتماد رکھو افسر فوج کے رہنما ہوتے

ہین اور ان کی تحریک سے امید ہے کہ وہ جلد ہماری مدد پر آمادہ ہو جائینگے اور چونکہ فوجی سپاہی عموماً جاہل ہوتے ہین اس لئے وہ اپنے افسرون کا حکم خوشی سے بجالاتے ہین اور اسکی پوری پوری اطاعت کرتے ہین خواہ وہ ان کو خطرہ مین ڈالے یا کسی راحت کے مقام پر لیجائے البتہ فوجی افسرون کا تعلیم یافتہ اور روشن خیال ہونا ضروری ہے اور وہ فوجی افسر جو موجودہ تحریک سے خود بخود دلچسپی لیکر ہمارا مددگار بنے وہ تو شمشیر برہنہ ہو۔

غرض ان فوجی افسرون پر جو تعلیم یافتہ اور حریت پسند ہون پورا اعتماد رکھو وہ تنہا اپنی تلوارون سے وہ کام انجام دیکھینگے جو دوسرون سے ممکن نہین ان کی تلوارین حمایت وطن اور دستور کے لئے جب اٹھینگی تو دستور حاصل کر کے نیام مین جائینگی

وصیت کے مذکورہ بالا الفاظ سے حاضرین مین ایک جوش پیدا ہوا اور اگر اس وقت ان کو بولنے کی اجازت دیجاتی تو سب یکزبان ہو کر

خداوند تعالے سپاہ کو زندہ و قائم رکھے

کا نعرہ بلند کرتے لیکن پابندی ضوابط کے خیال سے سب خاموش تھے مرخص نے کچھ تامل کیا اور پھر پڑھنا شروع کیا

(۷) میری یہ وصیت نہایت اہم اور خصوصیت سے محتاج توجہ اور قابل عمل ہے میری اور میرے دوسرے احرار بھائیون کی زندگی نے بتایا ہے کہ احرار صاف باطن عموماً دوسرے لوگون پر بھروسہ کر لینے مین تامل نہین کرتے اور ہر ایک شخص پر اعتماد کر لیتے ہین اور اسکی باتون کو صحیح و درست تسلیم کرنے مین انہین عذر نہین ہوتا ان کی اس دیانت و صداقت نے انہین سخت نقصان پہنچایا ہے اور ان کا وثوق و اعتماد انہین بہت دفعہ خطرہ مین ڈال چکا ہے وطن فروش لوگون نے ان کو دھوکہ اور فریب دیکر ان سے حالات معلوم کئے اور پھر ان کو حکومت کے ہاتھون مین دیدیا تم کو ہدایت کرتا ہون کہ تم کسی شخص پر اگر وہ اپنا شریک نہین ہے اعتماد نہ کرو اور خصوصاً سلطان عبد الحمید کے بارہ مین تو میری یہ وصیت تمہارے ہاتھون مین پہنچے اگر عبد الحمید اس وقت زندہ ہو تو مین تم کو وصیت کرتا ہون کہ تم اس پر اعتماد نہ کرنا اس کی کسی بات کو صحیح اور درست نہ ماننا خواہ وہ کتنی ہی اہم اور سخت قسم کیساتھ اور اعتماد قائم کرنے کے لئے کیا ہی حلف اٹھائے عبد الحمید کی بات

قابل اعتبار نہیں وہ اپنے مطلب کے لئے جھوٹ بولنے اور قسم کھانے کی پروا نہیں کرتا مگر میں تم کو ہدایت کرتا ہوں کہ عبدالحمید پر بھروسہ نہ کرنا عبدالحمید پر اعتماد نے میری زندگی کا خاتمہ کیا اور ہمیشہ کے لئے تم سے جدا کر دیا ..... وہ کتنی ہی سادگی اخلاص اور عقیدت سے کوئی بات کہے اس کے چہرہ سے کتنی ہی صداقت نمایاں ہو اس کا بشرہ اس کے متلون ضمیر کی کتنی ہی ترجمانی کرے لیکن تم ہرگز اس کی بات کا یقین نہ کرنا عبدالحمید میں یہ کمال ہے کہ دوسرے لوگوں بلکہ اپنے دشمنوں تک پر اپنا اثر ڈالنے کے لئے اپنا چہرہ اتنا متاثر اور آنکھیں صداقت و دیانت سے بھری ہوئی بنا لیتا ہے کہ لوگ اس کی باتوں میں آجاتے اور اس کے سادہ بشرہ سے جو اثر ڈالنے کے لیے بنا لیا جاتا ہے متاثر ہو جاتے ہیں میں نے اپنی زندگی میں بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے لیکن جو بات عبدالحمید کے بشرہ میں نظر آئی وہ کسی چیز میں نہیں دیکھی۔ اس کے چہرہ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ عبدالحمید صداقت کا پتلا اور دیانت مجسم ہے ملک اور قوم کا ہمدرد اور خیر خواہ ہے لیکن یہ سب حقیقت کے خلاف اور ایک فریب ہوتا ہے"

عبدالحمید نہ صرف اپنے بشرہ اور پرنم آنکھوں سے مخالفوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے بلکہ اس کی گفتگو بھی اتنی شیریں ہوتی ہے کہ مخاطب اس پر اعتماد کرنے کے بجز کوئی چارہ نہیں دیکھتا وہ کبھی ملک اور قوم کی حالت کو افسوسناک لہجہ میں بیان کرتا اور کبھی آنکھوں سے آنسو بہا کر ہمدردی ظاہر کرتا ہے لیکن اس کے دل میں کچھ نہیں ہوتا صرف ظاہری باتیں ہوتی ہیں اسلئے ایسے خطرناک شخص سے بچنا اور پوری احتیاط سے کام لو

وصیت کے یہ فقرے حضرت میں نہایت غور و خوض اور توجہ سے سن رہے تھے جونہیں کہ مرخص نے وصیت کا آخری فقرہ تمام کیا انور بیک بیتاب ہو کر کھڑا ہو گیا کامیابی کی سرخی اسکے چہرے سے جھلک رہی تھی اور جلوہائے چشم میں آنکھیں تیزی سے حرکت کر رہی تھیں انور بیک نے کھڑے ہو کر مرخص کیطرف دیکھا اور کہا

حضرت مرخص سے میں یہ کہنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ

خداوند تعالیٰ ابوالاحرار جناب مرحوم کی روح کو خوش رکھے ..... ان کی رائے نہایت معقول اور صحیح ہے اور امر متنازعہ فیہ کا فیصلہ کامل امید ہے کہ اب میری رائے کو پسند کیا جائیگا۔

مرخص انور بیک کے الفاظ سنکر مسکرایا اور پھر وصیت کو آگے پڑھنا شروع کیا

(۵) ایک اور اہم امر وصیت کے ہے باقی ہے تم اس کو پڑھکر تعجب کرو گے اور تمہارا تعجب بیجا نہیں ہے

تم اُن اصول و قواعد سے ناواقف ہوگے جو حریت کا مقتضیٰ ہین حریت عدل واحسان اور نرمی کی مقتضی ہی خون بہانا حریت کے خلاف ہی لیکن اصل یہ ہے کہ حریت بغیر خونریزی کے حاصل نہین ہوسکتی اور بغیر خون بہانے حریت کا نشوونما ناممکن ہی"

میرا مقصد یہ ہے کہ وہ لوگ جو حریت وآزادی کی راہ مین مزاحم ہون دشمنان ملک و ملت ہین اور انکا قتل جائز ہے اکثر ایسا ہوا ہی کہ ایک شریر شخص قوم کی تباہی کا سبب ٹھہرا ہے اور شخص واحد کی شرارت نے قوم کے حقوق کو تباہ وپامال کر دیا ہی اگرچہ حق وصداقت کسی کے قتل کی مقتضی نہین لیکن سیاست کا اقتضاء ہے کہ اس قسم کے خار راہ کو دور اور اُس کی خطرناک ہستی سے زمین کو پاک کر دیا جائے ضرور ہے ان خطرناک لوگون کو قتل کرو اور جس طرح ممکن ہو دنیا کو اُن کے وجود سے پاک کرو جب تک ایسے لوگ زمین پر نجاست پھیلاتے رہین گے حق وصداقت کی خوشبو غلبہ حاصل نہ کریگی اور جبکہ ہمارے ساتھ فوج اور فوجی افسر ہون گے تو تمہارے لئے اس قسم کی مشکلات پر غالب آنا کچھ بھی دشوار نہ ہوگا غرض مین تاکید کرتا ہون کہ جو شخص حریت اور دستور کا مخالف ہو اسکا قتل ضرور ہے اگر اس کے قتل کا مواخذہ کیا جائیگا تو درگاہ رب العزت مین اس کا تمام گناہ مین اپنے سر لے لون گا تم اگر محافظین دستور وحریت مین سے ایک شخص کو قتل کروگے تو اس کے معنے یہ ہون گے کہ تم نے ایک قوم کو زندہ کیا کاش مین پہلے سے اس ضروری امر کی طرف توجہ کرتا اور مجھے اپنی زندگی مین اس کا موقعہ ملتا تو تمام دشواریان دور ہو جاتین اور دستور مل جاتا لیکن سنت اللہ وعادت خداوندی یونہی جاری ہو کہ آئندہ نسلین پیشرؤون سے تجربہ حاصل کرتین اور ان کے کارنامون اور زندگی کے حالات سے مستفید ہوتی ہین"

مریض وصیت کو یہان تک پڑھ کر ٹھہر گیا سانس لیا اور سانس کو قائم کیا تمام لوگ خاموش بیٹھے تھے کہ ایک نوجوان فوجی لفٹنٹ جس کا نام کریم بے تھا بلند آواز سے پکارا گویا وہ رحمت پاشا کے خیالات سے پورا اتفاق رکھتا ہے سانس قائم کرکے مریض نے پھر آگے پڑھنا شروع کیا

(۶) جب تم کو خداوند تعالیٰ یہ عزت بخشے کہ تم دستور حاصل کر لو تو تمہارا فرض ہے کہ تم عبد الحمید خان کو تخت سے علیحدہ کر دو اور ایک لمحہ کے لئے بھی اس کو تخت پر قائم نہ رکھو اگرچہ وہ تمہین اسکا کتنا ہی یقین دلائے کہ اس نے اپنے خیالات سے رجوع کر لیا ہے اور اب وہ مخالفت نہ کریگا کیونکہ اس کی

کوئی بات قابل اعتماد نہیں ہے۔

(۷) میری آخری وصیت دولت عثمانیہ کے آئندہ حکمرانوں کے متعلق ہے اور یہ بھی اتنی ہی اہم ہے جتنی کہ دوسری وصیتیں اس وقت دولت عثمانیہ میں حکمران کے انتخاب کا جو طریقہ رہا ہے وہ نہایت خطرناک اور دولت کے مصالح کے لیے مضر ہے یعنی ولی عہد سلطنت وہ معین ہوتا ہے جو سلاطین کے بیٹوں میں سب سے بڑا ہو اس تعین کی سب سے بڑی خرابی تو یہ ہے کہ ولی عہد سلطنت خواہ کتنا ہی ناسمجھ اور امور دولت سے نابلد ہو لیکن قانون حکومت کے بموجب وہی ولی عہد ہوگا حصول دستور کے بعد جب دولت عثمانیہ دستوری حکومت ہوگئی تو اس مسئلہ پر کافی غور کیا جائے اور ممبران پارلیمنٹ جس وقت مناسب سمجھیں اس معاملہ کو بحث و مباحثہ کے لیے پیش کریں اور ولی عہدی کے پرانے قاعدہ کو اڑا کر انتخاب کا سیادت قابلیت کو قرار دیں میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ حق سیادت و حکمرانی کو آل عثمان سے چھین لیا جائے بلکہ غرض یہ ہے کہ آل عثمان میں جو شخص حکمرانی کی قابلیت سے آراستہ نظر آئے اس کو ولیعہد قرار دیا جائے اور تعین شخصی کو باطل کر دیا جائے ہر چند کہ میری یہ وصیت نہایت اہم ہے اور میں جانتا ہوں کہ خطرہ سے خالی نہیں ہے اور اس پر عمل پیرا ہونے میں یقیناً دشواریاں پیدا ہوں گی لیکن صبر و ضبط سے کام لیا جائے اور ہر ایک مکلف بانی اور ایثار کے بعد اس کو عمل میں لانے کی پوری کوشش کی جائے۔

آخر میں میں تم سب کو خدا کے سپرد کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ تم کو کامیاب فرمائے میں یہ سطریں لکھ کر عدالت کے کمرہ میں بلکہ موت کے آغوش میں جا رہا ہوں اور راہ دستور میں قربان ہوتا ہوں۔

مدحت

---

# تیرھواں باب

## مشورہ

مرحوم وصیت کو پڑھ کر کرسی پر بیٹھ گیا اور حاضرین کو جو ہمہ تن گوش بنے بیٹھے اس کی طرف دیکھ رہے تھے مخاطب کر کے کہا۔

آپ نے شہید سعید جناب مدحت پاشا کی وصیتوں کو سن لیا شہید سعید نے جو وصیتیں کی ہیں ان میں جن خطرات سے ہمیں آگاہ کیا ہے ان میں سے

بعض کی تصدیق محترم بھائی سعید بگ کے بیان سے ہوتی ہے بعض کا تجربہ حوادث موجودہ سے ہوا ہے اور بعض پر مشورہ کی ضرورت ہے اس لئے آپ تمام حضرات اپنی رائین ظاہر کرین

رفیق بک وکیل نے کھڑے ہو کر کہا

محترم مرخص شہید دستور کی بعض وصایا پر ہم تعد امکان عمل کیا ہی اور بعض پر ابھی مشورہ و بحث و مباحثہ کی ضرورت ہی اسلئے عرض ہے کہ جناب والا ایک ایک مسئلہ کو پیش فرمائین اور اُس پر رائے حاصل کرین۔

مرخص جو امان قوم قوم کی تربیت ایک ایسا امر ہے جس کو آبادی کی فطرت چاہتی ہو لیکن افسوس ہو کہ تربیتِ قوم کی راہ مین حکومت کے استبداد نے ہمیشہ رکاوٹ پیدا کی ہے اور جس تربیت کے ہم تمنی اور کوشان تھے اُس مین ہمین ناکامی ہوئی ہو البتہ اتحاد و اتفاق اقوام اور جمع بین العناصر کی طرف ہم نے زیادہ توجہ کی ہو اگرچہ یہ کوشش ذرا دیر مین شروع ہوئی لیکن شکر ہے کہ بار آور ہو رہی ہے اور اس خصوص مین ہمارے محترم باپ اور استاذ مدحت پاشا کی وصیت نے ہم کو اور زیادہ مستقل اور ثابت قدم بنا دیا ہو اسی طرح ان کی وصیت نے فوج پر بھروسہ رکھنے اور اس کی قوت سے فایدہ اٹھانے کے متعلق ہمارے ارادون کو مضبوط کر دیا ہے فوجی قوت سے فایدہ اٹھانے کا خیال ہمارے قلوب مین حال مین پیدا ہوا تھا اور یہ ایک نئی تجویز تھی جس پر ہم نے طویل بحث و مباحثہ کے بعد اتفاق رائے کیا تھا خدا کا شکر ہے کہ ہماری اس رائے سے اپنی وصیت مین ہمارے استاذ نے بھی اتفاق کیا ہو اور اس کو پسند فرمایا ہے رہا عبد الحمید اور اسکے وعدون پر بھروسہ کرنا یا نہ کرنا یہ مسئلہ بحث طلب ہو اور اس وقت یہی مسئلہ اہم ہے جس پر اظہار رائے اور مشورہ کی ضرورت ہو کیونکہ بھائی رامز جس کو آپسمین ایک اُس سے بہت زیادہ تعلق ہو ہمارے محترم استاذ نے اپنی وصیت مین ہمین عبد الحمید سے بہت ڈرایا ہے اور اس کی کسی بات کو نہ ماننے کا مشورہ دیا ہے میرا خیال ہے کہ ہمین اپنے استاذ کے مشورہ پر عمل کرنا چاہیئے اور اس مسئلہ مین اُن کے فیصلہ کو حق سمجھنا چاہیئے اگر آپ حضرات مرحوم استاذ مدحت پاشا کی وصیت سے متفق ہین تو پھر عبد الحمید کی تجویز کی نسبت آپکی کیا رائے ہو کیا اس تجویز کو رد کر دیا جائے

یہ کہکر مرخص نے ممبرون کی طرف دیکھا اور اس مسئلہ پر ان کی رائے طلب کی جسپر نجیب کبریلی نے کھڑے ہو کر بلند آواز سے کہا

عبدالحمید کی تجویز کو رد کرو وہ ہرگز قابل عمل نہین اور اس پر اعتماد نہین کیا جا سکتا
مرخص اور قتل وخونریزی کی سنبت آپکی کیا رائے ہے ؟ اسوقت تک ہمارا مسلک یہ رہا ہے کہ ہم
قتل وخونریزی سے مجتنب ہین اور بغیر کسی خونریزی کے دستور ہم کو مل جاے لیکن ہمارے استاد محترم
کی رائے ہے کہ خونریزی بغیر یہ مقصد حاصل نہین ہو سکتا وہ ہم کو قتل اور خونریزی کا مشورہ
دیتے ہین آپ کی کیا رائے ہے

انور بک (کھڑے ہوکر) شہید دستور کی رائے صحیح ہے اور موجودہ حالات کے بالکل مناسب
اگر کوئی شخص ہماری اذیت کے درپے ہو اور ہم کو ہمارے ارادون سے رد کے اور ہمارے
مقاصد مین مزاحم ہو استاد مرحوم کی رائے مین ایسے شخص کا قتل لازم ہے ملکی سیاست یہی ہے
اور عقل وعدل کا اقتضا یہی...... ایک ایسے شخص کا قتل جائز ہے جس کا وجود قوم وملک کے
حقوق کو نقصان پہنچا رہا ہو

انور بک کے الفاظ ختم ہوتے ہی لفٹنٹ کریم بے اٹھا اور مرخص سے کچھ کہنے کی اجازت چاہی
لفٹنٹ کی عمر تقریبًا پچیس سال کی تھی اس وقت اس کی آنکھین چمک رہی تھین اور جوش حمیت
اور غیرت سے چہرہ تمتما رہا تھا مرخص اس کے جوش کا مشاہدہ کر کے بہت خوش ہوا اور مسکرا کر اجازت
دی کریم بے نے کہا

اگر فرض کر لیا جاے کہ سیاست قتل وخونریزی کی اجازت نہین دیتی تو حق ضرور اس کا مقتضی ہے
ابین والے اور ان کے اتباع ہمارے دشمن ہین اور ہمارے بہت سے آدمیون کو انھون نے
قتل کیا ہے اور سب سے بڑا جرم جو انھون نے کیا ہے حریت اور شعائر اسلام کی توہین اور بربادی
ہے قانون جنگ اور شریعت حرب ہم کو اجازت دیتی ہے کہ ہم ہر اُس شخص کو قتل کر دین جو ہماری راہ
مین حائل ہو وہ اگر طالبان حریت اور دستور کو قتل کرتے ہین تو ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کو قتل کرین
جو حریت اور احرار کو تباہ و برباد کر رہے ہین ہم مین کا ایک آدمی ان کے سو آدمیون کے برابر مرتبہ اور
عزت رکھتا ہے اور ہمارے ایک آدمی کے قتل کا بدلہ یہ ہے کہ ان کے سو آدمیون کو قتل کیا جاے

کریم بے جوش کے ساتھ تقریر کر رہا تھا آنکھین چمک رہی تھین اور اس کے لہجہ اور ہر حرکت کو
صداقت نمایان تھی"

جب کہ اپنی تقریر ختم کر چکا تو مرخص نے مسکرا کر ان کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا اور حاضرین کو مخاطب کر کے کہا

کیا آپ لوگ ضرورت محسوس ہونے پر قتل و خونریزی کی رائے سے اتفاق کرتے ہیں ہماری انجمن یہ ایک نیا قاعدہ وضع کر رہی ہے جو اپنی اہمیت کے لحاظ سے بہت غور و خوض کے قابل ہے آپ اس پر خوب غور و خوض کر لیں کیونکہ یہ ایک ایسا اصول ہے جو خطرے سے خالی نہیں ہے اور غور و فکر کے بعد بتلائیں کہ آپ اس کو مناسب و مفید و ضروری خیال کرتے ہیں یا نہیں

سعید بک محترم مرخص! دشمنان حریت کا قتل نئی بات نہیں ہے بلکہ یہ ایک قدیم دستور ہے اور میرا اعتقاد ہے کہ یہ ہمارے مصائب و مشکلات کے رفع کرنے کی موثر تدبیر اور بہترین دوا ہوگی اگر ہمارے ہاتھوں سے کچھ بڑے دشمن مارے گئے تو خوف و دہشت ان پر چھا جائیگی اور ان کی ہمتیں پست ہو جائینگی ان کو جب یہ معلوم ہوگا کہ ہماری مدافعت قلم تک محدود نہیں ہے بلکہ ہم ضرورت کے وقت تلوار اور دوسرے ہتھیاروں سے بھی کام لیتے ہیں تو وہ ڈر جائینگے اور اپنی زندگی کو خطرہ میں پاکر بہت زیادہ احتیاط سے کام لینگے یہ لوگ قلمی مدافعت سے اتنا نہیں ڈرتے جتنا کہ زبان خنجر سے اس لئے ان کو تلوار کی دھار سے ڈرانا چاہئیے اگر یہ طریقہ اختیار کیا گیا تو مجھے یقین کامل ہے کہ ہم ضرور کامیاب ہونگے"

سعید بک کے پر جوش الفاظ کا حاضرین پر زبردست اثر پڑا اور سب نے مخالفوں کے قتل کی رائے سے اتفاق کیا فوجی ممبروں نے اس رائے کو بہت پسند کیا اور ان کی آنکھیں مسرت سے چمکنے لگیں

مرخص نے سب کو متفق الرائے پاکر کہا

اپنے ارادوں اور حالت موجودہ کو پیش نظر رکھکر ہم اس رائے کو پسند کرتے اور اس سے اتفاق کرتے ہیں اگرچہ یہ رائے اور جدید اصول ہماری انجمن کے ان قواعد کے بالکل خلاف ہے جن پر انجمن قائم کی گئی ہے اور اس اہم و خطرناک رائے کو صرف اس وجہ سے اختیار کر لیا گیا ہے کہ ہمارے محترم باپ مدحت پاشا مرحوم نے اپنی وصیت میں ہمیں اس کا مشورہ دیا ہے اس کے علاوہ حالت موجودہ بھی اس کی مقتضی ہے اور پھر تمام ممبروں نے اس سے اتفاق کیا ہے"

اس کے بعد مرخص نے حصول دستور کے بعد سلطان عبدالحمید کے بقا اور حکمران رہنے کے مسئلہ کو

پیش کیا اس مسئلہ اور اسکے بعد والے مسئلہ پر دیر تک مباحثہ رہا [illegible] خیالات ہوتا رہا اور کثرت
اختلاف کی وجہ سے اس کو کسی دوسرے جلسہ کے لئے اٹھا رکھا گیا اور رائے یہ قرار پائی کہ اگر قابل
اطمینان طریقہ پر اس کا فیصلہ نہ ہو تو حسب دستور کے بعد مناسب [illegible] فیصلہ کیا جائے"

معاملات پر بحث و مباحثہ ختم ہو جانے کے بعد مرخص نے کاتب کو حکم دیا کہ انجمن کی شاخوں اور [illegible]
قاعدہ سے آگاہ کیا جائے اور فوراً اشاعت وغیرہ کی شاخوں کو اطلاع دیدی جائے کاتب نے سر اطاعت
خم کیا اور اپنے کام میں مشغول ہوگیا اس کے بعد مرخص نے دریافت کیا
کیا وقت ہوگا

**کاتب** آدھی رات سے زیادہ گذر چکی ہے گھڑی دیکھا [illegible]

**مرخص** اس وقت تک ہمارے بھائی سے [illegible] اس نے وعدہ کیا
تھا کہ وہ روزانہ واقعات سے ہمیں آگاہ کرتا رہیگا

**کاتب** محترم مرخص ہمارے بھائی کا مراسلہ حسب معمول آج بھی آیا ہے لیکن اسکے رموز کو میں ابھی
تک حل نہیں کرسکا ہوں ان کا مراسلہ حسب معمول خط مرموز میں ہے

[illegible] مرخص سے اجازت حاصل کرکے خط مرموز کو حل کرنے کے لئے اپنی کرسی سے اٹھا [illegible]
[illegible] اس قسم کے خطوط سے خوب واقفیت [illegible]
مرخص نے ممبروں کی طرف دیکھکر کہا

کاتب اور ساتر کو دس منٹ کی مہلت دو کہ وہ مراسلہ کو حل کرلیں اتنی دیر آپ باہر جاکر تفریح کرلیں
جب لوگ کمرے سے باہر نکلے اور صحن میں پہنچکر سعید بیک کے پاس جمع ہوگئے اور ان سے یلدز کے
حالات اور وہ واقعات دریافت کرنے لگے جو دوران پیش آئے تھے دس منٹ تک اسی قسم کی باتیں ہوتی
رہیں اور پھر سب کمرہ میں واپس آکر اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے اور مرخص نے کاتب کو مخاطب کرکے کہا
کیا یلدز کے مراسلہ میں کوئی نئی بات ہے

**کاتب** ہاں جناب محترم

**مرخص** اچھا پڑھو

**کاتب** محترم مرخص ہمارے بھائی نے اطلاع دی ہے کہ [illegible]

ایک نیا دور شروع ہونے والا ہے سلطان نے سپہ سالار سالونیک ناظم بک کو حکم دیا ہے کہ وہ انجمن کے ممبرون کی تلاش مین پوری سرگرمی سے کام لے اور جس شخص پر انجمن کے ممبر ہونے کا شبہ ہو اس کو گرفتار کر کے قتل کر دے قتل کی اس کو اجازت ہے اور وہ اس خصوص مین ہر ایک مفید ذریعہ کارروائی کا پورا پورا مجاز ہے۔ مجھے خوف ہے کہ کہین ناظم بک آپ کے مرکز کو نہ معلوم کر لے اس لئے پوری احتیاط کرو اور دشمنان حریت کے مکر و فریب سے اپنے کو محفوظ رکھو"

# چونسٹھوان باب

## مشورۂ قتل

کاتب یلدز کے مراسلہ کو پڑھ رہا تھا اور تمام لوگ خاموش حیرت زدہ سن رہے تھے کاتب کے الفاظ ختم ہوتے ہی حاضرین جوش سے بے خود ہو کر چلا اٹھے اور لفٹننٹ کریم بے نے بلند آواز سے کہا ناظم بک کی موت سر پر کھیل رہی ہے سب لوگ کہو جتنا انتظار ہے

کریم بے کے الفاظ سے سب مسکرائے اور اس کی جرات و دلیری پر تعجب کرنے لگے مرخص نے خاموش ہو جانے کا اشارہ کیا اور پھر سب کو مخاطب کر کے کہا

یلدز کے مراسلہ کو سب نے سن لیا اب کہو ناظم بک کی نسبت کیا کہتے ہو

انور بک ابھی ابھی جو قاعدہ باتفاق رائے پاس ہوا ہے اس کے بموجب ناظم بک کو قتل کیا جائے۔

مرخص دشمنان حریت کو قتل کرنے کا کام شروع کرنے کے لئے ضرورت ہے کہ انجمن کے ممبرون مین کچھ ایسے لوگ بھی ہون جو اس کام کے لئے اپنی خدمات خاص طور پر پیش کرین اور اپنی زندگی کو راہ دستور مین قربان کر دینے کے لئے تیار رہین جیسا کہ تمام سیاسی انجمنون مین ممبرون کی ایک مخصوص تعداد ایسے لوگون کی موجود ہوتی ہے اور ان کو فدائی کہا جاتا ہے ہماری انجمن چونکہ صلح و آشتی کے اصول پر کام کر رہی تھی اس لئے اس وقت تک اس کو فدائیون کی ضرورت

نہ تھی اب البتہ اس کی ضرورت ہے اور مجھے امید ہے کہ تو تدبیر سے شہزادہ پیدا ہونے لگے ہین جو ہمارے بھائیون مین سے ضرور اپنے خدمات ملک کے لئے پیش کرینگے

راھزن ناظم بک چونکہ میرا خاص دشمن ہے اور مجھے اس سے بہت اذیت پہنچی ہے اسلئے اس کے قتل کا کام مین اپنے ذمہ لیتا ہون"

کریم بے نے (مسکرا کر) راھزن اس کام مین ہاتھ نہ ڈالو جو تمہاری شان کے مناسب نہین ہے تم اہل قلم اور شاعر ہو تمہارا کام مضامین اور اشعار لکھنا ہے اور اس مخصوص کام کے لیے تمہاری ذات ہمارے لئے بہت زیادہ قابل قدر ہے قتل و خونریزی ہمارا کام ہے اور ہم ہی اس کو انجام دینگے مین نہایت ادب سے مرشد کی خدمت مین التجا کرتا ہون کہ ناظم بک کے قتل کا کام میرے سپرد فرمایا جائے مین کل ہی اس کے ناپاک وجود سے دنیا کو پاک کر دونگا

حاضرین کریم بے کی دلیری شجاعت غیرت اور حمیت سے ششدر رہ گئے مرشد نے مسرت آمیز نگاہون سے اس کی طرف دیکھا اور کہا

کریم بے باقاعدہ ناظم بک کے قتل کا معاہدہ کرو

کریم بے نے مین اپنے پیدا کرنے والے بزرگ و برتر خدا کو حاضر و ناظر مان کر عہد کرتا ہون کہ ناظم بک کو جلد سے جلد قتل کر کے اسکے وجود سے زمین کو پاک کر دونگا

مرشد کریم بے راہ دستور مین قدم رکھنے والے تم پہلے فدائی ہو اگر خداوند تعالے نے تم کو تمہارے ارادون مین کامیاب فرمایا اور تم زندہ رہے تو تمہاری شخصیت بہت ممتاز ہوگی اور تمہاری خدمت عثمانی قوم تمام عزت کی نظر سے دیکھی جائیگی اور جس پرخار راہ مین تم نے قدم رکھا ہے تمہاری تقلید مین لوگ جوش و خروش سے اس کی طرف بڑھین گے اور اگر خدانخواستہ تم مارے گئے تو مرنے مین بھی تم پہلے شخص ہو گے جو راہ دستور مین اس طرح فدا ہوئے کہ تم سے پہلے کوئی شخص اس طرح فدا نہین ہوا

یہ کہکر مرشد کھڑا ہو گیا اور کریم بے کو اپنے پاس بلا کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا کامیابی اور محفوظ و مامون رہنے کی دعا کی کریم بے نے مرشد کا شکریہ ادا کیا اور کہا

مین نے یہ خدمت اپنے ذمہ لی ہے اور مجھے موت سے خوف نہین ہے مین جانتا ہون کہ حریت

کی راہ میں بہت سے خطرات ہیں اسلئے اگر میں مارا جاؤں تو آپ میرے اہل و عیال کو راہ دستور میں میرے قربان ہو جانے کی خبر پہنچا دیجیے"

اس کے بعد تمام لوگ کھڑے ہو گئے وسط میں اس میز کے گرد جس پر قرآن مجید انجیل اور ڈلفنیہ رکھا ہوا تھا جمع ہو گئے اور سب نے اخفائے راز اور ثبات قدمی کی قسم کھائی اور پھر ایک دوسرے سے رخصت ہو کر خفیہ راستہ سے ایک ایک کر کے روانہ ہونے لگے باہر کے دروازے پر ابھی پہونچے نہ پہنچے تھے کہ ایک محافظ نے آکر خبر دی کہ

لحظہ بیشتر کی بات ہے آج رات جب میں نے ایک اجنبی شخص کو ٹہلتے دیکھا جو تھوڑی دیر تک ادھر سے ادھر ٹہلتا رہا اسکی حرکات و سکنات اور رفتار قدم سے ظاہر ہوتا ہے کہ ممکن ہے وہ ناظم پاشاہ یا اور کوئی مخبر اس سے بہت مشابہ

محافظ کے الفاظ سنکر سب چونک پڑے اور دراز قد والے سعید بک نے رامز لیفرش کو دیکھ کر کہا

رامز میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ ناظم بک تمہاری پوری نگرانی کریگا اور تمہارے نشانات قدم سے سراغ لگا لیگا آئندہ اس کی پوری احتیاط رکھو

سعید بک کے الفاظ ختم ہوتے ہی کریم بے نے پر جوش لہجہ میں کہا

خوف کی کوئی بات نہیں میں اس ملعون کو فوراً ہی جہنم میں پہنچا دونگا اور اتنا موقع نہ دونگا کہ وہ ہمارا پتہ لگا سکے یا ہر کسی انجمن معلوم کرنے کا قصد کر سکے ناظم بک کو مقتول سمجھو اور سب ملکر بعون اللہ

کریم بے کے پر جوش لہجہ اور اظہار شجاعت سے تمام لوگ خوش ہو گئے اور سب نے یکزبان ہو کر کہا

ہمارے محترم فدائی خدا تمہارے ارادون میں برکت عطا فرمائے ظالمون کے شر سے محفوظ رکھے اور تم کو اپنے ہمچشمون میں فخر و ناز کا موقع بہم پہنچائے تم پہلے فدائی ہو جو راہ دستور میں اپنی زندگی کو خطرہ میں ڈال کر دستور پر قربان ہونا چاہتے ہو"

اس کے بعد سب لوگ رخصت ہوئے اور ایک ایک کر کے اپنے مکان کو چلے گئے"

# پینتیسواں باب

## حرم خانۂ سلطانی

شیرین کی نسبت سلطان نے نادر آغا کو حکم دیا تھا کہ وہ اس کو جہاں ابراہیم کے قتل ہونے پہنچائے تاکہ وہ حکمت عملی سے اس کا حال معلوم کرے اور انجمن اتحاد و ترقی کے اسرار اس سے دریافت کرے قبل اس کے کہ ہم ان واقعات کے سلسلہ کو بیان کریں اس جگہ حرم سلطانی کی کچھ کیفیت ناظرین پر ظاہر کر دینا چاہتے ہیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ کس طرح سلطان کا بادشاہت کا قائم کیا ہوا انتظام تھا ... اپنے کو ان کو اختیارات میں اپنا شامل ... اسی طرح حرم سلطانی ابھی تک ... میں یہ شکل تھی کہ بیگمات اور سلطان کی خاص ... بہت سی تھی اور شرعی بیویوں کی تعداد اس میں رہتی تھی شرعی یا نکاحی بیویوں کے علاوہ ایک انتظامی حیثیت یا محکمہ کی نوعیت رکھتے تھے جن میں باش کاتبہ خزانچی چوبدار اور منشی کے علاوہ بہت سے خادم لونڈیاں اور خواجہ سرا ہوتے تھے اور اپنے اپنے کام پر مقرر اور ذمہ دار تھے شرعی بیویوں اور بیگمات کو قصر سے باہر نکلنے کی اجازت نہ تھی اور ان کی پوری پوری نگرانی کی جاتی تھی جن کی نگران اور افسر اعلیٰ والدہ سلطانہ ہوتی تھیں جس زمانہ کا ذکر ہم کر رہے ہیں اس زمانہ میں سلطان کی بارہ بیگمیں تھیں جو لونڈیوں کے درجہ سے ترقی کر کے بیگم کے درجہ تک پہنچی تھیں اور چار شرعی اور نکاحی بیویاں تھیں نکاحی بیویوں اور بیگموں کے علاوہ حرم میں لونڈیاں بھی تھیں جو عموماً چھوٹی عمر میں خرید لی جاتی تھیں اور حرم میں ان کو تربیت دی جاتی تھی بعض مخصوص معتمد ارکان حکومت کی طرف سے نذر میں آتی تھیں چونکہ سلطان کو جاسوسی کا خوف ہر وقت لگا رہتا تھا اس لئے وہ کسی مشتبہ شخص کا کوئی ہدیہ قبول نہیں فرماتے تھے اور خصوصاً لونڈی"

حرم شاہی میں جب کوئی لونڈی داخل ہوتی تھی تو دو سال تک اس کو تربیت دیجاتی تھی اور شاہی آداب اور طریقہ گفتگو اس کو سکھایا جاتا اور اشعار اور بعض رموز اصطلاحات کی تعلیم دیجاتی تھی اور ساتھ ہی اس کے جسم کو بعض خاص تدبیروں سے بنایا جاتا تھا جب وہ تیار ہو جاتی تو

اس کو گوزدہ نام سے موسوم کیا جاتا اور سلطان کی خدمت میں پیش کی جاتی سلطان اس کو قبول فرما لیتے تو اس کا نام اقبال رکھا جاتا اور وہ سلطان کی لونڈی قرار پا جاتی اقبال جب حاملہ ہو جاتی تو خاتون قرار پاتی اور شرعی بیویوں کی طرح اس کو ایک خاص قصر رہنے کے لئے دیا جاتا تھا لیکن کوئی بیگم یا خاتون اس وقت تک شرعی یا نکاحی بیوی قرار نہ پاتی تھی جب تک کہ کوئی شرعی بیوی چاروں بیویوں میں سے فوت نہ ہو جاتی نکاحی بیویاں کسی وقت میں چار سے زیادہ نہیں رہتی تھیں ان میں جب کوئی بیوی مر جاتی تو خاتونوں میں سے کسی عورت کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا جاتا اور وہ باقاعدہ نکاحی بیوی قرار دی جاتی تھی"

جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے حرم سلطانی کی تمام عورتیں والدہ سلطانہ کی نگرانی اور ماتحتی میں رہتی تھیں والدہ سلطانہ کا عہدہ اس وقت خاندانی نہ تھا بلکہ ایک ملازم عورت والدہ سلطانہ کہلاتی تھی جب یہ عہدہ خالی ہو جاتا تو خزانچی یا کوئی اور عورت اس کے قائم مقام قرار پاتی اور والدہ سلطانہ کہلاتی تھی"

بیگمات اور نکاحی بیویوں کے قصروں میں عہدہ داروں کے علاوہ ایک معقول تعداد خواجہ سرا، باندیوں اور غلام بچوں کی ہوتی تھی جو گھر کے کام کاج کرتے اور خدمتگاری کے فرائض انجام دیتے تھے ان سب کا افسر باش آغا کے نام سے ایک خواجہ سرا ہوتا تھا اس زمانہ میں اس عہدہ پر نادر آغا تھا جس کو سلطان سے بہت محبت تھی اور جو سلطان پر معقول اثر رکھتا تھا اور سلطان بھی اس پر اعتماد رکھتے تھے"

باش آغا کے ماتحت خواجہ سراؤں کی ایک اور جماعت بھی تھی جو مصاحبت کی خدمت انجام دیتی تھی یہ جماعت معقول اثر رکھتی تھی اور سلطان عبدالحمید کے زمانہ میں اس کی قوت بہت بڑھی ہوئی تھی

# چھیاسٹھواں باب

## شیریں اور جہان آرا

شیریں نادر آغا کے ساتھ جہان آرا کے قصر میں داخل ہوئی اور قصر کی شان آراستگی اور خدمتگاروں

کی سعقد لی تعداد جو نہایت قیمتی لباس پہنے تھے دیکھکر حیرت مین رہ گئی وسیع صحن سے گذر کر مختلف کمرون مین ہوتی ہوئی شیرین اس کمرہ مین پہنچی جس مین جہان آرا ایک زرکار مسند پر کمرہ کے درمیان تکیہ لگائے بیٹھی تھی اور سامنے ظریف تفریح اور دل بہلانے کی باتون مین مصروف تھے

نادر آغا کے کمرہ مین داخل ہوتے ہی تمام خدمتگار اور خواجہ سرا اپنے افسر کے خوف سے باہر چلے گئے اور جہان آرا نے مسکرا کر شیرین کو مرحبا کہا نادر آغا نے آگے بڑھکر شیرین کی طرف اشارہ کرکے کہا

جہان آرا مین اس لڑکی سے تمہارا تعارف کراتا ہون اس کا نام شیرین ہے مولانا البادشاہ نے اس کو تمہارے پاس بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ یہ شاہی مہمان ہے اس کی پوری خاطر و مدارات کی جائے اور اس کا دل بہلانے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہو“

سلطان کے حکم کا احترام کرنے کے لئے جہان آرا اٹھی اور کہا

ہم سب امیر المومنین کے غلام اور حکم کے تابع ہین اور انکی بخششون اور مہربانیون مین ڈوبے ہوئے ہین۔

یہ کہکر اس نے شیرین کی طرف دیکھا اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکر مسند پر بٹھایا اور کہا

مرحبا پیارے مہمان خدا تمہارا آنا مبارک کرے

شیرین جہان آرا کی خاطر و مدارات اور عجز و انکسار سے حیرت مین تھی اس کے اخلاق اور محبت نے شیرین کو اپنا گرویدہ بنا لیا اور وحشت جو اس پر طاری تھی دور ہونے لگی نادر آغا حکم سلطانی پہنچا کر کمرہ سے باہر نکلنے کے لئے مڑا اور جہان آرا سے کہا

تجھے کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہین ہے تم خود ہوشیار اور ذہین ہو اور سلطان کی طبیعت سے واقف مولانا البادشاہ کی خواہش ہے کہ لڑکی کو کوئی تکلیف نہ ہونے پائے اور کسی قسم کی کوفت یا رنج و غم اس کو نہ ہو“

یہ کہکر نادر آغا چلا گیا اور اس کے باہر جاتے ہی لونڈیان اور خدمتگار پھر کمرہ مین بھر گئے لونڈیون مین بہت سی خوبصورت اور حسین و جمیل لڑکیاں تھین جو آپس مین تفریح کرتی جاتی اور میوہ جات کھاتی جاتی تھین بعض کے ہاتھون مین جانورون کے پنجرے تھے اور بعض کے

پاس بلیان اور اسی قسم کے دوسرے مانوس جانور تھے کمرہ مین داخل ہوکر سب نے جہان آرا کو غور سے دیکھا جہان آرا اگرچہ بشاش تھی اور لونڈیون کی طرف دیکھکر مسکرا رہی تھی لیکن دل پژمردہ تھا شیرین کو دیکھی جاتی تھی اور عبدالحمید کی طرف سے مشکوک ہوتی جاتی تھی کل سلطان نے جہان آرا سے جو باتین کین تھین اور اظہار محبت کیا تھا جہان آرا کو اس وقت اس کی محبت مین شک پیدا ہونے لگا یہ شک شیرین کے حسن و جمال کو دیکھکر ہوا اور بے اختیار اُس کے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ سلطان کا اظہار محبت ایک فریب ہے اور وہ اس ذریعہ سے اپنا کام اُس سے نکالنا چاہتا ہے جہان آرا کو بھی سلطان سے اتنی ہی محبت تھی جتنی کہ سلطان کو اُس سے وہ بھی سلطان کو فریب دیرہی تھی اور آرزو مند تھی کہ خداوند تعالے اُس کو ایک بیٹا عنایت فرمائے تاکہ پھر وہ اپنی غرض حاصل کر سکے اور اس کا مرتبہ سلطان کی نظرون مین بلند ہوجائے"

شیرین نے جہان آرا کے کمرہ مین لہو ولعب کے سامان دیکھے اور اس کا دل اس صحبت سے نفرت کرنے لگا لیکن اُس نے اپنی نفرت اور وحشت کو چھپایا اور خاموش بیٹھی رہی جہان آرا نے شیرین کے اضطراب کو دیکھا اور وحشت دور کرنے اور اس کا دل بہلانے کے لئے کہا

خاتون مین آپ کے چہرہ پر اضطراب کے آثار دیکھتی ہون گھبرانیکی کوئی بات نہین ہے آپ کو یہان کے مشاغل نئے معلوم ہوتے ہونگے اور اُن سے جی گھبراتا ہوگا چند روز مین آپ یہان کے طریقون سے مانوس ہوجائینگی اور وحشت جاتی رہیگی. مجھے یہ معلوم ہوکر بہت مسرت ہوئی ہے کہ جناب امیرالمومنین نے جناب کو میرے قصر مین بھیجکر مجھے سرفراز فرمایا ہے اور آپ کو میرا مہمان بنایا ہے یہ میری خوش قسمتی ہے کہ آپ میری مہمان ہون اور مین آپ کی خدمت کی عزت حاصل کرون امید ہے کہ آپ میری خدمت اور میزبانی سے خوش ہونگی اور مین آپ کی انیس وہمدرد ثابت ہونگی سب سے پہلا میرا فرض یہ ہے کہ مین آپکا دل بہلاؤن اور تسلی وتسکین دینے کی کوشش کرون

یہ کہکر جہان آرا نے ایک لونڈی کی طرف اشارہ کیا جو قریب ہی بلی کو گود مین لئے بیٹھی تھی لونڈی اٹھی اور ادب سے بلی کو جہان آرا کے ہاتھون مین دیدیا جہان آرا نے بلی کو لیکر پیار کیا اور اُس کے زرد نرم بالون کو رخسارون سے ملنے اور پیار کرنے لگی اور پھر لونڈی سے کہا

[illegible] کو بلاؤ

لونڈی کمرہ سے نکلکر چلی گئی اور تھوڑی دیر مین خازنہ کو لیکر آئی خازنہ ادھیڑ عمر کی عورت تھی جس سے جہان آرا کو بیحد محبت تھی اور اس پر اعتماد کامل رکھتی تھی شیرین کے وطن البانیا کی رہنے والی تھی چھوٹی عمر مین اس کو طیفہ لایا گیا تھا یہین جوان ہوئی اور پھر خازنہ کے درجہ تک پہنچی جہان آرا کو اس سے نہ صرف محبت تھی بلکہ اس کو اپنا رازدار بنا لیا تھا اور اپنے تمام معاملات مین اس سے مشورہ لیا کرتی تھی اس وقت اس کو بلانے سے یہ غرض تھی کہ وہ شیرین کو خوش رکھنے اور اس کا دل بہلانے مین اس سے مشورہ کرے اور سلطان نے جس غرض سے شیرین کو یہان بھیجا ہے وہ غرض حاصل کرنیکی تدبیر پر اس کی رائے حاصل کرے

خازنہ کو دیکھکر جہان آرا نے شیرین کو مخاطب کرکے کہا

محترم خاتون یہ میرے قصر کی خازنہ ہین مجھے ان سے بہت محبت ہے یہ آپ کے وطن البانیا کی رہنے والی ہین اور مناستر کے اطراف مین ان کا مکان کسی گاؤن مین ہے شیرین نے خازنہ سے ہاتھ ملایا اور اس کے چہرہ پر نظر ڈالی حسن و جمال رفتہ کے آثار نمایان تھے اور البانیا کی ملاحت ظاہر تھی شیرین خازنہ کو دیکھکر اور اس سے ملکر بہت خوش ہوئی اور اپنے پاس بٹھانے کا ارادہ کیا کہ جہان آرا نے خازنہ کو مخاطب کرکے کہا

مین نے آپ کو اپنے معزز مہمان سے ملانے کے لئے بلایا ہے محترم خاتون چونکہ یہان کے مشاغل سے مانوس نہین ہین اس لئے مضطرب و پریشان ہین آپ کوئی ایسی تدبیر کیجئے کہ ان کا دل بہلے اور اضطراب و پریشانی رفع ہو"

خازنہ اٹھی اور باہر چلی گئی تھوڑی دیر مین ایک ظریف کو لیکر آئی ظریف کمرہ مین داخل ہوا اور فوجی طریقہ سے جہان آرا کو سلام کیا اور پھر آنکھ سے شیرین کی طرف اشارہ کرکے دریافت کیا یہ کون ہے جہان آرا نے کہا

یہ محترم خاتون ہماری مہمان ہین ان کا دل بہلاؤ تاکہ اضطراب و پریشانی اور وحشت دور ہو اگر تم اس خدمت کو خوبی کے ساتھ انجام دے سکتے ہو تو خیر ورنہ سلام کرکے رخصت ہو جاؤ

ظریف نے عمامہ کو ترچھا کرکے مضحک صورت بنائی اور کہا

حسین مہمان اگر میری باتون سے خوش نہ ہون گی تو میری بہت ضرور ان کو ہنسا ئیگی لیکن

بہتر ہوتا کہ محترم خاتون معزز مہمان کے سامنے گانے اور ناچنے کا حکم دیتیں کیونکہ ممکن ہے رقص و سرود سے محترم مہمان کو زیادہ لطف حاصل ہو۔

رقص و غنا کا ذکر سنکے جہاں آرا کے چہرہ پہ مسرت کے آثار نمایاں ہوئے اور فوراً خازنہ کی طرف اشارہ کیا خازنہ باہر چلی گئی اور تھوڑی دیر میں ایک طویل قامت عورت کو ساتھ لیکر آئی جو رقص کا لباس اور زیور پہنے اور ہاتھ میں دف لئے ہوئے تھی رقاصہ کمرہ کے وسط میں فرش پر بیٹھ گئی اور دف بجا کر گانے لگی۔"

رقاصہ اپنا کمال دکھا رہی تھی اور جہاں آرا پر لطف باتوں اور خاطر مدارات سے شیریں کے دل کو لبھا رہی تھی شیریں جہاں آرا کے لطف و عنایت اور انکسار کو دیکھکر شرمندہ تھی اور بار بار اس کی مہربانیوں کا شکریہ ادا کرتی تھی دیر تک گانا اور اسی قسم کی تفریحی باتیں ہوتی رہیں شیریں ابتداً تو کچھ دلچسپی سے گانا سنتی رہی لیکن تھوڑی ہی دیر بعد اسے راہز کا خیال آیا اور تفریحی صحبت اُسے تکلیف دینے لگی جہاں آرا نے شیریں کے چہرہ سے اس کی کوفت کو محسوس کیا اور فوراً گانا بند کرا کر حکم دیا کہ سب لوگ چلے جائیں جب کمرہ خالی ہو گیا تو اُس نے شیریں سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ گانا سنکر آپ کی طبیعت نہیں بہلی اگر آپ فرمائیں تو میں اپنی ایک لونڈی کو بلواؤں جو مختلف قسم کے جانوروں کی بولی بولتی ہے مرغ، کتے، بٹیر وغیرہ کی بولی تو وہ اسقدر صاف بولتی ہے کہ بالکل امتیاز نہیں ہوتا اور معلوم ہوتا ہے کہ جانور ہی بول رہا ہے

یہ کہکر اُس نے ایک لونڈی کو بلوایا جو سیاہ رنگ کی تھی کمرہ میں داخل ہوتے ہی اُس نے مرغ کی بولی بولی شیریں مرغ کی آواز سنکر چونک پڑی اور ادہر ادہر دیکھنے لگی لونڈی ایک طولی ہاتھ میں لئے سامنے بیٹھی تھی شیریں نے خیال کیا کہ شاید وہ مرغ لئے بیٹھی ہے اور یہ آواز اسی کی ہے جہاں آرا نے شیریں کا وہم دور کرنے کے لئے کہا

محترم خاتون یہ مرغ کی آواز نہیں تھی بلکہ اسی لونڈی کی آواز تھی

یہ کہکر جہاں آرا نے لونڈی کی طرف اشارہ کیا اور وہ مرغ کی طرح شیریں کی طرف چلی تھوڑی دور چلکر اُس نے اپنی چال کتے کی چال سے بدلدی اور کتے کی طرح بھونکنے لگی پھر گھوڑے کی چال چلی اور اس کے بعد گدھے کی بولی بولی"

لونڈی طرح طرح کی بولیاں بول رہی تھی اور مختلف جانوروں کی چال چلکر دکھا رہی تھی اور جہان آرا و شیرین قہقہہ لگا کر ہنس رہی تھیں تھوڑی دیر کے لئے اس تفریح نے شیرین کے غم و الم کو دور کر دیا اور وہ رامز کے خیال کو بھول گئی لیکن چند منٹ بعد پھر رامز کا خیال آگیا اور اس کی جائے قیام معلوم کرنیکی فکر کرنے لگی اور جہان آرا کی مہربانیاں دیکھکر اُسے یہ رائے قائم کرنے کا موقعہ ملا کہ وہ اگر اپنے معاملہ میں اس سے مدد حاصل کرے تو بہت ممکن ہے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے اور جہان آرا سے رامز کے متعلق کوئی خبر معلوم ہو یا اُس کے ذریعہ سے اُس تک رسائی ہو جائے

# ستّھواں باب

## شکوی

جہان آرا لہو و لعب کی شائق نہ تھی اور جس طرح سلطان کے دار حریم میں نکاحی بیبیاں اور بیگمات و نزات لہو و لعب میں مشغول رہتی تھیں جہان آرا کو لہو و لعب سے اتنی دلچسپی نہ تھی لہو و لعب میں وہ جسقدر حصہ لیتی تھی وہ بھی اس کی طبیعت کے بالکل خلاف تھا لیکن وہ اس کے لئے مجبور تھی کیونکہ یلدز کا دار حریم سلطان کے لئے تفریح کا مقام تھا وہ دار حریم میں اسی وقت آتے تھے جبکہ انہیں تفریح یا دماغ کو آرام دینے کی ضرورت ہوتی تھی"

شیرین کو لہو و لعب سے متنفر پاکر جہان آرا اٹھی اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر کہا خاتون آؤ میرے خاص کمرے میں چلو

شیرین اٹھی اور قصر کی دہلیز سے گذر کر ایک آراستہ کمرہ میں پہنچی کمرہ کی شان اور آراستگی کو دیکھکر شیرین کو خیال ہوا کہ اس قسم کے آراستہ اور عالی شان قصر سلطان کی تمام بیگمات کے پاس ہیں جن میں ہزارہا انسان ملازموں محافظوں اور غلاموں کی حیثیت سے رہتے ہیں اور ۲۰۰ الباقی سپاہ یلدز کی حفاظت پر مامور ہے اور سلطان ۳۵۰۰۰ عثمانی پونڈ ماہوار دار حریم کے قصروں پر خرچ کرتے ہیں"

یہ خیال کر کے وہ افسوس کرنے اور دلمیں کہنے لگی کہ سلطان ہزار ہا پونڈ اپنی آسائش اور تفریح پہ خرچ کرتے ہیں اور رعایا کے جذبات کا خیال ہی نہیں کرتے اور ملک کے بہی خواہ اور وطن پرستوں کو گرفتار کر کے طرح طرح کی سزائیں دیتے ہیں"

یہ الفاظ ادا کرتے وقت اسے رامز کا خیال آیا اور وہ آبدیدہ ہو گئی اور اس خوف سے کانپنے لگی کہ کہیں سلطان نے رامز کو قتل نہ کرا دیا ہو یا کوئی ناقابل برداشت سزا اُس کو نہ دی ہو"

رامز کے خیال نے اس کا چہرہ زرد کر دیا اور چاہا کہ سب سے پہلی فرصت میں وہ جہان آرا سے رامز کا حال دریافت کرے۔ کمرہ میں پہنچکر جہان آرا نے ایک تخت زریں پر شیریں کو بٹھایا اور خود بھی اُس کے پاس بیٹھ گئی یہ کمرہ حدیقۂ داخلیہ سے ملا ہوا تھا اور سامنے باسفورس اٹھلاتا ہوا بہ رہا تھا شیریں نے کھڑکی سے حدیقۂ داخلیہ اور باسفورس پر نظر ڈالی اور منظر کی پاکیزگی سے بہت محظوظ ہوئی۔ اطمینان سے بیٹھ جانے پر جہان آرا نے شیریں سے کپڑے بدل ڈالنے کو کہا اور ساتھ ہی تخت سے اٹھکر کپڑے منگانے کا ارادہ کیا لیکن شیریں نے یہ کہکر کہ وہ پھر کسی وقت کپڑے بدلیگی جہان آرا کو بٹھا لیا،،

حدیقۂ داخلیہ میں پرندے اڑ رہے تھے پھول کھلے ہوئے تھے اور ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی شیریں اس منظر سے لطف حاصل کر رہی تھی کہ پھر رامز کا خیال آگیا اور آنکی آنکھوں میں آنسو بھر آئے جہان آرا نے شیریں کے انقباض کو محسوس کر کے کہا

عزیزہ تمہارا کیا حال ہے میں دیکھتی ہوں کہ تم رنجیدہ ہو اور انقباض کے آثار چہرہ سے نمایاں ہیں اگر میرے قصر میں تمہارا دل نہ بہلا ہو تو میں تم کو مجبور نہیں کرتی کہ تم یہاں رہو"

شیریں جہان آرا کے الفاظ سے بہت متاثر ہوئی شرم سے اُس کے رخسارے سرخ ہو گئے اور مسکرا کر اُس نے کہا۔

سیدتی! معاف فرمائیے میں یلدز میں کئی روز سے مقیم ہوں لیکن تمہیں دیکھکر مجھے جو راحت حاصل ہوئی ہے وہ شاید خیال میں بھی نہ تھی مجھے تمہاری مہربانی سے بڑا آرام ملا ہے حقیقت یہ ہے کہ تم لطف و کرم کی کان ہو

**جہان آرا** پھر کیا بات ہے کہ تم رنجیدہ ہو اور انقباض تم پر طاری ہے

شیرین نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا اور جہان آرا نے محسوس کیا کہ شیرین راضر اپنے محبوب کی جدائی سے رنجیدہ ہے نادر آغا نے جہان آرا کو شیرین کے حالات اور خصوصًا راضر سے اس کی محبت کا حال بتلا دیا تھا تاکہ وہ اس پہلو سے گفتگو شروع کر کے شیرین کو ڈھنگ پر لائے اور انجمن کے اسرار اُس سے معلوم کرے لیکن جہان آرا نے اپنی معلومات سے قطع نظر کر کے شیرین سے کہا

مجھے معاف کیجیگا اگر میں یہ کہنے کی جرأت کروں کہ میں تمہارے چہرے اور پرنم آنکھوں سے یہ امر محسوس کرتی ہوں کہ تم کو کسی سے محبت ہے تمہارے چہرہ کی زردی. اور پرنم آنکھیں بتلا رہی ہیں کہ کسی کی محبت میں آپ بیچین ہیں

جہان آرا کے الفاظ سنکر شیرین سے ضبط نہ ہو سکا اور وہ رونے لگی جہان آرا نے آنسو پونچھے اور اس منظر سے بہت متاثر ہوئی جہان آرا خود محبت کے ذائقہ سے آشنا اور اُس کے مصائب سے واقف تھی اس لئے شیرین کی دردناک حالت کا اس پر خاصا اثر پڑا لیکن فورًا ہی وہ متنبہ ہوئی اور اپنی غرض کو پیش نظر رکھکر اُس نے کہا

میری پیاری اب مجھے یقین ہو گیا کہ تم ضرور کسی پر عاشق ہو اور .........

شیرین شرما گئی اور ہاتھ بڑھا کر جہان آرا کے منہ پر اُس کو اس قسم کے الفاظ کہنے سے روکنے کے لئے رکھدیا جہان آرا مسکرائی اور لطف آمیز نظروں سے شیرین کی طرف دیکھا اور کہا

پیاری شرماؤ نہیں محبت عیب اور عار نہیں ہے اور آپ کی محبت تو پاک ہوگی .........

شرماؤ نہیں اور اپنا حال بیان کرو اگرچہ تمہیں مجھ سے ملنے کا یہ پہلا موقع ہے لیکن میں تمہیں اطمینان دلاتی ہوں کہ تم مجھے اپنا ہمدرد اور رازدار پاؤگی میں تمہارے راز کی پوری حفاظت کروں گی اور جو خدمت میرے امکان میں ہوگی اس سے مجھے دریغ نہ ہوگا“

شیرین، جہان آرا کی ہمدردی سے خوش ہو گئی اور سمجھ لیا کہ اب وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیگی اُس نے اپنا انقباض جہان آرا پر اسی غرض سے ظاہر کیا تھا کہ جہان آرا اس سے متاثر ہو اور اسے کوئی موقع راضر کے حالات معلوم کرنے کا ملے اس امید نے اس کے چہرہ پر شگفتگی پیدا کر دی اور مسکرا کر اُس نے جہان آرا سے کہا

بیشک تم جیسا ہمدرد میرا کون ہوگا اگر تم سے میں اپنا درد بیان کروں تو بیجا نہ ہوگا ممکن ہے

ممکن ہی تمہاری مدد سے مجھے مصائب سے نجات مل جائے اور میرا رنج و غم دور ہو میں مجبور محض ہوں اور تمہارے پاس اس قسم کے بہت سے ذریعے ہیں کہ تم میری مدد کر سکتی ہو"

**جہان آرا** میں تمہیں اطمینان دلاتی ہوں کہ تمہارے کام میں پوری کوشش سے کام لونگی تم اپنا حال بیان کرو اور کسی قسم کا اندیشہ نہ کرو

**شیریں** کیا تم نے اس شخص کا حال سنا ہی جو سالونیک سے گرفتار ہو کر یلدز آیا ہی"

**جہان آرا** اس قسم کی خبروں سے ہیں واسطہ سلطان کا حکم ہے کہ یلدز کے انتظامی محکموں کی خبریں دارالحریم میں نہ پہنچائی جائیں۔... لیکن اب ہیں چند شخصوں کو مقرر کردوں گی کہ وہ تمہارے لئے اس قسم کی خبریں لایا کریں۔... تم ذرا تفصیل سے واقعہ بیان کرو"

شیریں کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوئی اور خوش ہو کر اس نے کہا

میرے عزیز دل میں ایک نوجوان ہے جس کا نام رامز ہے سالونیک میں اس پر تہمت لگائی گئی کہ وہ کسی خفیہ انجمن میں شریک ہے جاسوسوں نے سالونیک کے سپہ سالار کو اس کی رپورٹ کی اور سپہ سالار کے حکم سے وہ گرفتار کر کے یلدز بھیجا گیا وہ اب یلدز میں ہے جب اسکی گرفتاری کی خبر ملی تو میں بھی وہاں سے چل کھڑی ہوئی اور یہ ارادہ کر کے یلدز میں داخل ہوئی کہ یا تو رامز کو چھڑا کر لاؤں گی ورنہ خود بھی گرفتار ہو جاؤں گی یلدز پہنچکر مجھے معلوم ہوا کہ وہ کسی قصر میں قید ہے خود سلطان نے مجھ سے اس کا ذکر کیا ہے لیکن اور کوئی حال اس کا مجھے معلوم نہیں ہو سکا

**جہان آرا** کیا تم سلطان کی خدمت میں حاضر ہو چکی ہو

**شیریں** ہاں میں ان کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان سے اس موضوع پر گفتگو ہوئی

**جہان آرا** یہ اعزاز عورتوں کو بہت کم نصیب ہوتا ہے کہ وہ حضور سلطان میں حاضر ہوں معلوم ہوتا ہے کہ سلطان تمہاری اور رامز کی قرابت سے واقف ہیں

**شیریں** ہاں وہ واقف ہیں.... معلوم ہوتا ہی کہ جاسوسوں نے سلطان کو تمام باتوں سے واقف کر دیا ہے

**جہان آرا** پیاری میرے سوالوں کا برا نہ ماننا.... یہ تو بتلاؤ کہ تم نے سلطان کی خدمت میں حاضر ہونے کی جرأت کیونکر کی

**شیریں** میں صرف اس لئے سلطان کی خدمت میں پہنچی کہ رامز پر جو الزام لگایا گیا ہے اس کی مذمت

کردوں اور اس کو خطرہ سے بچاؤں اور ساتھ ہی سلطان کی خدمت میں اپنے اُن خیالات کو پیش کروں جو دولت کے متعلق میرے دل میں ہیں اور انہیں اُن خطرات سے آگاہ کردوں جو دستور عطا کرنے سے دولت کو پیش آنے والے ہیں

دستور کا نام سنکر جہاں آرا چونک پڑی اور کہا

کیا تم نے دستور اور دولت کی کمزوریوں کا ذکر سلطان سے کیا تہا اور انہوں نے اس کا کیا جواب دیا"

**شیرین** ذات شاہانہ نے میری عرض کو توجہ سے سنا اور میرے ساتھ مہربانی سے پیش آئے اور مجھ سے انجمن اتحاد و ترقی کے ممبروں اور کارکنوں کے نام دریافت فرمائے جو دستور کا مطالبہ کر رہے ہیں میں نے اسکے جواب میں معذرت کی اور ظاہر کیا کہ میں کسی کے نام سے واقف نہیں ہوں سلطان نے میری معذرت کو قبول نہیں فرمایا اور مجھے دہمکی دی کہ اگر میں اُن کے نام نہ بتلاؤں گی تو رامز کی خیریت نہیں ہے اور اس کی زندگی خطرہ میں ہے سلطان نے ظاہر کیا کہ میں انجمن کے ممبروں کے نام بتلا دوں تو رامز خطرہ سے بچ سکتا ہے اور اس کی زندگی میرے ہاتھ میں ہے"

**جہاں آرا** تم نے کیا جواب دیا کیا ان لوگوں کے نام بتلا دیئے

**شیرین** (سر کو حرکت دیتے ہوئے) نہیں...... محترم خاتون فرض کر لیجئے کہ میں اُن میں سے کسی کا نام جانتی بہی ہوتی تو کیا یہ امر میرے لئے مناسب ہے کہ میں کسی کا راز فاش کردوں اور اس کی زندگی کو خطرہ میں ڈالدوں

جہاں آرا مسکرائی اور اپنی حرکات سے ظاہر کیا کہ وہ اس خصوص میں کچھ دلچسپی نہیں رکہتی اور پھر کہا

تمہاری جرأت پر آفریں ہے تم جیسی مستقل مزاج اور با بند عہد عورتیں میں نے بہت کم دیکھی ہیں خاتون یہ امر بہت مشکل ہے کہ کوئی شخص اپنے آپ کو اور اپنے محبوب کو خطرہ میں ڈالکر کسی کے اسرار کی حفاظت کرے حقیقت یہ ہے کہ یہ کام بڑے آدمیوں کا ہے معمولی شخص کا نہیں"

یہ الفاظ جہاں آرا نے آہستہ سے ادا کئے اور پھر اِدہر اُدہر دیکھکر اس کا اطمینان کر لینے سے لجہ

کہ قریب کوئی نہیں ہو آہستہ سے کہا
حق یہ ہے کہ انجمن اتحاد و ترقی کے ممبروں میں عقلاء اور علماء کی ایک معقول تعداد ہے جو نہایت دانشمندی سے اپنا کام کر رہی ہے لیکن کچھ لوگ اس میں کمزور اور منافق بھی ہیں جو دوسروں کو مصیبت میں پھنسا کر منفعت حاصل کرتے ہیں اگر انجمن میں راغب اور تم جیسے پابند عہد اور مستقل مزاج ہوتے تو . . . . . . . . . . . . . . . . . .

جہان آرا یکایک خاموش ہو گئی اور اٹھنے کا ارادہ کر کے کہا
خاتون کیا کھانا نہیں کھاؤ گی آؤ کھانا کھالیں
شیریں کو جہان آرا کا یکایک خاموش ہو جانا ناگوار ہوا کیونکہ اس کا خیال تھا کہ گفتگو کے اس سلسلہ میں ممکن ہو کوئی بات اس کے مفید مطلب نکل آئے اس نے معذرت کی اور ظاہر کیا کہ ابھی بھوک نہیں ہو جہان آرا نے کہا
اگر کھانا نہ کھاؤ تو کچھ میوہ جات منگاؤں

شیریں بہتر ہے
جہان آرا نے میوہ جات منگائے اور پھر اطمینان سے بیٹھ کر کہا
خاتون تم نے یہ نہیں بتلایا کہ تم کس قسم کی خدمت مجھ سے لینا چاہتی ہو"
شیریں تمہاری ذہانت و ذکاوت کو دیکھ کر میرے خیال میں مزید توضیح و تشریح کی ضرورت نہیں ہے
جہان آرا (مسکراتے ہوئے) شاید تم راغب کا پتہ معلوم کرنا چاہتی ہو اور اس کی نجات کا طریقہ دریافت کرتی ہو"
جہان آرا اس کا میں ضرور تمہیں مدد دوں گی اور یہ کسی احسان کے خیال سے نہیں بلکہ صرف فرض انسانیت ادا کرنے کے لئے
یہ کہکر جہان آرا کنکاری گویا وہ کوئی خاص بات کہنا چاہتی ہو لیکن شرم و حیا کی وجہ سے کہہ نہیں سکتی ہو شیریں نے جہان آرا کے چہرہ سے اس کو محسوس کیا اور کہا خاتون کہو . . . . . سیدھی کہو کیا کہنا چاہتی ہو . . . . شاید تم میرے معاملہ میں ہاتھ ڈالتے ہوئے ڈرتی ہو یا کوئی امر مانع باقی ہو اگر تم . . . . . . . .

**جہان آرا** (بات کاٹکر) نہین نہین یہ بات نہین ... حقیقت یہ ہے کہ عرصے مین اپنے دل مین ایک بات چھپائے ہوئے ہون اور کسی کو ایسا نہین پاتی کہ اپنا راز اُس سے بیان کرون البتہ تم کو مستقل مزاج اور پابند عہد دیکھکر . . . . . . . . . . . . . .

یہ کہتے کہتے جہان آرا کی آواز رک گئی اور رقت طاری ہونے لگی تھوڑی دیر تک وہ کچھ غور کرتی رہی اور پھر کھڑے ہوکر کہا

خاتون رات کو فرصت مین راز کے معاملہ پر بحث کرونگی تم اطمینان رکھو جو کچھ میرے امکان مین ہے اُس سے دریغ نہ ہوگا یہ کہکر اُس نے لونڈی کو بلایا اور حکم دیا کہ دسترخوان پر کھانا لگائے اور خازنہ کو اطلاع دے کہ وہ کھانا ہمارے ساتھ کھائے اسکے بعد شیرین کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکر کھانے کے کمرہ کی طرف چلی شیرین جہان آرا کے ساتھ جارہی تھی اور جہان آرا سے متوقع تھی کہ وہ اپنا راز اُس سے بیان کردیگی اور اس کو اپنا رازدار بنائیگی لیکن اصل یہ ہے کہ جہان آرا کا یہ ایک مغالطہ تھا اس کی فطرت تھی کہ وہ جب اس قسم کی باتین کرتی اور اہم نقطہ پر بات پہنچ جاتی تو وہ فوراً خاموش ہوجاتی اور پھر دوسری بات شروع کردیتی جہان آرا اس طریقہ سے شیرین کو فریب دے رہی تھی اور شیرین خیال کرتی تھی کہ وہ اس کی ہمدرد ہے اور اپنا راز اس سے کہنے کا ارادہ رکھتی ہے لیکن پھر شرماکر خاموش ہوجاتی ہے۔

---

# اٹھوان باب

## حصول راز کی کوشش

دن اسی قسم کی باتون مین گذر گیا جہان آرا کی فریب آمیز ہمدردی اور خاطرداری نے شیرین کو جہان آرا اور اُس کی خازنہ سے بہت مانوس بنادیا اور وہ ان پر پورا اعتماد کرنے لگی وہ جب اس کا خیال کرتی کہ جہان آرا اُس سے محبت کرتی ہے تو وہ خوش ہوجاتی اور رہ رہ کر اسے یہ خیال آتا کہ جہان آرا بھی اس کی طرح مظلوم اور ستم رسیدہ ہے اور اپنا راز اُس سے بیان کردینا چاہتی ہے۔

لیکن اس خوف سے کہ کہیں راز افشا نہ ہو جائے بیان کرتے ہوئے تامل کرتی ہے
آفتاب غروب ہو جانے کے بعد شیرین کو رامز کا خیال آیا اور اس کی جدائی سے بے چین ہو گئی دنیا اس کی نگاہوں میں رامز کے بغیر تاریک تھی اور پہاڑ سی رات کاٹنا اس کے لئے قیامت سے کم نہ تھا غروب آفتاب کے بعد صبح تک کا وقت عاشقوں کے لئے بہت تکلیف دہ ہوتا ہے رات کی تاریکی جسقدر بڑھتی جاتی ہے ان کے رنج و الم اور وحشت میں زیادتی ہوتی جاتی ہے اور وہ تڑپ تڑپ کر مشکل سے رات کو بسر کرتے ہیں"
شیرین اس وقت اگرچہ بہت پریشان تھی لیکن اس نے اپنے اضطراب کو جہان آرا پر ظاہر نہ ہونے دیا اور تنہائی میں رامز کے معاملہ پر غور کرنے کے لئے اس نے جہان آرا سے خواہش ظاہر کی کہ وہ تھوڑی دیر آرام کرنا چاہتی ہے۔ جہان آرا نے اس کو ایک کمرہ میں پہنچا دیا اور وہ پلنگ پر لیٹ کر رامز کے معاملہ پر غور کرنے لگی
کیا رامز یلدز میں ہے اور وہ سلطان عبدالحمید کے ہاتھوں سے نجات پا سکتا ہے دیر تک اس مسئلہ پر غور کرتی رہی لیکن باوجود کافی غور و تامل کے وہ کوئی رائے نہ قائم کر سکی خیالات کا تسلسل اگر اس کو رامز کی طرف سے مایوس کر دیتا تو یہ معلوم کر کے کہ جہان آرا نے رامز کی نجات کو ممکن بتایا اور مدد دینے کا وعدہ کیا ہے اس کی امیدیں تازہ ہو جاتیں اور چہرہ پر تازگی پیدا ہو جاتی جہان آرا پر اب اس کو پورا اعتماد تھا اور یہ اعتماد یہ محسوس کر کے اور مضبوط ہو گیا تھا کہ جہان آرا نہ صرف اس کی ہمدرد ہے بلکہ اس سے محبت بھی کرتی ہے اور اس کو اپنے راز سے آگاہ کر دینے کا ارادہ رکھتی ہے دیر تک شیرین اسی قسم کے خیالات میں محو رہی"
آفتاب غروب ہو چکا تھا تاریکی پھیل گئی تھی اور قصر بجلی کی روشنی سے جگمگا رہا تھا شیرین جس کمرہ میں تھی وہ تاریک تھا ملازمان قصر نے یہ خیال کر کے کہ محترم مہمان سو رہا ہے کمرہ میں داخل ہو کر روشنی کرنا مناسب نہ سمجھا شیرین خاموش پلنگ پر پڑی تھی کہ اسے قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی سر اٹھا کر دیکھا تاریکی میں اگرچہ اچھی طرح معلوم نہ ہو سکا کہ کون ہے لیکن قد و قامت دیکھکر شیرین نے معلوم کر لیا کہ جہان آرا ہے جو آہستہ آہستہ اس کے پلنگ کی طرف آ رہی ہے جہان آرا شیرین کو جاگتا ہوا پا کر آگے بڑھی اور پلنگ کے پاس پہنچی جھک کر اس کے رخساروں پر اپنا منہ رکھدیا اور

پیار کرنے لگی شیرین اٹھ کر بیٹھ گئی اپنے رخساروں پر پیار کی حرارت محسوس کی اور اب اس کو جہان آرا کی صداقت و ہمدردی میں کوئی شک باقی نہیں رہا جہان آرا نے قریب بیٹھکر خیریت مزاج دریافت کی جس کے جواب میں شیرین نے کہا"

آپ کی مہربانی اور عنایت سے اچھی ہوں خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے .. ہمدرد مہربان عنایت فرمایا کر

**جہان آرا** خاتون میں تمہارے کام سے غافل نہیں رہی ہوں اور تمہارے پیارے رامز کا حال معلوم کرنیکی برابر اس عرصہ میں کوشش کرتی رہی ہوں لیکن افسوس ہے کہ اس وقت تک میں اپنے ارادہ میں کامیاب نہیں ہو سکی البتہ مجھے امید ہے کہ جلد میں رامز کا حال معلوم کر سکوں گی ......

تمہیں معلوم ہے کہ ہماری زندگی نہایت پرخطر ہے اسلئے ہم جو کام کرتے ہیں نہایت احتیاط سے تاکہ کسی کو اس کا علم نہ ہو جائے ..... مجھے تو پھر بھی ایک حد تک کچھ آسانیاں ہیں دوسری بیگمات تو بالکل مجبور ہیں اور کوئی کام اپنی مرضی سے نہیں کر سکتیں لیکن میری آسانیاں اور آزادی بھی خیالی ہے مجھپر بھی جاسوس مقرر ہیں اور میرے حرکات و سکنات کی پوری نگرانی کی جاتی ہے

**شیرین** تعجب ہے کہ تم سلطان کی بیگم ہو کر یہ شکایت کرتی ہو عثمانی مقبوضات میں تم سے بڑھکر خوش نصیب کون ہوگا مملکت سلطانی میں لاکھوں عورتیں تمہاری زندگی پر رشک کرتی ہوں گی تم حرم شاہی میں داخل ہو اور حیرت کی بات ہے کہ اپنی زندگی کو پرخطر بتلاتی ہو۔

جہان آرا مملکت عثمانیہ میں سلطان کی بیگمات سے زیادہ بدقسمت کوئی نہیں یہانتک کہ شاہی بیگمات کی لونڈیاں اور غلام بھی ان سے اچھے ہیں"

شیرین یہ سنکر حیرت میں رہگئی اور جہان آرا کی شکایت پر اسے بیحد تعجب ہوا وہ جہان آرا کے جواب میں کچھ کہنے ہی والی تھی کہ خود جہان آرا نے کہا

کیا دنیا میں حریت و آزادی سے بڑھکر کوئی چیز ہے

حریت کا ذکر سنکر شیرین کو ایک پھریری آئی اور کہا

نہیں حریت سے زیادہ قیمتی چیز دنیا میں کوئی نہیں

**جہان آرا** حریت وہ حریت جس سے ہمارے کتے بلیاں پرندے اور درندے یہانتک کہ مچھر اور مکھیاں بھی متمتع ہیں ہم اس سے محروم ہیں تمام دنیا اور مملکت عثمانی کا ادنی سا ادنی شخص آزادی

سے متمتع ہے لیکن ہماری قسمت میں آزادی نہیں یلدز میں جب کوئی عورت شاہی بیگم بنائی جاتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کو ہمیشہ کے لئے قصر میں دفن کر دیا گیا وہ قصر سے باہر نہیں نکل سکتی یہاں تک کہ اس باغ میں بھی جس کو تم کھڑکی سے دیکھ رہی ہو قدم نہیں رکھ سکتی اس کے علاوہ غضب شاہی سوء ظنی اور اسی قسم کے دوسرے خطرات ہر وقت سامنے رہتے ہیں" قصر شاہی کی لونڈیاں درجہ بدرجہ ترقی کرتی ہیں اور خوش ہوتی ہیں کہ ایک دن وہ شاہی بیگم کہلائینگی اور جداگانہ قصر میں عیش و مسرت کی زندگی بسر کرینگی لیکن جب وہ بیگم بنادی جاتی ہیں تو اپنی گذشتہ زندگی کو حسرت و افسوس کے ساتھ یاد کرتی ہیں اور حالت موجودہ پر آنسو بہاتی ہیں آہ بیگم بنتے ہی حریت ختم ہو جاتی ہے باہر کا آنا جانا اور اپنی مرضی سے کچھ کرنا خواب و خیال ہو جاتا ہے حریت... ...آہ حریت شیریں جہان آرا کے الفاظ سے بہت متاثر ہوئی اور مفید مطلب گفتگو چھیڑنے کا موقع پاکر کہا

سیدتی... حریت...... آہ اسی حریت کو احرار چاہتے ہیں اور اسی کا مطالبہ وہ سلطان سے کرتے ہیں یہی وہ جرم ہے جس کی پاداش میں سلطان اُن کو چن چن کر قتل کر دینا چاہتے ہیں۔

شیریں نے یہ الفاظ کہے اور پھر اس اندیشہ سے کانپنے لگی کہ کہیں اُس کے ان الفاظ کا نتیجہ خطرناک نہ نکلے وہ اس خیال سے ڈر رہی تھی کہ جہان آرا کو اُس نے یہ کہتے سنا

سلطان آہ وہ تو چاہتے ہیں کہ دنیا میں کوئی آزاد زندگی بسر نہ کر سکے یہاں تک کہ وہ خود بھی ان کی حالت یلدز میں ایک ایسے قیدی کی سی ہے جو چاروں طرف سے گھرا ہوا ہے لیکن آہ آخر کیا صورت ہو سکتی ہے کہ آزادی نصیب ہو...... شیریں میں تمہیں آگاہ کرتی ہوں کہ تم نے حقیقت حال کے اظہار میں عجلت سے کام لیا ہے...... اگر میرا خیال غلط نہیں ہے تو بیشک تم میں جذبات محبت اور صدق و مودت نمایاں پاتی ہوں بیشک تم مجھ سے محبت کرتی ہو اور مجھ سے حسن ظن رکھتی ہو کیوں کیا میرا خیال غلط ہے

شیریں تمہارا خیال صحیح ہے بیشک تم ایک ایسی لڑکی سے مخاطب ہو جو تم سے محبت کرتی اور تم پر اعتماد رکھتی ہے کاش میں اس قابل ہوتی کہ تمہاری کوئی خدمت کر سکتی"

جہان آرا اٹھی اور دروازہ کے باہر جاکر ادہر ادہر غور سے دیکھا گویا وہ اس کا اطمینان کر رہی ہے کہ کوئی ان کی باتیں تو نہیں سن رہا ہے اس کا اطمینان کرلینے کے بعد وہ واپس آکر شیرین کے پاس بیٹھ گئی اور کہا

پیاری شیرین؟ اگر میں تم سے کسی خدمت کی متوقع ہوسکتی ہوں تو صرف اس کی کہ تم مجھے اس قید خانہ سے نکالو اور آزاد زندگی بسر کرنے کا موقع بہم پہنچاؤ کیا تم مجھے یہاں مطمئن اور مامون خیال کرتی ہو...... آہ یہاں اطمینان اور امن کہاں ...

جہان آرا کے الفاظ نے شیرین کے دل میں شک پیدا کر دیا اور وہ سوچنے لگی کہیں جہان آرا اس کا امتحان تو نہیں کر رہی ہے لیکن معًا یہ خیال آیا کہ جہان آرا نے اس کے راز سے واقف ہونے کی کوئی کوشش نہیں کی بلکہ ........ وہ خود اپنے راز سے اس کو آگاہ کرنے پر آمادہ ہے اس خیال نے شک کو دور کر دیا اور وہ اپنے دل میں نادم ہوئی اور پھر کہا اگر میری خوش قسمتی مجھے ایسا موقع دے کہ میں رامز کے ساتھ یہاں سے نکل جاؤں تو میں مستحکم وعدہ کرتی ہوں کہ میں اور رامز دونوں تمہارے نکال لیجانے کی پوری کوشش کرینگے اور جس طرح ممکن ہوگا تمہیں نکال لیجائینگے۔ محترم خاتون اگر رامز تمہاری کوشش سے نجات پاگیا اور وہ لوگ جو رامز کے ساتھ حصول دستور کی کوششوں میں مصروف ہیں اپنے مقاصد میں کامیاب ہوگئے اور یقیناً وہ کامیاب ہوں گے تو اس کامیابی کا تاج تمہارے سر رکھا جائیگا.... تم اطمینان رکھو میں تم پر اپنی جان تک قربان کرنے کو تیار ہوں"

**جہان آرا** شیرین تم اپنے اور رامز کے متعلق جو کچھ کہو درست ہے لیکن جمعیۃ اتحاد و ترقی کے دوسرے ممبروں کی نسبت میں کوئی اعتماد نہیں رکھتی میں ان لوگوں کے حالات سے تم سے زیادہ واقف ہوں بہت و نعہ دستور اور حریت کا مطالبہ کرنیوالی انجمنیں قائم کی گئیں لیکن چند روز بعد وہ فنا ہوگئیں اور ان کے ممبروں نے مناصب کے لالچ سے آتا نہ پہنچکر اپنے کو سلطان کے حوالہ کر دیا خدانخواستہ اس سے میرا منشا یہ نہیں ہے کہ تمام لوگ لالچی اور مطلب پرست ہیں حقیقی وطن پرست اور سچے احرار اس سے مستثنیٰ ہیں وہ ملک کے بیشک سچے خادم ہیں لیکن ایسے لوگ بہت کم ہیں"...... سالونیک میں جو انجمن قائم ہوئی ہے اس کی نسبت بھی میرا خیال یہی ہے کہ وہ بھی پیرس وغیرہ کی انجمنوں کی طرح ہے

لیکن بایں ہمہ کہ ان انجمنوں پر اعتماد ہے نیز ہم صدق دل سے انکی کامیابی کی دعا کرتے ہیں۔
جہان آرا اپنے الفاظ ختم کرکے اس لیئے خاموش ہوگئی کہ شیرین پر یہ ظاہر ہوجائے کہ ایسے اس قسم کی باتوں سے کچھ دلچسپی نہیں ہے اور وہ انجمن کے اسرار سے آگاہ ہونے کا خیال نہیں تھی اس قسم کا فریب حصول مقصد میں زیادہ مفید ثابت ہوا ہے اور مخاطب مطمئن ہوکر تمام اسرار سے آگاہ کردیتا ہے جہان آرا نہایت دانشمندی سے فریب دیکر اپنا مقصد حاصل کر رہی تھی اور شیرین کو خبر بھی نہ تھی تھوڑی دیر خاموش رہکر اس نے کہا بیکار باتوں میں وقت گذر گیا اور جس غرض سے اس وقت میں یہاں آئی تھی اس کا خیال ہی نہ رہا۔ بہرحال محترم خاتون میں سب سے پہلے تمہیں اس امر سے آگاہ کرتی ہوں کہ اسرار کی حفاظت کرنے میں مجھے تم پر بھروسہ ہے اور اپنا راز بیان کردینے میں مجھے کوئی عذر نہ ہوگا اس کے بعد میں معذرت خواہ ہوں کہ میں اس وقت تک رامز کا حال معلوم کرنے کی کوشش میں کامیاب نہ ہوسکی موقع کی متلاشی ہوں موقع ملنے پر سب سے پہلے میں اس خدمت کو انجام دونگی"۔

شیرین۔ کیا میری بدقسمتی سے ابھی کوئی موقع حاصل نہیں ہوا

جہان آرا۔ بیگمات کی حالت میں تم سے بیان کرچکی ہوں بیگمات کو قصر سے باہر نکلنے یا لونڈی اور خواجہ سراؤں کے سوا کسی کو ان کے پاس آنیکی قطعی ممانعت ہے یہی وجہ ہے کہ تمام بیگمات دن رات لہو و لعب میں مشغول رہتی ہیں البتہ میری حالت دوسری بیگمات سے کسی قدر مختلف ہے اور مجھے کبھی کبھی یہ عزت حاصل ہوجاتی ہے کہ میں اپنے قصر سے باہر نکل کر سلطان کے حضور میں حاضر ہوتی ہوں اس کے علاوہ حال میں مجھے یہ شرف نصیب ہوا ہے کہ ایک ڈاکٹر خاص طور پر میرے لئے مقرر ہوا ہے جو وقتاً فوقتاً میری خیریت دریافت کرنے آتا ہے مجھے حیرت اور تعجب ہے کہ سلطان نے مجھ کو یہ عزت کیوں دی ہے یہ ڈاکٹر جو میرے پاس آتا ہے نہایت شریف ہے اور میرا ہمدرد ہے لیکن اس وقت تک مجھے یہ جرات نہیں ہوئی کہ میں اس سے یہ دریافت کرسکوں کہ سلطان نے مجھے یہ شرف کیوں بخشا ہے بہرحال میری رائے ہے اور امید ہے کہ تم اس سے اتفاق کروگی کہ میں ڈاکٹر سے تمہیں ملاؤں اور یہ ظاہر کرکے کہ تمہاری طبیعت اچھی نہیں ہے اس کو تمہارے پاس لاؤں تم اس سے سلسلۂ گفتگو میں رامز کا حال دریافت کرلینا ممکن ہے اسے رامز کا حال معلوم ہو اور وہ تمہیں اس کا پتہ بتلادے"

اچھا میں جاتی ہوں تم یہیں رہو اور پلنگ پر لیٹی رہو قصر کے ملازموں میں میں یہ مشہور کئے دیتی ہوں کہ آپ کی طبیعت اچھی نہیں ہے

یہ کہکر جہان آرا چلی گئی اور شیرین فرش پر مطیعہ کی طرح بےحس و حرکت لیٹ گئی اور آمد کے خیال میں محو ہو گئی تھوڑی دیر میں ایک غلام آہستہ سے کمرہ میں داخل ہوا اور روشنی کر کے چلا گیا شیرین کئی گھنٹے ڈاکٹر کے انتظار میں پڑی کروٹیں بدلتی رہی آخر اسے نیند آنے لگی اور ڈاکٹر نہ آیا ڈاکٹر کے قصر میں آنے کا کوئی دن یا وقت مقرر نہ تھا بلکہ کبھی کبھی آیا کرتا تھا شیرین کے قصر میں داخل ہونے پر سلطان کے حکم سے نادر آغا نے ڈاکٹر کو ہدایت کر دی تھی کہ وہ دو تین دن جہان آرا کے قصر میں نہ جائے اسلئے کہ سلطان نے اس کی خدمت (جہان آرا کو ملک عدم پہنچانے کی خدمت) کو دو تین دن کے لئے موخر کر دیا ہے"

صبح سویرے اٹھکر جہان آرا شیرین کے پاس پہنچی تاکہ اس کو اطلاع دے کہ رات کو ڈاکٹر قصر میں نہیں آیا شیرین کے قریب بیٹھکر اس نے معذرت چاہی اور پھر ایک غلام کو خفیہ طور پر ڈاکٹر کے بلانے کے لئے بھیجا اور شیرین کی طرف دیکھکر کہا

عزیزہ تم نے ہماری مقید زندگی کو دیکھا مجھے اتنی جرات نہیں ہے کہ میں ڈاکٹر کو علانیہ قصر میں بلا سکوں خفیہ طور پر اس کو بلایا ہے اگر سلطان کو معلوم ہو جائے کہ میں نے خفیہ طور پر ڈاکٹر کو طلب کیا ہے تو خدا جانے وہ کیا کریں ان کے نزدیک ادنی سزا قتل ہے یہ سامنے جو باسفورس بہ رہا ہے مقتولوں سے بھرا پڑا ہے

آخری الفاظ جہان آرا نے آہستہ سے ادا کئے اور چاروں طرف خوف آمیز نظریں ڈالیں شیرین نے حقیقت حال سے آگاہ ہونے کے لئے کہا

محترم میزبان جب قصر کی زندگی تمہارے لئے اتنی خطرناک ہے تو تم قصر کو چھوڑ کر آزاد زندگی بسر کرنے کے لئے یہاں سے نکل کیوں نہیں جاتیں

**جہان آرا** میں نکل کر کہاں جاؤں میں تنہا ہوں نہ کوئی مددگار رشتہ اس کے علاوہ مجھے احرار پر بھی اعتماد نہیں کہ ان میں جا کر مل جاؤں کیونکہ یہ لوگ خود مستقل مزاج نہیں ہیں اور ان میں سے اکثر لوگ ڈر کر اور اپنے خیالات کو چھوڑ کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہو گئے ہیں . . . . .

**شیرین** (بات کاٹکر) محترم خاتون میں تمہیں یقین دلاتی ہون کہ احرار کی اب وہ حالت نہین ہے جو پہلے تھی اب وہ نہایت مستعدی سے کام کر رہے ہین اور مستقل مزاج ہین ان پر پورا بھروسہ کیا جا سکتا ہے

**جہان آرا** سر کو حرکت دیتے ہوئے گویا اسے شیرین کی رائے سے اتفاق نہین ہے، نہین مجھے یقین نہین وہ بدستور اپنی حالت پر ہین"

**شیرین** مین تمہین مکرر اس کا یقین دلاتی ہون کہ ایک مرتبہ جو لوگ دستور کا مطالبہ کرنے کھڑے ہوئے ہین وہ خود غرض نہین بلکہ سچے محب وطن ہین مین اُن کے حالات سے اچھی طرح واقف ہون

حصول مقصد کا ایک ذریعہ پاکر اور شیرین کو حریت پسندون کا حال بیان کرتے ہوئے دیکھکر جہان آرا بہت خوش ہوئی اور کہا

ہماری خاتون اصل بات یہ ہے کہ ہم عورت ذات مردون کے حال سے کیونکر آگاہ ہو سکتے ہین لیکن آپ اتنا مین ضرور کہون گی کہ احرار مین مشکلات و مصائب برداشت کرنے والا اور مستقل مزاج جتنا مراد بک تھا اتنا اب تک کوئی نہین ہوا نہ ہی مراد بک اب سلطان کے قصر مین داخل اور یلدز مین موجود ہے

**شیرین**۔ (مسکراتے ہوئے) مین تم سے بیان کر چکی ہون کہ انجمن اتحاد و ترقی کے موجودہ کارکن اپنے پیشروؤن سے بالکل مختلف ہین موجودہ کارکنون مین جو استقلال اور رسوخ حریت موجود ہے وہ آج تک کسی کو نصیب نہین ہوا...... اگر اسرار کے افشا اور انجمن کی حرمت کا خیال دامنگیر نہوتا تو مین تم سے بعض باتین بیان کرتی تاکہ تم ان کو معلوم کر کے ان کے استقلال کا اندازہ کر سکتین اور میرے بیان کی تصدیق کرتین"

جہان آرا گردن جھکائے کچھ سوچتی رہی اور پھر شیرین کی طرف عتاب آمیز نظرون سے دیکھکر کہا تم نے سچ کہا انسان کو اسرار کی حفاظت پر مستقل مزاج رہنا چاہئے اور کسی کے اسرار کو امکان بھر ظاہر نہ کرنا چاہیے ہم نے اس موضوع پر اس وقت تک جو باتین کی ہین وہ حد سے متجاوز ہو گئی ہین.. ... لیکن مین تم پر بھروسہ رکھتی ہون اور تم نے سلسلۂ گفتگو مین جو باتین بیان کی ہین تمہارے اضطرار کو دیکھکر مین تمہین ان پر ملامت نہین کرتی بہرحال آئندہ احتیاط کی ضرورت ہے"

شیرین شرما گئی اور شرمندگی سے اسکے رخسارے سرخ ہو گئے اُس نے محسوس کیا کہ فی الواقع اس نے حد سے متجاوز ہو کر بعض باتین بیان کین ہین دیر تک وہ اس پر افسوس کرتی رہی اور پھر اسرار کی

حفاظت کا عہد مستحکم کر کے کہا
"سیدتی شاید تم نے میرا مقصد سمجھنے میں غلطی کی بہرحال تمہاری تنبیہ کی شکر گذار ہوں .... میں نے تم سے یہ نہیں کہا تھا کہ اپنا راز تم سے چھپاؤں گی اگر وہ میرا راز ہے لیکن جو راز میرے قلب میں محفوظ ہیں وہ میرے راز نہیں بلکہ پیارے رامز کے راز ہیں جو اس نے مجھ سے بیان کئے اور محفوظ رکھنے کی تاکید کی ہے وہ مجھ پر کامل اعتماد رکھتا ہے کہ اس کے راز میرے منہ سے نکلیں گے اگر میں اس کا اظہار کروں گی تو یہ ایک خیانت ہوگی البتہ جو راز میرے ذاتی ہیں ان کے بیان کرنے اور ان سے تمہیں آگاہ کرنے میں مجھے عذر نہیں"
**جہان آرا** پیاری شیریں تمہارا استقلال دیکھکر مجھے بہت خوشی ہوئی اور اب تمہاری قدر میری نگاہوں میں پہلے سے بہت زیادہ بڑھ گئی انسان کا فرض ہے کہ وہ امانت اور صدق کو اپنا شعار بنائے اور صداقت کے خلاف کوئی کام نہ کرے ورنہ وہ انسان نہیں بلکہ شریر ہے خدا نہ کرے تم شریر ہو میں تمہیں اطمینان دلاتی ہوں کہ تم نے جو کچھ مجھ سے بیان کیا ہے میں اسکی پوری حفاظت کروں گی میرا مقصد اس بحث سے یہ نہ تھا کہ میں تم سے جمعیتہ اتحاد و ترقی کے اسرار معلوم کروں بلکہ میری غرض یہ تھی کہ کارکنان جمعیتہ کے حالات معلوم کر کے اس فرق کو دیکھوں جو پہلے حریت پسندوں اور موجودہ محب وطن لوگوں میں ہو
شیریں، جہان آرا کا مافی الضمیر معلوم کر کے خوش ہوگئی اور جو خطرہ افشائے راز کا اس کو ہو گیا تھا وہ رفع ہو گیا اب وہ جہان آرا کی پاکیزگی ضمیر کا اعتقاد کر کے اس پر آمادہ ہوگئی کہ وہ اپنے راز سے اس کو آگاہ کر دے چنانچہ اُس نے نہایت اطمینان سے مسکراتے ہوئے کہا
جمعیتہ اتحاد و ترقی کے سابق اور موجودہ کارکنوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے انجمن کے موجودہ کارکنوں میں زیادہ حصہ عثمانی سپاہ کے افسروں کا ہے پہلے صرف ادیب اور اہل قلم اس کے ممبر تھے اور امید ہے کہ جلد عثمانی سپاہ کے تمام افسر اس میں شریک ہو جائینگے اور جب یہ مرحلہ طے ہو جائیگا تو کیا سلطان عبدالحمید خان سے یہ ممکن ہوگا کہ وہ ان کی کوشش کو رد کر دیں اور ملت کے مطالبات کو پورا نہ کریں
**جہان آرا** (حیرت سے) کیا یہ صحیح ہے؟ ہاں میں نے بھی اسکے متعلق کچھ سنا ہے لیکن لوگوں کا

یہ بیان تو صرف وہ لوگ انجمن میں شریک ہیں جن کو سب سے پہلے ... کر دیا گیا ہو
شیرین انھیں لوگوں میں سے ہے جو ... فوجی افسر ... ہیں وہ فوج
کے اعلیٰ افسر ہیں اور ان کے تمام ماتحت ان کے ساتھ ہیں وہ جب چاہیں اپنے ماتحت
افسروں اور سپاہ سے کام لے سکتے ہیں میں ان میں سے بہت سے افسروں سے واقف ہوں"
شیرین نے مذکورہ بالا الفاظ ادا کئے اور پھر یہ محسوس کر کے اس نے خسرو سے اپنی واقفیت کا
بھی اظہار کیا ہے بہت نادم ہوئی اور ندامت سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا"

---

# اٹھتروان باب

## ڈاکٹر ناظر

شیرین کے بیان سے جہان آرا کو یہ رائے قائم کرنیکا موقع مل گیا کہ شیرین انجمن اتحاد و ترقی کے
تمام اسرار سے واقف ہے لیکن اس وقت اُس نے مزید گفتگو کو مناسب نہ سمجھکر کہا
میں دیکھتی ہوں کہ تم تصریح اور افشائے راز کے معاملہ میں مذبذب ہو میں تمہیں ہدایت کرتی ہوں
کہ راز کی تشریح مناسب نہیں ہے اور تم آئندہ اس کا خیال رکھو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
یہ کہکر جہان آرا خاموش ہو گئی اور پھر آہستہ سے کہا
ہائیں یہ آواز کیسی شاید ڈاکٹر آیا ہے اس کے قدموں کی آہٹ ہے
یہ کہکر جہان آرا کمرے سے باہر گئی اور پھر تھوڑی دیر بعد واپس آکر کہا
میرا خیال غلط تھا ڈاکٹر نہیں آیا اس کو آج قصر میں آنے کی ممانعت کر دی گئی ہے بہر حال میں نے
اس کو ... پہرہ پر بلایا ہے اور آج رات کو وہ ضرور آئیگا
تھوڑی رات گذر جانے پر جب قصر کے تمام آدمی سو گئے جہان آرا شیرین کے کمرہ میں پہنچی اور خازنہ
کو ڈاکٹر کے انتظار میں باہر چھوڑ دیا آدھی رات کے قریب ڈاکٹر آیا اور خازنہ اس کو لیکر شیرین کے
کمرہ تک پہنچی ڈاکٹر نے جہان آرا کو سلام کیا اور پھر کہا
حسب حکم میں حاضر ہوا ہوں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کیا ارشاد ہوتا ہے

شیریں: ڈاکٹر صاحب سے چھپانا ... آپ کو معلوم ہے جیسے آپ سے ... تشریف لاتے ہیں اس لئے اس وقت
آپ کو اس لئے تکلیف دی ہے کہ شیریں جیسی کہ جس حال میں میرے ہاں آئی ہے طبیعت ناساز ہے میں
چاہتی ہوں کہ آپ ان کا علاج کریں"
یہ کہکر جہاں آرا نے شیریں کی طرف اشارہ کیا جو پلنگ پر لیٹی تھی ڈاکٹر نے شیریں پر نظر ڈالی لیکن
ادب کے خیال سے نہ ملوہ غور سے نہیں دیکھا جہاں آرا نے شیریں کو مخاطب کر کے کہا
پیاری شیریں اٹھو دیکھو ڈاکٹر صاحب آئے ہیں اُن سے اپنا حال بیان کرو میں ابھی آتی ہوں
یہ کہکر جہاں آرا چلی گئی ڈاکٹر نے جہاں آرا کے چلے جانے اور تخلیہ ہو جانے کو تعجب کی نظر سے دیکھا
اور شیریں کے پلنگ کے قریب کرسی پر بیٹھ کر شیریں سے اس کا حال دریافت کیا شیریں نے کہا
میرے سر میں شدید درد ہے
ڈاکٹر سر جھکائے بیٹھا تھا شیریں کی آواز سنکر چونک پڑا گویا اُس نے کبھی سنا سا آواز کو سنا
ہے اور شیریں کی طرف دیکھا ڈاکٹر کی عمر پچیس سال کی تھی شیریں کو دیکھکر اس کا دل زور زور حرکت
کرنے لگا کیونکہ شیریں کی صورت رامز کے دوست سے جس کو اُس نے سالونیک میں دیکھا تھا بہت
مشابہ تھی دیر تک دونوں ایک دوسرے کی طرف حیرت اور تعجب سے دیکھتے رہے آخر ڈاکٹر نے
شیریں کو پہچان کر کہا "شیریں"

**شیریں** ہاں .... کیا آپ ڈاکٹر ناظر ہیں

**ڈاکٹر** ہاں .... تم یہاں کیونکر آئیں اور کون تم کو یہاں لایا"

**شیریں** میں رامز کو تلاش کرتے آئی ہوں
رامز کا خیال آتے ہی شیریں کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور پھر رقت خیز لہجہ میں کہا
ڈاکٹر صاحب رامز کہاں ہیں ...... آپ یہاں کیا کرتے ہیں

**ڈاکٹر** (آہستہ سے) میں یہاں اپنے بھائیوں کی خدمت انجام دیتا ہوں اور استبداد کی
حکومت کے احکام اور اہم خبروں سے انہیں آگاہ کرتا رہتا ہوں ........
رامز ...... رامز کل تک تو ......
یہ کہکر ڈاکٹر خاموش ہو گیا گویا وہ کسی اہم بات کو چھپا رہا ہے

**شیرین** (خوفزدہ) رامز کہاں ہین خدا کے لئے جلدی بتایئے کیا کسی مصیبت مین مبتلا ہین ۔۔۔ کہو خدا کے لئے کہو وہ کہاں ہین

**ڈاکٹر** شیرین خدا کے لئے دل کو قابو مین رکھو گھبراؤ نہین تم سمجھدار ہو کر احتیاط سے کام نہین لیتین اطمینان سے بیٹھو مین تمام حالات سے تمہین آگاہ کر دون گا۔

شیرین گھبرا گئی اور ڈاکٹر کی تنبیہ سے اُس نے سمجھا کہ رامز یقیناً کسی مصیبت مین مبتلا ہی اسی کے ساتھ اسے خیال ہوا کہ ڈاکٹر یلدز مین احرار کا جاسوس ہی ضرور رامز کے حال سے واقف ہو گا اُس نے ڈاکٹر کی طرف دیکھا اور عاجزی کے لہجہ مین رامز کا حال دریافت کیا ڈاکٹر نے کہا

چند روز ہوئے مجھے معلوم ہوا تھا کہ رامز یلدز لایا گیا ہے اور قصر السلاطین نظر بند ہے کئی روز کی کوششون کے بعد کل شام مجھے قصر السلاطین مین داخل ہونیکا موقع ملا افسوس ہے کہ رامز وہان نہین تھا آخر مین ناکام واپس آیا

**شیرین** وہ کہان ہی ۔۔۔ آہ قصر السلاطین سے وہ کہان گیا اور اس کو کہان لیجایا گیا

**ڈاکٹر** افسوس ہو کہ مجھے اس وقت تک معلوم نہین ہو سکا کہ وہ کہان لیجایا گیا اور اس وقت کہان ہی

**شیرین** ڈاکٹر صاحب آپ چھپاتے ہین خدا کے لئے بتلایئے وہ کہاں ہین ۔۔۔ کیا خدانخواستہ انکو قتل کر دیا گیا

**ڈاکٹر** (آہستہ بولنے کا اشارہ کرتے ہوئے) مین سچ عرض کرتا ہون مجھے معلوم نہین رامز کہان ہی اور نہ اس کا پتہ ہے کہ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا مجھے کیا یلدز مین کسی کو اس کی خبر نہین البتہ بہت سی تحقیقات کے بعد صرف اتنا پتہ چلا ہے کہ دو روز ہوئے آدھی رات کے بعد اس کو یا مین مین بلایا گیا تھا وہان سے وہ پھر واپس نہین آیا

یہ کہکر ڈاکٹر نے سر کو حرکت دی گویا وہ رامز کی گمشدگی کو نہایت اہمیت دے رہا ہی شیرین نے ڈاکٹر کے بیان اور ڈاکٹر کے چہرہ سے وحشت کے آثار نمایان پا کر یہ رائے قائم کر لی کہ رامز کو خفیہ طور پر قتل کر دیا گیا اور اُس نے رقت خیز لہجہ مین کہا ڈاکٹر صاحب رامز قتل کر دیا گیا ۔۔۔۔ آہ اس کو مار ڈالا گیا ۔۔۔۔۔ میرا خیال ہے کہ اس کا بے جان جسم باسفورس کی مچھلیون کا طعمہ بن گیا یہ کہکر وہ اپنا سر پیٹنے اور رونے لگی ڈاکٹر نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لے لیا اور کہا شیرین ہوش مین آؤ اپنی زندگی کو خطرہ مین نہ ڈالو ۔۔ نہ صرف اپنی زندگی کو بلکہ ہم سب کی زندگی کو

**شیرین** (بلند آواز سے) آہ رامز کے بعد مجھے اپنی زندگی کی پروا نہین البتہ آپکی زندگی قیمتی ہے آپ احرار کو بہت فایدہ پہنچا رہے ہین

**ڈاکٹر** شیرین تمہاری زندگی مجھ سے زیادہ احرار کے لئے نافع ہے..... دل کو قابو مین رکھو ..... اگر فرض کر لیا جائے کہ ہمارے بہائی رامز کو حریت و دستور کی راہ مین قربان ہونا پڑا ہے تو ہمارے لئے بہی یہ مسرت کا موقع ہے اور رامز کو بھی مبارک ہو اس کا نام تاریخ مین ہمیشہ یادگار رہیگا..... کاش مجھے بہی یہ دن نصیب ہو اور مین بہی راہ دستور مین شہید ہون"

شیرین نے گردن جہکالی وہ اگرچہ راہ دستور مین فدا ہو جانیکی آرزو مند تہی لیکن رامز کی محبت اُسکی آرزو پر غالب تہی محبت پرستی کے لئے محبوب کی محبت دنیا کی تمام چیزون کی محبت سے زیادہ ہوتی ہے اور محبوب کی محبت پر دنیا کو قربان کر دینا اس کے نزدیک کوئی بات نہین ہوتی

دیر تک شیرین خاموش سر جہکائے بیٹھی غور کرتی رہی آنسو رخسارون پر بہ رہے تھے اور چہرہ پر حزن و ملال کے آثار نمایان تھے ڈاکٹر نے پہر سلسلہ گفتگو شروع کرتے ہوئے کہا

شیرین رامز کے متعلق ابہی کوئی صحیح رائے قائم نہین کی جا سکتی میرا خیال ہو اور اس کے قرائن موجود ہین کہ رامز زندہ ہے اور ابہی قتل نہین کیا گیا بہر حال صبر و استقامت سے کام لو خداوند تعالے صابرین کی مدد کرتا ہے"

شیرین اور ڈاکٹر اسی قسم کی باتون مین مشغول تھے کہ دروازہ پر کسی کے قدمون کی آہٹ ہوئی دونون خاموش ہو گئے اور محتاجہ خانم کمرہ مین داخل ہوئی اور ڈاکٹر کو مخاطب کر کے کہا

کیا میرے بے محترم مہمان کا تم نے علاج کیا

شیرین نے ڈاکٹر کے جواب کا انتظار نہ کر کے خود ہی کہا

محترم خاتون علاج اب بیکار ہے آہ رامز کو قتل کر دیا گیا اور اب میرا جینا عبث ہو

یہ کہکر وہ رونے لگی ڈاکٹر شیرین کے الفاظ سنکے حیرت مین رہگیا کیونکہ وہ اس امر سے واقف نہ تہا کہ اس کو اسی لئے بلایا گیا ہے جہانم تہا نے شیرین کے الفاظ سنکر کہا شیرین کیا کہہ رہی ہو...... کیا رامز قتل کر دیا گیا...... کس نے قتل کیا

**شیرین** خاتون تم نے کہا تہا کہ مین ڈاکٹر صاحب سے رامز کا حال دریافت کر دون اُن کے

بیان سے معلوم ہوا کہ رامز کو قصر یالط سے آدھی رات کے وقت مابین لیجایا گیا اور اس وقت تک وہ وہاں سے واپس نہیں آئے...... کیا تمہارے نزدیک اب بھی کوئی شبہ ہو ضرور ان کو قتل کر دیا گیا"

جہان آرا نے گردن جھکا لی اور خوف کے آثار اس کے چہرے سے نمایاں ہوئے اور کہا یہ ضروری نہیں کہ ان کو قتل کر دیا گیا ہو اگرچہ یہ خطرہ امکان رکھتا ہے لیکن یہ بھی ممکن ہو کہ ان کو کسی دوسری جگہ نظر بند کر دیا ہو۔

---

# ستروان باب

## شاندار کامیابی

ڈاکٹر افشائے راز سے ڈر گیا اور خطرہ کو ٹالنے کے لئے اس نے جہان آرا کو اس راز سے آگاہ کر دینا چاہا جس پر وہ مامور ہوا تھا یعنی جہان آرا کا قتل چنانچہ اس نے کہا محترم خاتون کیا آپ کا خیال ہے کہ رامز کو قتل کر دیا گیا

**جہان آرا** اگرچہ مجھے اس کا یقین نہیں لیکن میں کہہ سکتی ہوں کہ قتل کیا جانا ممکن ہو کیونکہ صیانت دولت میں اس قسم کا قتل جائز ہے

**ڈاکٹر** کیا آپ کے نزدیک صرف شبہ پر قتل جائز ہے

**جہان آرا** میرا خیال کیا ہ کیا شیخ الاسلام قتل کے جواز کا فتویٰ دے چکا ہے

**ڈاکٹر** کیا شیخ کے فتوے سے ہمیں بحث نہیں آپ کی رائے کیا ہو کیا آپ بھی شبہ پر قتل کو روا رکھتی ہیں خواہ آپ کو ہی قتل کیا جائے"

**جہان آرا** چونک کر یہ آپ نے کیا کہا...... ان الفاظ سے آپ کی کیا مراد ہے

**ڈاکٹر** ایک اہم راز میرے سینہ میں مقفل ہے..... چند روز ہوئے سلطان نے مجھے ایک اہم خدمت پر مامور کیا ہے لیکن میں نے آپ پر رحم کھا کر اس وقت تک اپنی خدمت کو انجام نہیں دیا

**جہان آرا** شاید آپکا مطلب یہ ہے کہ سلطان نے میرے قتل پر آپ کو مامور کیا ہی
**ڈاکٹر** محترم خاتون گھبراؤ نہیں اطمینان سے سنو...... بیشک آپ کے قتل پر سلطان نے مجھے مامور کیا ہے لیکن مین آپ کی زندگی آپ کو دوبارہ بخشتا ہون۔

**جہان آرا** (کانپتے ہوئے) محترم محسن صاف بیان کرو...... ڈرو نہین

**ڈاکٹر** کیا آپ بتلا سکتی ہین کہ اب سے پہلے بیگمات کے قصر مین باہر کا کوئی شخص آیا ہی اور خصوصًا کوئی ڈاکٹر

**جہان آرا** نہین کبھی نہین

**ڈاکٹر** تو پھر سلطان نے آپ کو یہ امتیاز کیون عنایت فرمایا

**جہان آرا** محترم ڈاکٹر میری سمجھ مین کچھ نہین آتا آپ حقیقت حال سے آگاہ فرمائیے

**ڈاکٹر** محترم خاتون آپکی زندگی خطرہ مین ہی جب سے آپ بیگم بنائی گئی ہین سلطان آپ کی طرف سے بہت مشکوک ہین کسی نجومی نے اُن سے کہدیا ہی کہ حرم سلطانی مین کسی ارمنی بیگم سے ایک بچہ پیدا ہوگا جو ان کی حکومت کے لئے خطرناک ہی اس خیال سے انہون نے حکم دیا ہے کہ مین آپ کو نہایت تیز زہر پلاکر آپکا کام تمام کر دون...... کیا میرے بیان پر آپ کو شک ہی اگر آپ غور فرمائین گی اور سلطان کی ان باتون کو پیش نظر رکھین گی جو آپ کو بلاکر انہون نے کی تھین تو آپکا شک وشبہ رفع ہو جائیگا اور میرے بیان کو آپ صحیح مان لینگی بہرحال یہ سون مجھے حکم دیا گیا تھا کہ مین آج شام کو آپکا خاتمہ کر دون لیکن پھر کچھ دیر بعد مجھے آگاہ کیا گیا کہ دو تین روز توقف کیا جائے آپ ان باتون پر غور کیجئے اور پھر رائے قائم فرمائیے کہ میرا بیان غلط ہے یا صحیح"

جہان آرا کو وہ باتین یاد آگئین جو سلطان نے اس کو اپنی خدمت مین بلاکر اُس سے کی تھین دیر تک وہ ان باتون پر غور کرتی رہی ڈاکٹر نے جہان آرا کو خاموش پاکر کہا

محترم خاتون کیا آپ کو میرے بیان پر کچھ شبہ ہے اور کیا مین نے جو کچھ عرض کیا ہے اس مین آپ کو شک ہی...... اگر آپ کو یقین نہین ہی اور آپ نے سلطان کو میرے بیان سے آگاہ کر دینے کا ارادہ کیا ہی تو مجھے اپنی زندگی کی پروا نہین ہی مین اپنی طرف سے ہر وقت مطمئن ہون لیکن میرا قتل آپ کو بچا نہیں سکتا اگر میرے ہاتھ سے آپ محفوظ رہین تو دوسرا شخص اس خدمت کو انجام دیگا آپ اچھا جانے

جہان آرا نے وہ تمام باتین جو ڈاکٹر اور شیرین کے درمیان ہوئی تھین چپ کرسن لی تھین اور خصوصًا یہ الفاظ جو ڈاکٹر نے نہایت اطمینان کے لہجہ مین کہے تھے کہ وہ راہ دستور مین قربان ہوجانیکی آرزو رکھتا ہے اس لئے اس کو ڈاکٹر کے بیان کو تسلیم کرنا پڑا اور اُس نے سمجھ لیا کہ ڈاکٹر نے جو کچھ کہا ہے وہ خطرہ کو دور کرنے کے لئے نہین بلکہ ہمدردی کی راہ سے اصل حقیقت بیان کی ہے لیکن اطمینان مزید کے لئے اُس نے دریافت کیا

سلطان کو میری طرف سے بدگمانی کیون ہو اور وہ مجھے کیون قتل کردینا چاہتے ہین

**ڈاکٹر** کیا آپ ارمینیۃ الاصل نہین ہین

**جہان آرا** ان مین ارمنیہ ہون

**ڈاکٹر** کیا آپکو معلوم نہین کہ سلطان آرمینیون سے خائف ہین اور ان کو اپنی حکومت کا بدخواہ خیال کرتے اور خطرناک سمجھتے ہین اور یہی وجہ ہے کہ انہون نے بہت سے آرمینیون کو بے دریغ قتل کرایا ہے اس کے علاوہ جیسا کہ مین بیان کرچکا ہون ایک منجم نے سلطان کو آگاہ کیا ہے کہ ایک ارمینہ عورت سے آن کے ایک بچہ ہوگا جو ان کی حکومت کو برباد کردیگا اسی اندیشہ سے سلطان نے آپ کو قتل کا حکم دیا ہے اور مجھے اس خدمت پر مامور کیا ہے لیکن مین نے قصدًا اپنے فرض سے چشم پوشی اور کوتاہی کی ہے کیونکہ مجھے آپ کی جوانی پر رحم آتا ہے"

**جہان آرا** آپ نے اس خدمت کو کیون قبول کیا کیا آپ میرے قتل پر آمادہ ہین

**ڈاکٹر** خاتون گرچہ میرا یہ ارادہ نہین تھا کہ اپنے ہاتھون کو آپکے قتل سے ملوث کرون ایک حریت پسند شخص سے یہ امر قطعی ناممکن ہے کہ وہ کسی بیگناہ کے خون کا بار اپنی گردن پر لے مین نے اس خدمت کو صرف اس لئے قبول کیا ہے کہ مین دارحریم مین داخل ہوسکون اور محکمہ ماہین کی خبرون سے اپنے احرار بھائیون کو آگاہ کرتا رہون.... خاتون اصل یہ ہے کہ مین یلدز مین اپنے احرار بھائیون کا جاسوس ہون.... اور نہایت آزادی سے بے خوف ہوکر اپنے راز سے آپ کو آگاہ کرتا ہون مجھے اس کا اندیشہ بالکل نہین ہے کہ آپ سلطان کو اس سے آگاہ کردین گی مین راہ دستور مین قربان ہوجانے کا آرزومند اور متمنی ہون مجھے اپنی زندگی کی بالکل پروا نہین ہر دستور کے طالب احرار ہزارون کی تعداد مین ہین اگر ان مین سے دستور کے حصول کی کوشش مین دو

قربان ہو جائیں تو پروا نہیں اس راہ میں قربانی سے جسقدر بچیں گے وہ یقیناً ملک کو آزاد کرالیں گے اور دستور حاصل کر لیں گے ...... بہرحال مجھے اور میرے دوسرے احرار بھائیوں کو اپنی زندگی عزیز نہیں لیکن یہ بھی یقینی ہے کہ آپ کا زندہ رہنا بھی ناممکن ہے سلطان آپ کے وجود کو حکومت کے لئے خطرناک قرار دے چکے ہیں اور آپ کو ضرور قتل کرا دینگے اسلئے بہتر ہے کہ آپ میری نصیحت قبول فرمائیں اور سلطان کی محبت کو دل سے دور کرکے یہاں سے نکل جائیں اور گزشتہ زندگی کے معاصی کی تلافی میں احرار کے ساتھ شامل ہو کر ملک کی خدمت انجام دیں یہ میرا مخلصانہ مشورہ ہے اب آپ کو اختیار ہے جو جی میں آئے کیجئے"

ڈاکٹر کی تقریر کا جہان آرا پر بڑا اثر پڑا وہ اپنی زندگی کو خطرہ میں پاکر ڈر گئی اور خوف سے اسکا خون خشک ہوگیا شیریں نے ڈاکٹر کی صاف گوئی اور آزادی کو حیرت کی نظروں سے دیکھا اور اس کی صداقت پر عش عش کر گئی اور جہان آرا کو مخاطب کرکے کہا

"سیدتی میں آپ کی خدمت میں کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں اور امید رکھتی ہوں کہ آپ میری نصیحت کو توجہ سے سنیں گی خاتون اگر آپ نے ڈاکٹر صاحب کے مشورہ کو قبول نہیں فرمایا اور اس کے برخلاف آپ نے سلطان کو ہمارے سازش سے آگاہ کر دیا تو ہمیں اپنی زندگی کی پروا نہیں ڈاکٹر صاحب نے بیان کر دیا ہے کہ وہ راہ دستور میں شہادت کے متمنی ہیں اسلئے موت کی پروا نہیں کہ راہ دستور میں راہ حق کے قربان ہو جانے کے بعد مجھے اپنی زندگی عزیز نہیں"

یہ کہکر وہ زار زار رونے لگی جہان آرا شیریں کے حال سے بہت متاثر ہوئی اور سلطان عبدالحمید کی محبت میں اسے شک پیدا ہو گیا اور ڈاکٹر ناظم کی تشریح نے اس کو یقین دلا دیا کہ سلطان کی محبت بناوٹی ہے وہ اس سے صرف اسلئے محبت کا اظہار کرتے ہیں کہ اس سے اہم خدمات لیتے ہیں دیر تک وہ ان باتوں پر غور کرتی رہی اور پھر ڈاکٹر کی طرف دیکھ کر کہا

"ڈاکٹر صاحب آپ نے جو کچھ فرمایا بالکل درست ہے واقعی میں دھوکہ میں مبتلا تھی اور مجھے بڑا فریب دیا گیا تھا بہرحال اب کیا کرنا چاہیئے"

ڈاکٹر "میرے نزدیک اب یہ مناسب ہے کہ آپ اور شیریں یلدز سے بھاگ کر نکل جائیں اور جس قدر جلد ممکن ہو یہاں سے نکل جانے کی کوشش کریں" میں نہیں رہونگا اور جب تک خدمت پر میرے احباب

بھائیوں نے مجھے یہاں مامور کرکے بھیجا ہے اُسے انجام دونگا۔

**جہان آرا** (کھڑے ہوکر) بہتر ہے میں ابھی جاکر تدبیر کرتی ہوں.... ڈاکٹر صاحب میں آپ کے احسان کو عمر بھر نہ بھولوں گی

یہ کہکر جہان آرا نے ڈاکٹر کو رخصت کیا اور وہ شیرین کو جو اس وقت بہت دلگیر تھی تسکین دیکر چلا گیا

# اکہتروان باب

## ناکامی

جہان آرا اور شیرین کو فرار کی تدبیروں میں مشغول رہنے دیجیے آئیے ہم عبدالحمید کی حالت دیکھیں رامز اور سعید کے جانے کے بعد سلطان متوقع تھے کہ ان کا حیلہ کام کرجائیگا اور جس غرض سے رامز اور سعید کو چھوڑا گیا ہے وہ غرض حاصل ہوجائیگی سلطان کا حیلہ بیشک موثر تھا اور احرار ضرور اس جال میں پھنس جاتے اگر سعید بک مدحت پاشا کی وصیت اپنے ساتھ نہ لیجاتے جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں

سلطان دو روز تک نہایت بے چینی سے سالونیک کی خبروں کے منتظر رہے لیکن ناظم نے کوئی اطلاع نہ دی جس قدر وقت گذرتا جاتا تھا سلطان کی بے چینی بڑھتی جاتی تھی دوسرے روز صبح کو سلطان نہایت مضطرب اور پریشان تھے کہ نادر آغا نے حاضر ہوکر جہان آرا اور شیرین کے قصر سے بھاگ جانیکی خبر دی اس خبر سے سلطان کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوگئے چہرہ زرد ہوگیا اور خوف سے تمام جسم کانپنے لگا لیکن فوراً اپنی حالت کو درست کیا اور حکم دیا کہ تمام یلدز میں جہان آرا اور شیرین کو تلاش کیا جائے یلدز کے چپہ چپہ میں تلاش کیا گیا لیکن مفرورین کا پتہ نہ چلا اور تحقیقات سے معلوم ہوا کہ وہ نوری بک کے ساتھ بھاگی ہیں فوزی بک اس البانی سپاہ کا جو یلدز کی حفاظت پر مامور تھی ایک بڑا افسر اور شاہی محافظ (رائل بیگانگ) تھا"

سلطان نے جہان آرا اور شیرین کے فرار ہوجانیکے اثر کو بہت محسوس کیا ناکامی کے خیال اور بدفالی نے ان کی آنکھوں میں دنیا کو تاریک کردیا اور اس ناکامی سے جو عمر میں پہلی اور نہایت ذلیل ناکامی تھی بہت اذیت محسوس کی لیکن فوراً تمام مملکت عثمانیہ میں تار بھیجکر حکام کو خبر دی کہ ان کی گرفتاری

کی کوشش کریں اور جہاں وہ ملیں فوراً گرفتار کرلیں"

دن کا ابتدائی حصہ انہی افکار میں گذرا بارہ بجے کے قریب سالونیک سے ناظم کا تار آیا اُس نے خبر دی کہ انجمن اتحاد و ترقی کے ایک رکن نے اس کو تمنچہ کی گولی کا نشانہ بنایا تھا گولی لگی لیکن زخم کاری نہیں لگا اور وہ محفوظ ہے اس تار میں اُس نے یہ بھی ظاہر کیا کہ انجمن اب بہت خطرناک ہوگئی ہے۔

کچھ دیر بعد دوسرا تار آیا جس میں یہ اطلاع تھی کہ ایک فدائی نے پولیس کے انسپکٹر سامی بیک کو جس کو سلطان نے انجمن اتحاد و ترقی کے سکریٹری کے پتہ چلانے کی خدمت پر مامور کرکے سالونیک بھیجا تھا قتل کر دیا وہ قره شوه کو جارہا تھا راستہ میں تمنچہ کی گولی کا نشانہ بنا اور مرگیا"

اسی قسم کے تار محکمہ یا بین کو مقدونیہ اور البانیا سے موصول ہوئے جن میں ظاہر کیا گیا تھا کہ وہاں اضطراب پھیلا ہوا ہے اور رعایا خوفزدہ ہے

سلطان اس وقت مطالعہ کے کمرہ میں تھے باشکاتب سر جھکائے سامنے بیٹھا تھا تاروں کی وحشت انگیز خبروں نے سلطان کا اضطراب بڑھا دیا تھا لیکن انہوں نے اپنے اضطراب کو چھپایا اور باشکاتب پر یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ اس قسم کے واقعات سے وہ متاثر نہیں ہوتے نہایت لشاش بیٹھے رہے دیر تک خاموشی طاری رہی پھر کچھ سوچکر سلطان نے باشکاتب کی طرف دیکھکر کہا

اب وقت آگیا ہے کہ ان مغروروں اور باغیوں کا اپنے ملک سے استیصال کردوں اس وقت تک میں نے بہت زیادہ نرمی سے کام لیا ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ نرمی نے ان کو اور دلیر کردیا ہے۔

سلطان کے جملے ختم ہوتے ہی باشکاتب اٹھا اور اجازت چاہی باشکاتب کے چلے جانے پر سلطان کتابت کے کمرے میں چلے گئے اور اطمینان سے تنہائی میں بیٹھکر اپنے دل میں کہا

افسوس ہے مغرورو تم یہاں تک میرے آدمیوں پر حملے کرتے اور ان کو قتل کرتے ہو کیا تم میری قوت سے ناواقف نہیں ہو۔ . . . . یہ کہکر کچھ دیر خاموش رہے اور پھر کہا

آہ یہ لوگ پہلے سے نہیں ہیں کہ میں ان کو مال دیکر اپنا غلام بنالوں . . . . . یہ تو نہایت مستقل اور پابند عہد ہیں مرجانا انہیں منظور ہے لیکن اپنے راز سے آگاہ کرنا منظور نہیں . . . . مرد تو مرد عورتوں کی بھی یہی حالت ہے وہ بھی مستقل مزاج اور مردوں کی طرح سخت پابند عہد ہیں یہ خیال آتا تھا کہ جہاں کہا

اور شیرین یاد آگئیں تا تر سے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور کہا

بدبخت آرمینیہ آہ تو یلدز سے زندہ نکل گئی تیرے ساتھ نرمی اور مراعات کرنے مین مین نے غلطی کی مجھکو چاہئیے تھا کہ تجھکو فوراً قتل کرو یا جاتا آہ اب کیا ہو سکتا ہے تو یلدز سے بھاگ گئی اور اب تیرا پانا مشکل ہے ..... آہ کیا میری خوش نصیبی کا ستارہ غروب ہو گیا ....... آہ کیا زمانہ عبدالحمید کا مخالف ہو گیا ہے ......

یہ کہتے کہتے سلطان پر رقت طاری ہو گئی اور دیر تک وہ روتے رہے پھر اٹھے اور کہا

کیا یہ بدنصیب احرار باوجود مختلف قوم و مذہب ہونے کے متحد ہو جائینگے ... نہین نہین ایسا نہین ہو سکتا ان کا اتحاد ناممکن ہے .... عبدالحمید جیسے حکمران کے لئے ہرگز یہ امر شایان نہین کہ وہ مایوس ہو جائے وہ تیس سال سے ان مغرور نوجوانون کا مقابلہ کر رہا ہے اور ان پر غالب رہا ہے اب مایوس ہونے کی کیا وجہ ہے کیا مین ان کے مطالبات پورے کرنے کے لئے عاجز ہون نہین ہرگز نہین ...... مین اپنی حکمت سے کام لون گا مین ان مین پھوٹ ڈالنے کی پوری کوشش کرونگا اور ساتھ ہی جس طرح ممکن ہو گا ان کا پتہ لگا کر ان کو قتل کرا دونگا

اس کے بعد خاموش کچھ دیر سرنگون رہے اور پھر کمرہ مین ادھر سے ادھر ٹہلنے لگے اور پھر چلا کر کہا شمسی ..... شمسی ..... بیشک وہ اس خدمت کو خوب انجام دیسکتا ہے وہ قتل و غارت گری خوب جانتا ہے کیا یہ خدمت اس کو سپرد کر دینے کے لئے مین کسی سے مشورہ لون ... نہین مشورہ کی کیا ضرورت ہے مجھے اس پر اعتماد ہے مین نے ایسی ضرورتون کے لئے اس کو رکھ چھوڑا ہے مین اس کو سالونیک بھیجونگا اور ہر قسم کے اختیارات اس کو عطا کر دونگا وہ چاہے جسکو رکھے اور چاہے جس کو معزول کر دے اور پھر دوسری طرف کچھ لوگ ایسے روانہ کرونگا جو ان لوگون مین پھوٹ ڈالنے کی خدمت انجام دینگے ..... صاحب بہت ہوشیار ہے اور اس خدمت کو بخوبی سے انجام دیسکتا ہے اس کو بیشک ترقی دونگا اور پھر اس کام پر متعین کر دونگا تاکہ وہ اپنی خدمت کو مستعدی سے انجام دے یہی وہ شخص ہے جس سے انجمن اتحاد و ترقی کا حال ہمین معلوم ہوا اور اس کے ممبرون کا کچھ کچھ پتہ چلا .... روپیہ اس کام پر خوب خرچ کرونگا اور بے دریغ خرچ کرونگا یہی وقت خرچ کرنے کا ہے اور ایسے ہی وقت کے لئے مین نے اس کو جمع کیا ہے۔ دیر تک اسی قسم کے خیالات مین سلطان محو رہے اور

پھر اُن تدابیر کو سوچنے لگے جن کو وہ اپنی کامیابی کے لئے ضروری سمجھتے تھے"

# بہتروان باب

## انجمن اتحاد و ترقی کی شاخ مناستر میں

سالونیک میں مرکزی جمعیۃ کا جلسہ ہو چکنے کے بعد رامز کو پھر شیرین کا خیال آیا اور اپنے والد سعید بک سے اس نے اس کے متعلق گفتگو کی دن بھر اسی قسم کی باتیں ہوتی رہیں سعید بک نے دریافت کیا شیرین کی والدہ اس وقت کہاں ہے

**رامز** ان کے پڑوسی سے معلوم ہوا ہے کہ وہ شیرین کی تلاش میں مناستر کی طرف گئی ہیں۔

**سعید بک** آؤ ہم بھی ادہر چلیں مرکزی انجمن نے فیصلہ کیا ہے کہ جلسہ کی قراردادوں سے شعبوں کو اطلاع دیجائے ہم یہ احکام لیکر مناستر وغیرہ کی شاخوں کو پہنچائیں گے۔ انجمن کو ایک ایسے شخص کی اس وقت ضرورت بھی ہے جو خفیہ طور پر اس خدمت کو انجام دیکے بہتر ہے کہ ہم دونوں اس خدمت کو انجام دیں اور مرحوم مدحت پاشا کی وصیت سے شعبوں کو آگاہ کریں۔

**رامز** (خوش ہوکر) میں ابھی باش کاتب (انجمن کا ہیڈ کلرک) کے پاس جاؤنگا اور اپنے ارادہ سے آگاہ کرونگا

دوسرے دن ناظم بک پر قاتلانہ حملہ کیا گیا اور اگرچہ وہ محفوظ رہا لیکن سالونیک میں ایک شور برپا ہوگیا اب سے پہلے عمال اور حکمرانوں پر قاتلانہ حملہ کی کوئی کارروائی یہاں نہیں ہوئی تھی اس لئے اس واقعہ کا لوگوں اور سرکاری ملازموں پر بڑا اثر پڑا دو تین روز میں باش کاتب نے انجمن کے شعبوں کو بھیجے جانے والے کاغذات تیار کرادیے یہ سب مراسلات خط مرموز میں تھیں اور رامز اور سعید بک ان کو لیکر روانہ ہوئے مناستر پہنچکر مقامی شعبہ کے ہیڈ کلرک کو مرکزی انجمن کا مراسلہ سعید بک نے حوالہ کیا اور فوراً اسی قسم کا ایک جلسہ جیسا کہ سالونیک میں ہوا تھا یہاں منعقد کیا گیا جلسہ میں افسران فوج اور دیگر عمال حکومت کی ایک خاصی تعداد تھی یعنی سواروں کی چودھویں رجمنٹ کے کمانڈر لفٹنٹ کرنل صادق بک مخبری بک ترجمان

الولاتیہ حبیب بک طوبخانہ کے کپتان ضیا بک لفٹنٹ توپخانہ ابراہیم شاکر آفندی ہائی اسکول کے ایک ماسٹر رمزی بک بکباشی اور وہیب آفندی وغیرہ قابل ذکر ممتاز لوگ شریک جلسہ تھے لفٹنٹ صادق بک ان سب مین زیادہ قابل شجاع اور غیرت مند تھے اور مناستر کے شعبہ کے مرخص یا سکریٹری آپ ہی تھے

جلسہ مین سب سے پہلے صادق بک مرخص نے شعبہ کے ممبرون کو سعید بک کی شخصیت سے آگاہ کیا اور بتلایا کہ سعید بک نے احرار کی تاریخی زندگی مین بہت سے نمایاں کام کیے اور بے مثل خدمات انجام دی ہین اس کے بعد مدحت پاشا کی وصیت پڑھی گئی جس کو ممبرون نے نہایت ذوق وشوق سے سنا اور اظہار مسرت کیا اور انجمن کی قراردادون کو سنکر بہت خوش ہوئے اور پھر باتفاق رائے یہ قرار پایا کہ مرکزی جمعیتہ نے جو نئے قاعدے وضع کیے ہین ان کو عمل مین لایا جاے اور رسنہ وغیرہ کی شاخون کو اس سے آگاہ کیا جاے

جلسہ کے بعد رامز نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ شیرین کی والدہ کے پاس پہنچا جو اپنے عزیزون مین ایک جگہ مقیم تھین سعید بک بھی اس کے ساتھ تھے شیرین کی ماں سعید بک اور رامز کو دیکھکر خوش ہوگئی اور مسرت کے آنسوؤن سے رونے لگی اطمینان سے بیٹھ کر سعید بک نے شیرین کو دریافت کیا جس کے جواب مین شیرین کی والدہ نے ان تمام واقعات سے آگاہ کیا جو صائب بک کے ساتھ پیش آئے تھے اس کے بعد ظاہر کیا کہ شیرین مستقل مزاج ہے اور رامز کی محبت پر قائم ہے اور وہ اس خوف سے کہ کہین صائب بک اس کو کسی خطرہ مین مبتلا نہ کرے کہین چلی گئی ہو

سب نے شیرین کی گم شدگی پہ دیر تک آنسو بہائے اور پھر رامز نے کہا

اگر اس ملعون (صائب) نے شیرین کو کسی خطرہ مین مبتلا نہین کردیا ہے تو مجھے یقین ہے کہ وہ ضرور مل جائیگی البتہ ایک اندیشہ ہے کہ اس نے خود کو صائب سے نجات پا جانے کے لئے کہین اپنے کو ہلاک نہ کردیا ہو لیکن مجھے امید ہے کہ وہ ایسا نہ کریگی وہ عقلمند ہے اور اس قسم کے اتہام سے اپنے کو محفوظ رکھے گی اسے معلوم ہے کہ مین زندہ ہون اور وہ اپنی زندگی کو میری وجہ سے محبوب رکھتی ہے جیسا کہ مین اپنی زندگی کو صرف اس کی وجہ سے عزیز رکھتا ہون

**سعید بک** آخر ہمین صبر کرنا ہی پڑیگا صبر نہ کرین تو کیا کرین خداوند تعالی جلد ہمین اس سے

بلائیے اور ہمارے مصائب کو دور فرمائے ان شیرین کے والد کہاں ہین

توحیدہ (شیرین کی والدہ) کچھ پتہ نہین

رامز وہ یلدز مین ہین اور مقربین شاہی مین داخل ہین

رامز (شیرین کے والد) کا حال سنکر تہوڑی دیر کے لئے سب اپنے رنج و غم کو بھول گئے اور کہکہلا کر ہنس پڑے کیونکہ سب اس کی جاہ طلبی اور سادہ لوحی سے واقف تھے

سعید بک اور رامز رخصت ہوکر باہر آئے رامز اس وقت نہایت رنجیدہ تہا لیکن شیرین کی طرف سے مایوس نہ تہا اُس نے مناستر کے اطراف مین فوراً لوگون کو اس کی تلاشی مین روانہ کیا لیکن کہین پتہ نہ چلا اور اب وہ اس کی طرف سے مایوس ہو گیا اور سمجہ لیا کہ وہ صاحب یا عبدالحمید کے جاسوسون کے پہندے مین پہنس گئی اس خیال نے اس کو انتقام پہ آمادہ کر دیا اور وہ سلطان عبدالحمید کا سخت دشمن ہو گیا"

کچھ روز اسی طرح گذرے رامز اور سعید بک مناستر کے شعبہ مین مصروف تدابیر رہے بہت سے ضروری اعلانات لکھے اور اطراف مین خفیہ طور پر روانہ کئے اس قسم کے اشتہارات یا ہدایات عورتون کے ذریعہ تقسیم کی جاتی تھین کیونکہ اُن پر مشکل سے سیاسی معاملات میں حصہ لینے کا خیال ہوسکتا تہا اسی اثنا مین اطلاع ملی کہ شعبہ کو ایک فوری جلسہ کی ضرورت ہے اس قسم کے جلسے اکثر ہوتے تھے اور جب کوئی نئی خبر یا حادثہ پیش آتا تہا تو فوراً جلسہ منعقد کر کے ممبرون کی رائے حاصل کی جاتی تہی

جب وستی ایک مخفی مقام پر جلسہ منعقد ہوا جب سب لوگ جمع ہو گئے تو مرغص نے کہا

آج جلسہ کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی کہ مرکزی انجمن سے بعض نہایت اہم خبرین موصول ہوئی ہین ہمارے بھائی کاتب شعبہ نے مراسلہ کو حل کر لیا ہے اور وہ ابھی آپ کو سنائیگا

یہ کہکر مرغص نے کاتب کی طرف دیکہا اور کہا

ہان بھائی پڑھو

کاتب کہڑا ہو گیا اور کہا

یہ مراسلہ منعقدہ مرکزی انجمن کی طرف سے موصول ہوا ہے جس مین لکہا ہے کہ ہمارے بھائی ڈاکٹر

ناظر نے یلدز سے ہم کو بعض اہم خبروں کی اطلاع دی ہے شعبہ کی اطلاع کے لئے اس مراسلہ کی نقل جو ڈاکٹر ناظر نے بھیجا ہے ارسال ہے

اس کے بعد کاتب نے ایک اور کاغذ نکالا اور ڈاکٹر ناظر کا مراسلہ پڑھنا شروع کیا

"چند روز سے میں نے کوئی خبر نہیں بھیجی اس کی وجہ یہ ہے کہ کئی روز سے مجھے کوئی ایسا شخص نہیں ملا جو میرا مراسلہ سالونیک لیجاتا آجکل یلدز میں تشدد بڑھا ہوا ہے نگرانی بڑھا دی گئی ہے اور سلطان عبدالحمید اور ان کے ملازم نہایت خائف اور متردد ہیں جو خبریں میں بھیجتا ہوں وہ نہایت اہم ہیں اور سچی ہیں"

"سب سے پہلے آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ ناظم بک پر قاتلانہ حملہ اور سامی بک کے قتل نے یہاں زبردست اثر کیا ہے سلطان نہایت پریشان ہیں اور تمام محکمہ مابین اس سے مضطرب اور خائف ہے میں اس خبر سے بہت خوش ہوا ہوں خداوند تعالیٰ آپ کی ہمتوں میں برکت عطا فرمائے"

"ناظم بک کے مجروح ہونے اور سامی بک کے قتل کئے جانے سے سلطان کی حالت پر جو اثر پڑا ہے اس نے ان کو اب اس پر آمادہ کر دیا ہے کہ وہ انجمن کی طرف مزید توجہ کریں چنانچہ انہوں نے اپنے جاسوسوں کی تحریک اور شعبہ سے شمسی پاشا کو جو ایک نہایت شریر اور سخت مزاج شخص ہے انجمن کے ممبروں کی تفتیش کے لئے مقرر کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ جس شخص پر انجمن سے متعلق ہونے کا شبہ ہو اس کو فوراً قتل کر دیا جائے اسی کے ساتھ ایک خطرناک صورت یہ اختیار کی گئی ہے کہ صاحب بک کو مختلف مقامات میں دورہ کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ہے تاکہ وہ مسلمانوں مسیحیوں اور یہودیوں وغیرہ اقوام و مذاہب میں نفاق و شقاق کی سعی پیدا کرے اور ان کے قلوب میں نفرت و حقارت کا تخم لگائے تاکہ وہ متحد نہ ہونے پائیں"

"یہ موقع نہایت غور اور سمجھ سے کام لینے . . . اور بہت زیادہ احتیاط کرنے کا ہے یہ سمجھ لو کہ مستبد لوگ اس وقت اجتماع و اتحاد اقوام سے بہت خائف ہیں اختلاف پھیلانے اور اتحاد کو توڑنے میں وہ پوری کوشش سے کام لیں گے اور جو امر امکان میں ہوگا اس سے پہلو تہی نہ کریں گے مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤ اور اقوام و مذاہب میں اختلاف پیدا نہ ہونے دو اتحاد کی قوت زبردست ہے اگر اس موقع پر متانت اور تحمل سے کام لیا گیا تو یقین ہے کہ کامیابی نصیب ہوگی اور استبدادی حکومت کا جوا اتار

پھیلنے لگے پوری کوشش سے کام لو اور اتحاد کو قائم و باقی رکھنے میں جو امر ممکن ہو عمل میں لاؤ مسجدوں اور ہوٹلوں میں کثرت سے اس قسم کے اشتہار و اعلانات شائع کرو کہ حکومت نے نفرت وحقارت اور دشمنی پھیلانے کے لئے اپنے آدمیوں کو بھیجا ہے اور وہ پوری قوت سے باہم اختلاف اور منافرت کے جذبات پیدا کرنے اور پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں اس لئے احتیاط سے کام لو اور ان کے فریب سے اپنے کو بچاؤ۔"

آج کے مراسلہ میں مجھے ایک خوشخبری دینے کا بھی موقع ملا ہے اور وہ یہ ہے کہ سلطان کی بیگمات میں سے ایک بیگم یلدز سے نکل کر بھاگ گئی ہے اس کا نام جہاں آرا ہے اس کو جس قدر سلطان سے محبت تھی پہلے اسی قدر وہ ان کی دشمن ہو گئی اور سلطان سے انتقام کے در پے اس کے ساتھ البانی سپاہ کا افسر فوزی بک بھی ہے غالب خیال یہ ہے کہ یہ لوگ البانیا کی طرف گئے ہیں جہاں فوزی بک کا مکان ہے"

اس مسرت انگیز خبر کے ساتھ ہی مجھے ایک ایسے اندوہناک امر کی بھی اطلاع دینی پڑتی ہے جو سب کو افسردہ کر دیگی اور وہ ہمارے بھائی راشد کی گمشدگی ہے مجھے پتہ چلا تھا کہ راشد قصر سلاطین نظر بند ہے میں کوشش کر کے قصر سلاطین پہنچا لیکن وہ وہاں نہیں ملا اور معلوم ہوا کہ اس کو کل رات کے وقت محکمہ مابین میں طلب کیا گیا تھا اور اس وقت تک وہاں سے وہ واپس نہیں آیا

ڈاکٹر ناظر کے مذکورہ بالا الفاظ پڑھ کر سب مسکرائے اور راشد کی طرف دیکھنے لگے کچھ دیر سکوت رہا اور پھر کاتب نے پڑھنا شروع کیا

عجیب اتفاق یہ ہے کہ ہماری بہن شیریں جس سے آپ لوگ واقف ہیں خود بخود یلدز گئی اور انجمن کے متعلق ایسی جرأت و بسالت سے کام لیا کہ بہت سے مردوں سے بھی ناممکن ہے وہ سلطان کی خدمت میں پہنچی اور ان کے حضور میں اتحادیوں کے مقاصد پر نہایت آزادی سے ایک موثر و زبردست تقریر کی معلوم ہوا ہے کہ سلطان شیریں کی تقریر سے حیرت میں رہ گئے اور اسکی جرأت کا ان پر بہت اثر پڑا

شیریں کا ذکر سن کے تمام لوگ مسرت سے چلا اٹھے اور خوشی سے کاتب کے اختتام کلام کا انتظار کرنے لگے راشد کی حالت اس وقت سب سے مختلف تھی شیریں کا واقعہ معلوم کر کے اس کا دل دھڑکنے لگا۔ آنکھیں تیزی سے حرکت کرنے لگیں اور متحیر ہو کر کاتب کی طرف دیکھنے لگا کہ وہ اب کیا کہتا ہے کاتب نے مذکورہ بالا فقرہ ختم کر کے کچھ سکوت کیا اور پھر آگے پڑھنا شروع کیا۔

مین آپ کو نہایت مسرت کے ساتھ یہ خوشخبری دیتا ہون کہ شیرین باوجود خطرناک بلا مین مبتلا ہو جانے کے۔۔ سلطان کے ہاتھون سے نجات پاکر نکل گئی اور اصل یہ ہے کہ جہان آرا کی نجات کا سبب وہی بنی اور دونون یلیدز سے بھاگ کر البانیا کی طرف چلدین۔۔۔۔۔۔ بھائی رامز اگر زندہ ہین اور مجھسے اُن سے ملاقات ہوئی تو مین اُن کو شیرین کی نجات کی خبر دیکر مبارکباد دونگا

کاتب کے الفاظ ختم ہوتے ہی پھر حاضرین مسرت سے چلا اٹھے اور ہر شخص بھی اس وقت اپنے جوش مسرت کو ضبط نہ کرسکا اور رامز کو مبارکباد دی"

ڈاکٹر ناظر کا مراسلہ ختم کرکے کاتب نے مرکزی انجمن سالونیک کی ہدایت کو پڑھنا شروع کیا ڈاکٹر ناظر کے مراسلہ سے متحقق ہوتا ہے کہ استبدادی حکومت اب بہت زیادہ توجہ سے کام لے رہی ہے اور ہماری بنیاد کو اکھاڑ کر پھینکدینا چاہتی ہو اسلئے ہمین بھی پوری حس اور توجہ سے کام کرنا چاہئے اور پوری قوت سے دشمنان حریت کے مقابلہ مین آنا چاہئیے۔۔۔۔۔ ہم نے ایک اعلان باشندگان ملک اور قبائل کے نام تیار کیا ہے جو آپ کو بھیجا جاتا ہے اس کی نقول کثرت سے قبائل اور شہرون مین تقسیم کی جائین اسی کے ساتھ وہ یادداشت بھی ہم بھیجتے ہین جو ہم نے دولِ یورپ کے قنصلون کے لئے تیار کی ہے جس مین سلطان عبدالحمید کے مظالم اور رعایا کی بیکسی و مظلومی کو مدلل طور پر بیان کیا گیا ہے اس یادداشت کی نقول قریب کے تمام قنصلون کو پہنچاؤ اور ہر ایک کام احتیاط اور حکمت سے انجام دو۔۔۔۔ آپ کو یہ معلوم ہوکر بہت خوشی ہوگی کہ ہمارے بھائی طرسون بک جو درویشون کے لباس مین اناطول کی طرف گئے تھے وہان انھین شاندار کامیابی ہوئی ہر اناطول مین انھون نے روح حریت کو اچھی طرح قوت پہنچائی ہے اور وہان کے باشندون کو حریت کا دلدادہ بنالیا ہے ان کی تحریک اور کوشش سے اناطول مین شعبے اور قولات قائم ہوگئے ہین جن مین بہت سے افسر تیسری رجمنٹ کے بخوشی اور شامل ہوئے ہین"

---

# تہتروان باب

## محکمۂ ماہین سے مقابلہ

کاتب نے مراسلہ کو ختم کرکے دم لیا اور بیٹھ گیا شعبہ کے ارکان مین حالات موجودہ پر بحث شروع ہوئی مرخص نے سب کو مخاطب کرکے کہا

بھائیو ہمارے محترم بھائی ڈاکٹر ناظر نے جو خبرین بھیجی ہین وہ نہایت اہم ہین محکمہ ماہین کے جاسوسون کی روانگی کی خبر جدا اقوام و مذاہب مین مخالفت پیدا کرنے اور نفرت و حقارت کو نشو و نما بخشنے کے لیے آرہے ہین سب سے اہم ہے اسلئے ہم کو اس جانب پوری توجہ کرنی چاہیئے مرکزی انجمن نے قرار دیا ہے کہ ماہین کی کوششون کے خلاف کثرت سے ایسے اشتہارات و اعلانات شہرون اور قبائل مین تقسیم کیے جائین جنمین محکمہ ماہین کی شرارتون کا ذکر اور اتحاد و اتفاق پر مضبوطی سے قائم رہنے کا مشورہ ہو ہم کو چاہیئے کہ ہم بھی کثرت سے اس قسم کے اعلان اپنے علاقون مین تقسیم کرین اور دشمنان حریت کی چالاکی سے ملک کو آگاہ کرین یہ اعلان بلغاری، سربی، البانی، اور ترکی، وغیرہ زبانون مین لکھے جائین اور رؤسا اور قبائل کے سردارون کے پاس پہنچائے جائین کیا آپ میری اس رائے سے متفق ہین"

سعید بک نے کھڑے ہوکر کہا

آپکی رائے صائب ہے مین اس سے نہ صرف اتفاق کرتا ہون بلکہ تقسیم منشورات کی خدمت اپنے ذمہ لیتا ہون،

مرخص ہمارے محترم استاذ رحمت پاشا (خدا ان کو بخشے) کے صادق دوست خداوند تعالیٰ آپ کے ارادون مین برکت عطا فرمائے آپ نے جو خدمت اپنے لئے پسند کی ہے نہایت سخت اور خطرناک ہے ایسے قبائل تک پہنچنا جو دن رات لوٹ مار مین مصروف رہتے ہین اور کسی ایک جگہ ان کا قیام نہین ہوتا بہت مشکل ہے بہرحال ہم اپنے محترم باپ رحمت پاشا کے رفیق صادق کی اس عنایت کا شکریہ ادا کرتے ہین اور امید کرتے ہین کہ وہ اپنی خدمت کو بخوبی انجام دینگے بطور مشورہ مین اپنے محترم بھائی کی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ وہ اپنے کام مین بھائی نیازی بیگ سے جو رسنہ کی سپاہ کے ایک افسر ہین مدد لین اور

قبائل کے حالات معلوم ہوں گے اور وہ ان کے متعلق سے بھی واقف ہوں گے وہ عرصہ دراز تک بخاری قبائل کی سرکوبی کا کام انجام دیتے رہے ہیں بطل شہیر بادی پاشا عمر بھی جواحرار کے ایک زبردست حامی ہیں قبائل سے واقف ہیں اگر آپ ان سے ملیں گے تو آپ کو اپنی خدمت کی انجام دہی میں ان سے بڑی مدد ملیگی"

اب ایک اہم کام قناصل دول کو یادداشتیں بھیجنے کا باقی رہ گیا ہے یہ یادداشتیں قناصل کے ذریعہ دول کو بھیجی جائیں گی جن میں اپنی مظلومیت اور حکومت کے مظالم دکھائے جائیں گے اور انہیں آگاہ کیا جائیگا کہ حکومت کے ظلم وستم اب ہم سے نہیں اٹھائے جاتے اگر ہم اپنی آزادی کے لئے کوئی کوشش کریں تو دول کو چاہیئے کہ وہ اگر ہماری مدد نہ کرسکیں تو ہماری کوششوں میں مزاحم بھی نہ ہوں"

اس خدمت کو ہمارے بھائی راسم بخشی ادا کرسکتے ہیں کیونکہ وہ متعدد زبانوں سے واقف ہیں اور اہل قلم بھی ہیں اس کے علاوہ وہ اپنی منسوبہ کی تلاش کا بھی ارادہ رکھتے ہیں اس سلسلہ میں وہ شہروں کی بھی تلاش کرتے رہیں گے اور قناصل کو انجمن کی یادداشتیں بھی پہنچادینگے

راسم بخشی یہ الفاظ سنکر کھڑا ہوگیا اور کہا

میں محترم مرخص کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے اس خدمت کی انجام دہی کا فخر بخشا ہے میں بسروچشم اپنی خدمت کو انجام دونگا

صادق بک۔ اب ایک کام مشورہ طلب باقی رہ گیا ہے کہ شمسی پاشا کے متعلق کیا کیا جائے میری رائے میں مرکزی انجمن نے جو امر قرار دیا ہے اس پر عمل کرنا چاہیئے

ضیا بک۔ محترم مرخص شمسی پاشا کے قتل کی خدمت میں انجام دونگا امید ہے کہ جناب والا مجھے یہ عزت بخشینگے

حبیب بک۔ محترم مرخص یہ خدمت میرے سپرد کی جائے انشاء اللہ میں اس کو نہایت خوبی سے انجام دونگا اور دشمن ملک و حریت شمسی پاشا کے وجود سے دنیا کو پاک کردونگا

صادق بک۔ شاباش شاباش آپ کی ہمتیں آفرین کے قابل ہیں ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ شمسی پاشا کو قتل کیا جائے خواہ کوئی قتل کرے اس خدمت کو میں اپنے ہاتھ سے انجام دونگا

یہ کہکے صادق بک کرسی سے اٹھا اور اس منبر کی طرف بڑھا جس پر قرآن مجید، انجیل اور طپنچہ رکھا ہوا تھا تاکہ شمسی پاشا کے قتل کا حلف اٹھائے ضیا بک اور حبیب بک بھی فوراً اٹھے اور تینوں نے

ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر قرآن مجید پر ہاتھ رکھنے اور حلف اٹھانے کی کوشش کی تینوں نے حلف اٹھایا اور ظاہر کیا کہ وہ شمسی پاشا کو قتل کرینگے اور اسی قسم کی دوسری خدمات ضرورت کے وقت انجام دیں گے۔

یہ منظر نہایت عجیب تھا حاضرین غیرت وحمیت کے جذبات سے بیچین تھے اور انتقام کا جذبہ برقی رو کی طرح جسم میں دوڑ رہا تھا آنکھوں سے حماسہ وجوش نمایاں تھا حلف اٹھائے جانے کے بعد ایک نوجوان لفٹنٹ اپنی کرسی سے اٹھا اور کہا

محترم مرخص اور میرے بھائیو ضیا بک اور حبیب بک آپ اپنے ہاتھوں کو اس ناپاک جسم کے خون سے ملوث نہ فرمائیں میں اس خدمت کو ادا کرونگا اور اس کے ناپاک جسم سے دنیا کو پاک کر دونگا۔۔ ۔۔۔ امید ہے کہ آپ حضرات مجھے تنہا اس خدمت کی انجام دہی کی اجازت دیکر عزت بخشیں گے اور میری خواہشوں کو رد نہ فرمائیں گے"

نوجوان لفٹنٹ کے پرجوش الفاظ سنکر حاضرین جلسہ نے نعرہ لگایا

خدا ہمارے بھائی "فدائی" کو سلامت رکھے اور کامیاب فرمائے

دیر تک اس پرجوش نعرہ سے کمرہ گونجتا رہا جب سکون ہوا تو مرخص نے کہا

غیرت وحمیت اور حماسہ ومروۃ اس کا نام ہے میں اپنے بھائی نوجوان لفٹنٹ کی خواہش کو منظور کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ اس کی ہمتوں میں برکت عطا فرمائے اور اس کو کامیابی بخشے اور اس کے ہاتھوں ظالموں کی قوت وشوکت کو خاک میں ملا دے آپ سب حضرات آمین کہیں"

آمین کے نعرہ سے کمرہ گونج اٹھا اور پھر مرخص نے کہا

اب آپ حضرات اطمینان سے بیٹھکر اس اعلان کا مضمون سن لیں جو قبائل میں تقسیم کیا جائیگا یہ کہکر مرخص نے کاتب کی طرف دیکھا اور کہا

اعلان طویل ہے تم اس کا خلاصہ کر کے سناؤ

کاتب نے کھڑے ہو کر اعلان کا خلاصہ ذیل کے الفاظ میں سنایا۔

ہمارے پیارے مسیحی بھائیو ہمارے محترم بلغاری یونانی اور البانی دوستو آپ کو معلوم ہوگا کہ مقدونیہ کی ریاستیں تقریباً نصف قرن سے اپنی ذاتی اغراض کی تہ میں اس کا اظہار کر رہی ہیں

کہ وہ آپ کو عثمانی مظالم سے نجات دلانا اور آزاد زندگی بسر کرنے کا موقع بہم پہنچانا چاہتی ہیں وقتاً فوقتاً وہ اس کی کوشش کو نمایاں بھی کرتی رہی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک فریب ہو وہ اس فریب سے اپنا مقصد حاصل کرنا اور عثمانی حکومت سے آپ کو نکالکر اپنا غلام بنانا چاہتی ہیں۔ یہ ہمارا خیال نہیں ہو بلکہ امر واقعہ ہے اور اس کی شہادتیں موجود ہیں سب سے بڑی شہادت اس کی یہ ہے کہ وہ ہمیشہ مسلمانوں اور مسیحیوں کے تعلقات میں کشیدگی در منافرت پیدا کرنیکی کوشش کرتی رہی ہیں اور ایک کو دوسرے کا دشمن بنا کر چاہتی ہیں کہ دونوں باہم خوب لڑیں اور خون کی نہریں بہیں تاکہ اس سے ان کی غرض حاصل ہوجائے اور وہ آپ کو اپنا غلام بنا لینے میں کامیاب ہوجائیں"

محترم بھائیو اور وطن پرست دوستو ہوش میں آؤ سوچو اور غور کرو یہ حکومتیں تمہارے ملک پر قبضہ کر لینا چاہتی ہیں اور اس وقت تک جو امن و امان ملک میں رہا ہے اس کی نسبت انکا دعویٰ محض فضول ہو ملک کا امن و امان ان کی کوششوں کا نتیجہ نہیں ہو بلکہ ہماری متحدہ مساعی کا نتیجہ اور ہماری ان قربانیوں کا ثمرہ ہے جو ملک کے امن و امان پر ہم چڑھاتے رہے ہیں لیکن بایں ہمہ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ دولت عثمانیہ کی انتظامی حالت بہت خراب ہو اور ہم پر طرح طرح کے مظالم ہو رہے ہیں آپ کو یہ حق حاصل ہو کہ آپ دولت عثمانیہ کے مظالم کی شکایت کریں ہم بھی اس شکایت میں آپ کے شریک حال ہیں اور کوشش کر رہے ہیں کہ مظالم کا دور ختم ہو اصلاح سے ملک کی کمزوریاں دور ہوں اور رعایا آرام و آسائش سے زندگی بسر کرنے کے قابل ہو

اصلاح ملک کے لئے سب سے بڑی ضرورت اس کی ہے کہ عثمانی یعنی ترک بلغاری رومانی، روم اور البانی وغیرہ سب متحد ہو جائیں اور متحدہ قوت سے کام لیں اسی مقصد کے لئے انجمن اتحاد و ترقی قائم کی گئی ہے جس کے ممبروں اور کارکنوں میں فوجی افسر امراء اور ملک کے بڑے بڑے انتظامی افسر وغیرہ شریک ہیں انجمن کے تمام ممبر ملک و قوم کے ہمدرد اور اس راہ میں اپنی جان تک بار کرنے پر مستعد و آمادہ ہیں۔

انجمن اتحاد و ترقی کا مقصد اعلیٰ تمام قوموں کی حریت کی حفاظت عزت ارجان اور مال کی صیانت ہے اور وہ حکومت کے موجودہ طریقۂ انتظام کو تبدیل کرنے کی کوشش کر رہی ہو آپ سے بھی ہم اپنے

اس مقصد میں اعانت کے خواستگار ہیں اور ادب سے عرض کرتے ہیں کہ پرانے خیالات کو فراموش کرکے آپ ہمارے ساتھ مل جائیں تاکہ ہم آپ کی اور اپنی متحدہ قوت سے مظالم کے دور کو نیست و نابود کردیں اور استبدادی حکومت کی جڑ اکھاڑ پھینکیں"

آپ اگر ملک کی اصلاح کو ضروری سمجھتے حریت کی عظمت قلب میں رکھتے اور دستور کی ضرورت کو مانتے ہیں تو آپکا فرض ہے کہ آپ ہماری اعانت کریں اور کوشش فرمائیں کہ تمام قبائل اور ان کے سرگروہ آپکی طرح ہمارے ساتھ متحد ہوجائیں اس اعلان کو آپ قبائل میں پڑھکر سنائیں اتحاد کی عظمت اُن کے قلب میں پیدا کریں اور انہیں سمجھائیں کہ دستور جو ہماری تمام تکلیفوں کو دور کردینے والا ہے اسی وقت حاصل ہوسکتا ہے جبکہ ہم متحدہ قوت سے کام لیں اور سب یکدل ہوکر کوشش کریں ........

کاتب اعلان کا خلاصہ سنا چکا تو مرخص نے کہا

اچھا اب اس یادداشت کا خلاصہ بھی سناؤ جو دول کو بھیجی جائیگی[عـــه]"

کاتب نے ایک اور پرچہ نکالا اور پڑھنا شروع کیا"

سیدی

ہمارے وطن مقدسہ کی موجودہ ناگوار حالت نے ہم فرزندان وطن کو اس پر آمادہ کیا ہے کہ ہم جناب کی خدمت میں کچھ عرض کریں اور اپنی حالت پر آپکو توجہ دلائیں ہم کو اس کی جرأت اس وجہ سے ہوتی ہے کہ ہمیں اپنے وطن مقدس سے جسکی سرزمین پر ہم پیدا ہوئے ہیں عشق ہے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اسکی اصلاح مادی و ملی سعادت اور استحکام بنیاد کی کوشش کریں اور جس طرح ممکن ہو خطرات اور تباہی سے اس کو بچائیں ہمیں معلوم ہے کہ دول ہماری حالت اور ہم سے بہت کم واقف ہیں اور جسقدر اُن کو ہمارے متعلق علم ہے وہ اس سے زیادہ نہیں کہ ہم حکومت موجودہ کے باغی مفسد اور دشمن اصلاح و فلاح ہیں حالانکہ ہم جو کچھ ہیں ملک کی اصلاح چاہتے ہیں اور اس یادداشت سے ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ حق کا اظہار ہو مقدونیہ کے متعلق جو غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے اس کی اصلاح اور جس مرض میں مقدونیہ مبتلا ہے اس کی تشخیص ہوجائے تاکہ اُن کے مظلوم فرزند راہ ہدایت و صواب حاصل کرسکیں اور تکالیف و مصائب سے نجات پائیں ہم چاہتے ہیں کہ جو کوششیں اصلاح وطن کی ہم کررہے ہیں اس میں ہماری مزاحمت نہ کیجائے

---

[عـــه] یہ یادداشت روس کے سیاستہ نام پیوٹر اَز جکبٹن کو بھیجی گئی تھی ۱۲ اعجاز نیچ مترجم

اور حقیقت میں ترقی ہو جائے تاکہ ہم بیرونی مزاحمتوں سے بے خوف ہو کر اندرونی اصلاح کے مطالبات میں کامیاب ہو جائیں"

یورپ عرصہ دراز سے مقدونیہ کی اصلاح کا آرزومند ہے اور بہت دفعہ اس نے اصلاح کی کوشش کی ہے لیکن افسوس ہے کہ اس وقت تک اس کی مساعی بروئے کار نہیں آئیں اور کوئی مفید نتیجہ نہیں نکلا بلکہ ان اصلاحی کوششوں نے حالت کو بد سے بدتر بنا دیا اور اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ نہ صرف مقدونیہ مشکلات میں مبتلا ہے بلکہ تمام عثمانی مقبوضات مصائب میں گرفتار ہیں مقدونیہ کی مشکلات اور مصائب کا سب سے بڑا ذمہ دار روس ہے جس کی مدتوں سے یہ آرزو ہے کہ اسے مقدونیہ مل جائے تاریخ اس کی کافی شہادت دے رہی ہے کہ اس نے اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے مقدونیہ میں کیا کیا خطرناک کارروائیاں کی ہیں اور کس طرح وہ فتنہ و فساد کی آگ بھڑکا کر ہمارے وطن کو مشکلات و مصائب میں مبتلا کر رہا ہے ہمیں افسوس ہے کہ دول یورپ اس کی فتنہ انگیزیوں پر چشم پوشی کر رہی ہیں اور مسامحت اختیار کئے ہوئے ہیں اگر دول یورپ مسامحت سے کام نہ لیتیں اور روس کی ناپاک حرکات کو روکتیں تو ہماری حالت آج اس قدر خراب نہ ہوتی"

مقدونیہ کے متعلق ایک اور غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ وہاں اسلامی حکومت مسیحی رعایا پر سخت ظلم کر رہی ہے اور ان کی زندگی اسلامی حکومت میں خطرناک ہے ان کی جانیں اور مال محفوظ نہیں ہیں اور وہ نہایت ذلت اور تکلیف سے بسر کر رہے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اس کے متعلق جو خبریں دول کو پہنچائی گئی ہیں اور پھر ان میں اصلیت نہیں یہ اطلاعیں محض غلط اور بالکل بے اصل ہیں مقدونیہ کی مشکلات اور مصائب کے جو اسباب ہیں وہ اب مقدونیہ تک محدود نہیں بلکہ تمام ترکی مقبوضات میں ان اسباب کا اثر ہے اور اس وقت جو حالت مقدونیہ کی ہے وہی دوسرے حصص ملک کی ہے یہ افواہیں بھی بالکل غلط ہیں کہ مشکلات کا سبب تعصب اسلامی یا امتیاز قومیت ہے"

مقدونیہ بیشک مشکلات میں مبتلا ہے اور اس پر ظلم ہو رہے ہیں اور جو امن و امان رعایا کے آرام و آسائش کے لئے ضروری ہے وہ وہاں نہیں پایا جاتا اس امر میں ہم یورپ کی رائے سے متفق ہیں لیکن اصلاح کی جو تجاویز دول نے قرار دی ہیں ان سے اتفاق نہیں اور نہ ہم ان

ذرایع اور وسائل کو تسلیم کرتے اور مفید مانتے ہیں جو اس خصوص میں دول یورپ نے اختیار کیے ہیں بہرحال جیسا کہ ہم اوپر عرض کر چکے ہیں مصائب و مشکلات صرف مقدونیہ ہی تک محدود نہیں بلکہ اب تو تمام عثمانی مقبوضات مصائب میں مبتلا ہیں اور ترکی حکومت کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہے جہاں کی رعایا مظلوم نہ ہو اور اس کا سبب صرف حکومت حاضرہ کا موجودہ طریق حکومت ہے اگر حکومت استبدادی نہ ہوتی ملک میں حریت کی قوت کام کرتی ہوتی تو کبھی یہ مصائب ہم پر نہ پڑ سکتے اور ہم کو ان مشکلات سے دوچار ہونا نہ پڑتا۔

آخر میں عرض ہے کہ اگر دول یورپ حقیقت میں مقدونیہ کی اصلاح چاہتی ہیں اور وہاں کے باشندوں کو استبدادی حکومت کے مظالم سے بچانا اپنا فرض سمجھتی ہیں تو ان کو چاہیے کہ وہ تمام عثمانی قوم کی اعانت کریں اور ان کو حکومت سے مقابلہ کرنے کے قابل بنائیں۔ واقعہ یہ ہے کہ مرض صرف حصہ مقدونیہ میں نہیں ہے بلکہ تمام ترکی میں ہے اور اس کا ازالہ عثمانی قوم کی متحدہ کوششوں ہی سے ہو سکتا ہے۔ یورپ اگر ہماری اصلاح کا ارادہ انسانیت کا فرض ادا کرنے اور انسانی عظمت کو برقرار رکھنے کی وجہ سے رکھتا ہے تو اس کا فرض ہے کہ ہم اصلاح کے متعلق جو تدابیر اختیار کریں وہ ہم سے تعرض نہ کرے اور ہمیں اطمینان سے اپنی کوششوں میں مصروف رہنے کا موقع دے اسی کے ساتھ اس کو چاہیے کہ وہ آستانہ کو بھی اس امر پر مجبور کرے کہ وہ اپنے استبداد اور مظالم کا دائرہ تنگ کر کے ملک کو اصلاحی تدبیروں پر عمل پیرا ہونے دے اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو کم از کم اتنا ضرور کرے کہ ہم کو ہمارے حال پر چھوڑ دے اور ہمارے ارادوں اور کوششوں میں کسی قسم کی مزاحمت نہ کرے تاکہ ہم سکون و اطمینان سے اپنا کام کریں ہم نے حق و عدالت کو اپنا نصب العین بنایا ہے اور یہی وہ چیز ہے جو ظلم و ستم کی بنیاد کو اکھاڑ پھینکے گی"

یہ یادداشت جس کے سوائے تمام دول یورپ کے قونصلوں کی خدمت میں بھیجی گئی ہے ......

یادداشت کا خلاصہ ختم ہونے کے بعد باہمی مشورہ سے قرار پایا کہ اعلان کو جو قبائل میں تقسیم کیا جائیگا سعید بک کے حوالہ کیا جائے تاکہ وہ بلغاری سروی اور یونانی زبانوں میں اس کا ترجمہ کر کے خفیہ طریقہ پر قبائل میں تقسیم کریں اور یادداشت رامز کے حوالہ کی جائے کہ وہ فرانسیسی زبان میں ضرورت کے موافق اس کی نقلیں کر کے دول کے قونصلوں کو پہنچا دے"

اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا اور تمام لوگ اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔ رامز جلسہ گاہ سے نکلکر سیدھا توحیدہ کے پاس پہنچا اور شیرین کے متعلق جو خبر اُسے معلوم ہوئی تھی اُس سے اس کو مطلع کیا اور ظاہر کیا کہ وہ شیرین کی تلاش میں جا نیوالا ہے توحیدہ یہ معلوم کر کے بہت خوش ہوئی اور اس کی مردہ امیدیں تازہ ہوگئیں اور وہ مشیت ایزدی پر قانع ہوکر مقدرات کا انتظار کرنے لگی"

---

# چوہترواں باب

## البانی قبائل

سعید بک نے چند روز تو اعلان کے ترجمہ اور نقلوں میں گذارے اور پھر البانی کاشتکاروں کا لباس پہنکر اپنے مہم پر روانہ ہوا البانیہ کے علاقہ اور بناستر کے اطراف میں ملجادیوں اور البانیوں کے بہت سے قبائل اور گروہ پہاڑوں میں رہتے تھے اور ہر ایک گروہ اپنے سردار کے نام سے مشہور تھا جن میں جرجیس البانی، توفیق، لہوماطی، امین البسیوجانلی، اور قرطلیس الترسیلی کے گروہ بہت مشہور تھے یہ قبائل عموماً میچی تھے جو پوشیدہ مقامات میں رہتے اور رہگذروں پر مسلمان مسافروں کو لوٹا کرتے تھے مذہبی تعصب ان میں زیادہ تھا اور لوٹ مار یا ڈکیتی کی کارروائیاں زیادہ تر اس خیال سے کرتے تھے کہ میسحیوں پر جو مظالم ان کے خیال میں اسلامی حکومت میں ہورہے ہیں وہ ان کا انتقام مسلم رعایا سے لیں لوٹ مار کے علاوہ وہ یہ بھی کرتے تھے کہ مسلمانوں کو پکڑ لیا کرتے تھے اور ان سے فدیہ لیکر چھوڑ دیا کرتے تھے"

ایسے لوگوں میں جانا اور اشتہار تقسیم کرنا نہایت مشکل اور خطرناک کام تھا لیکن سعید بک چونکہ نہایت جری تھا اس نے خطرہ کی پروا نہ کی اور قبائل کی طرف روانہ ہوا"

مذکورہ بالا قبائل میں سب سے زیادہ سخت اور خطرناک جرجیس البانی کا گروہ تھا جس کی شہرت اور خوفناک کارروائیوں کی روایات بلقان کے پہاڑوں میں پھیلی ہوئی تھیں مسلمانوں کے لئے بلقان کے پہاڑوں کی راہ کو انہوں نے دشوار گذار اور خطرناک بنا رکھا تھا سعید بک کے سب

پہلے جرجیس البانی کے پاس جانا مناسب سمجھا چونکہ اس کا ٹھکانا معین نہ تھا اور وہ دن رات ڈاکے مارتا ادھر ادھر پھرتا رہتا تھا اس لئے سعید بک کو سخت تکالیف کا سامنا کرنا پڑا عرصہ تک وہ جنگلوں میں مارا مارا پھرا لیکن کہیں جرجیس البانی کا پتہ نہ چلا جب وہ جرجیس البانی کے ملنے سے مایوس ہو گیا تو ارادہ کیا کہ کسی اور گروہ کے پاس جائے کہ اسی اثنا میں اسے خبر ملی کہ جرجیس یہاں سے چند گھنٹوں کی مسافت پر اپنے گروہ کے ساتھ آ کر پہاڑی پر ٹھہرا ہے سعید بک یہ معلوم کر کے خوش ہو گیا اور پہاڑی کی طرف روانہ ہوا آفتاب ڈھل گیا تھا اور سعید بک تیزی سے پہاڑ کی طرف جا رہا تھا کچھ دور چلکر وہ ایک وادی میں اترا اور پھر دوسری سمت سے پہاڑ پر چڑھنا شروع کیا غروب آفتاب کے وقت وہ ایک وسیع پہاڑی سطح پر پہنچ گیا اور کھڑا ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ یکایک اس کے کان میں شور و غوغا کی آواز پڑی اور ساتھ ہی بندوق کی گولیاں چلنے کی آواز آئی گھبرا کر اس نے پہاڑ کی وسیع سطح پر دور تک نظر دوڑائی لیکن نہ تو کوئی مکان اسے نظر پڑا اور نہ خیمہ پھر اس نے پہاڑ کی چوٹی پر دیکھا اور کسی قدر بلندی پر اسے چند خیمے نظر آئے جہاں سے گولیاں چلنے کی آواز آ رہی تھیں یہ خیمے کچھ زیادہ دور نہ تھے زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ دو سو قدم کے فاصلے سے ہوں گے سعید بک ایک پتھر کی آڑ میں ہو گیا تاکہ گولیوں کی زد سے محفوظ رہے کچھ وقفہ کے بعد پھر اس نے گولیوں کی آواز سنی اور ساتھ ہی گھوڑوں کے دوڑنے اور کسی کے چلانے کی آواز آئی سعید نے آواز پر کان لگا دیئے اور سنا کہ کوئی عورت ترکی زبان میں کسی کو مخاطب کر کے کہہ رہی ہے

امان جانم ...... یہ لوگ ہم سے کیا چاہتے ہیں .... ہمارا راستہ انہوں نے کیوں روک رکھا ہے۔

اس کے بعد سعید بک نے سنا کہ اس کے جواب میں کسی نے ترکی زبان میں کہا

خاتون ان کتوں سے ڈرو نہیں یہ اگر سو بھی ہوں تو مجھے پروا نہیں

سعید نے سمجھ لیا کہ جرجیس کے گروہ نے کسی مسافر کو گھیر لیا ہے اور آخری آواز سے اس نے محسوس کیا کہ کوئی جری اور شجاع شخص ہے جو ڈاکوؤں کی پروا نہیں کرتا اس نے دل میں ارادہ کیا کہ آہستہ آہستہ اوپر چڑھ کر ان لوگوں کے پاس پہنچے اور معرکہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھے چونکہ تاریکی شب پھیل گئی تھی اس لئے اب اسے کوئی خوف نہ تھا یہ ارادہ کر کے وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور ایک خیمہ کی پشت پر جا کر دیکھا کہ جرجیس کے گروہ کے آدمی چار آدمیوں کو جن میں سے وہ گھوڑوں پر چڑھے

سوار ہیں اور دو جو غالباً ان کے خادم ہیں پیدل گھیرے کھڑے ہیں سعید بک نے غور سے سوا مرد اور عورت کے چہرہ پر نظر ڈالی چونکہ وہ منہ چھپائے ہوئے تھے اس لئے کچھ معلوم نہ ہو سکا کہ کون ہیں لیکن ان کی ظاہری حالت سے اس کو یہ رائے قائم کرنے کا موقعہ ملا کہ خوشحال اور دولتمند شخص ہیں ان کو دیکھکر بے اختیار اُس کے دل میں ان کے حالات معلوم کرنے کا شوق پیدا ہوا اب اُسے کوئی خوف نہ تھا کیونکہ وہ جرجیس کی تلاش میں تھا اور حسن اتفاق سے وہ اس وقت اس کے سامنے تھا"

تھوڑی دیر میں سعید نے دیکھا کہ گروہ میں سے نکلکر ایک شخص آگے بڑھا اُس کے بلند قد لمبے لمبے بالوں اور قیمتی ہتھیاروں سے سعید نے پہچان لیا کہ وہ جرجیس ہے جرجیس نے ترکی زبان میں اس شخص کو مخاطب کر کے کہا

مقابلہ سے کوئی فایدہ نہیں اگر تم مقابلہ کا ارادہ کرو گے تو مارے جاؤ گے ہمیں تمہاری جان مطلوب نہیں ہے ہم صرف مال چاہتے ہیں اگر تم راضی سے نہ دو گے تو تمہیں قتل کر کے ہم اس پر قبضہ کر لیں گے.... لیکن تم اس سے مطمئن رہو کہ عورت سے ہم کوئی تعرض نہ کرینگے کیونکہ ہم اس کو بہت برا جانتے ہیں اور عورتوں پر زیادتی ہمارے نزدیک بدترین جرم ہے

جرجیس کے الفاظ سنکر عورت نے اپنے ساتھی کو مخاطب کر کے کہا

جاؤ جھگڑے کو ختم کرو بات بڑھانے سے کیا فایدہ..... وہ جو کچھ مانگتے ہیں دیدو

اس کے ساتھی مرد نے مال دینے سے انکار کیا اور کہا

کیا میں اس عار کو قبول کر لوں اور ان ڈاکوؤں کو بغیر مقابلہ کئے مال دیدوں یہ ایک بڑی ذلت ہے اور میں اس کو گوارا نہیں کر سکتا لیکن...... یہ کہا اور ساتھ ہی اُس نے عورت کی طرف دیکھا اور پھر سر کو حرکت دی گویا وہ اس کی وجہ سے اپنا مال بغیر لڑے ہوئے ڈاکوؤں کو دینے پر مجبور ہے اور اس کا اس کو بہت افسوس اور رنج ہے لیکن پھر وہ سنبھل کر گھوڑے پر جم گیا اور شیر کی طرح غضبناک آنکھوں سے جرجیس کی طرف دیکھا

جرجیس اور آگے بڑھا اور نرم لہجہ میں سوار کو مخاطب کر کے کہا"

تم اس کا افسوس نہ کرو کہ بغیر مقابلہ کئے تم مال ہمارے سپرد کر رہے ہو کیونکہ تم سے بڑے بڑے

بڑے شخصوں اور بہادروں کو بھی بہت دفعہ ایسا کرنا پڑا ہے ہم نے تم پر رحم کیا ہے اور اس عورت کیوجہ سے تم کو چھوڑ دیا ہے ورنہ اب تک تمہاری روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی ہوتی۔

سوار۔ اچھا تم کیا چاہتے ہو۔

جرجیس تمہارے خچر پر جو کچھ بار ہے وہ سب ہم کو دیدو

سوار (عورت کی طرف دیکھکر) تمہاری کیا رائے ہے..... میں کیونکر اس مال کو انکے حوالہ کر دوں

عورت فوزی مال کی پرواہ نہ کرو..... جو کچھ یہ مانگتے ہیں دیدو ان کا ذریعۂ معاش یہی ہے اور اسی پیشہ سے یہ رزق حاصل کرتے ہیں خدا ان ظالم استبدادیوں کو غارت کرے آہ انھوں نے رعایا کے اخلاق و عادات کو کس قدر خراب کر دیا ہے

سید نے عورت کے الفاظ سنے اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ یقیناً یہ عورت جہان آرا ہے اور اس کے ساتھ فوزی بک ہے جنکی فرار کی خبر ڈاکٹر ناظر نے ہم کو دی ہے یہ معلوم کر کے اس نے ارادہ کیا کہ جرجیس اور فوزی بک کے معاملہ میں پڑکر کوئی صورت مناسب فیصلہ کی نکالے یہ کام خطرہ سے خالی نہ تھا لیکن وہ راہ حریت میں ہر ایک خطرہ سے مقابلہ پر آمادہ تھا"

جرجیس اور سوار باتوں میں مصروف تھے اور سید آگے بڑھنے کا ارادہ کر رہا تھا کہ کسی نے خیمہ کے سامنے روشنی کی اور پھر ایک لکڑی جلاکر جرجیس کے پاس لیگیا سید نے روشنی میں فوزی بک کو دیکھا اور پہچان کر آگے بڑھا اور آواز دی بہادر جرجیس"

سید کی آواز سنکر سب لوگ چونک پڑے کیونکہ اس وقت اور ایسے مقام پر یہ آواز خلاف توقع تھی اور پھر جرجیس نے بلند آواز سے پوچھا تم کون ہو،

سعید بک میں تمہارا مہمان ہوں اور بہت دنوں سے تمہاری تلاش میں صحرا نوردی کر رہا ہوں میرے پاس تمہاری ایک امانت ہے کیا میں اس کو تمہاری خدمت میں پیش کردں

جرجیس یہ سنکر تعجب میں رہگیا اور اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا کہ وہ سوار اور عورت کو خیمہ کے اندر لیجائیں اور آرام سے بٹھائیں اور پھر سید کی طرف بڑھا اور کہا

تم کون ہو؟

سعید بک میں عثمانی قوم کا قاصد ہوں جو اس کا پیام لیکر تمہارے پاس آیا ہوں اطمینان سے بیٹھکر واقعات کو سنو اور جو کچھ میں بیان کروں اس پر غور کرو

جرجیس۔ (نفرت و حقارت سے) تم کون ہو جو مجھ سے اس دلیری اور جرات سے باتیں کر رہے ہو بیشک تمہاری جرأت تعجب انگیز ہے

سعید بک میں جلد آپ کو اپنے حال سے آگاہ کرونگا اور جب آپ کو میرا اور اپنے حریف کا حال معلوم ہوگا تو آپ کو مجھ سے گفتگو کرنے پر ندامت نہ ہوگی جرجیس نے آدمیوں کو اشارہ کیا کہ خیمہ میں روشنی کریں یہ کہکر وہ سعید بک کو ساتھ لیکر خیمہ میں داخل ہوا اور فرش پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اس وقت خیمہ میں سعید بک فوزی بک اور جہان آرا فرش پر بیٹھے تھے اور جرجیس دروازہ کے قریب کھڑا تھا سعید بک نے جرجیس کو مخاطب کرکے کہا

محترم سردار تشریف رکھیئے آپ کی قدر میرے دل میں بہت زیادہ ہو گیا آپ البانی انجمن مسقا کے رئیس نہیں ہیں

جرجیس ہاں میں انجمن مذکور کا رئیس اور رکن ہوں لیکن تم تو بتلاؤ تم کون ہو

سعید میں جیسا کہ بیان کرچکا ہوں عثمانی قوم کا پیامبر ہوں جو ہیئت تبدیل کرکے آپکی خدمت میں حاضر ہوا ہوں مجھے انجمن اتحاد و ترقی عثمانیہ نے آپ کی خدمت میں ایک عریضہ دیکر بھیجا ہے جس کو میں جناب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں میں یہاں اسی غرض سے حاضر ہوا ہوں اور اب غالباً آپ کو میرا حال معلوم کرنیکی ضرورت نہ ہوگی

یہ کہکر سعید بک نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور اعلان کا پرچہ نکالکر جرجیس کے حوالہ کیا جرجیس اعلان کو لیکر روشنی کے قریب گیا اور پڑھنا شروع کیا فوزی بک سعید بک کی گفتگو غور سے سن رہا تھا اور جب کاغذ نکال کر دیا تو اس نے سعید بک کے چہرہ پر غور سے نظر ڈالی لیکن سعید کو نہ پہچان سکا سعید نے جرجیس کو خط پڑھنے میں مشغول پاکر اس موقعہ سے فایدہ اٹھانا چاہا اور فوزی بک کی طرف دیکھکر کہا

آپکا نام شاید فوزی بک ہے اور آپ کے ہمراہ غالباً محترم بیگم جہان آرا ہیں

فوزی بک یہ سنکر چونک پڑا اس کا خیال تھا کہ ان اطراف میں اس سے کوئی واقف نہیں ہے

اور خوفزدہ ہوکر تجاہل عارفانہ کے طور پر کہا
میں آپکا مطلب نہیں سمجھا مہربانی فرماکر مجھے بتلائیے کہ آپکا کیا نام ہے اور آپ کون ہیں
سعید حیرت ہے آپ میرا حال تو دریافت کرتے ہیں اور میں نے آپ کے متعلق جو کچھ عرض کیا ہے اُس سے آپ کو انکار ہے۔ ۔ ۔ ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو شبہ پر قتل کا حکم دیتے ہیں جیسا کہ آپ کا مالک یلدز میں کرتا ہے میں اور میرے ساتھی حق کے طلبگار ہیں اور صداقت کے متلاشی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مہربانی فرماکر یہ تو بتلائیے کہ آپکا تیسرا ہمسفر یعنی شیریں کہاں ہے کیا آپ نے اس کو کہیں چھوڑ دیا
شیریں کا نام سنکر فوزی بک نے معلوم کر لیا کہ یہ شخص حقیقت حال سے واقف ہے اور اب انکار کی گنجائش نہیں ہے۔ انجمن کے ذرائع معلومات پر اس کو بہت تعجب ہوا اور حیرت زدہ اُس نے سعید بک کی طرف دیکھکر کہا
شیریں سالونیک میں ہم سے جدا ہوگئی اور وہیں رہ گئی
جمیل نے اعلان کو پڑھکر حقارت سے پھینکدیا اور سعید کی طرف دیکھکر کہا
ناممکن ہے یہ باتیں اعتماد کے قابل نہیں ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہم اس کے لئے بالکل تیار ہیں کہ مسلمانوں سے مصالحت کرلیں اور ہماری دلی آرزو ہے کہ تمام عناصر متحد ہوجائیں لیکن اس کا کیا علاج ہے کہ مسلمان مصالحت پر آمادہ نہیں وہ فریب اور حیلہ سے کام لیتے اور ہمارا مذاق اڑاتے ہیں اور روز ایک نئی بات گھڑکر ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہم سے تو وہ کہتے ہیں کہ اتحاد عناصر کی سخت ضرورت ہے اور اس میں شک نہیں کہ یہ ضرورت مسلم ہے لیکن دوسری طرف مسلمانوں کے قلوب میں ہماری طرف سے نفرت پیدا کی جاتی ہے اور ان کو ہمارے خلاف ابھارا جاتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔
اتحاد کی ضرورت کو پیش نظر رکھکر خود ہمارا ارادہ تھا کہ ہم آگے بڑھیں اور اپنے مسلمان بھائیوں سے ہاتھ ملاکر ایک ہوجائیں لیکن اس سے پہلے کہ یہ ارادہ عمل میں لایا جائے ہمیں ایک اعلان ملا جس میں تم نے اسلام کی فضیلت اور غیر مسلم پر مسلم کی برتری بیان کی ہے اور مسلمانوں کے لئے غیر مسلموں کا مال حلال وجائز ثابت کیا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔
سعید (چونک کر) وہ اعلان کہاں ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ کسی مفسد کی کارروائی ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مہربانی

فرماکر ذرا اس اعلان کو مجھے دکھائیے"
جرجیس نے ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا اُس نے نوٹ بک (کتاب یادداشت) لاکر جرجیس کی خدمت میں پیش کی جرجیس نے نوٹ بک سے ایک کاغذ نکالا یہ اعلان خلیفۃ المومنین کی طرف سے حاکم ستاورہ کے نام تھا جس پر سلطان کے نام کا طغرا بنا ہوا تھا جرجیس نے کاغذ کو دیتے ہوئے کہا

"تم لوگ ایک طرف تو یہ کہتے ہو کہ ہم دستور کا مطالبہ کر رہے ہیں جو ننگ و ناموس کا حامی تمام اقوام کے حقوق کا محافظ ہے اور دوسری طرف سلطان کا یہ اعلان اس کے خلاف ہے لو اس کو پڑھو اس میں تصریح کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ انجمن اتحاد و ترقی کی سعی دستور مفسد اخلاق ہے اور دستور مسلمانوں کی مصلحت کے خلاف دستور کا سب سے بڑا ضرر یہ ہے کہ مسلم عورتیں آزاد ہو جائینگی اور کافروں کی عورتوں کی طرح بے پردہ باہر پھرنے لگیں گی لو پڑھو اور دیکھو کہ اس میں لکھا ہے یا نہیں"

سعید نے جرجیس کے ہاتھ سے کاغذ لے لیا اور پڑھنا شروع کیا جرجیس نے جو کچھ بیان کیا تھا بالکل صحیح تھا سعید نے اعلان پڑھکر دستخطوں پر نظر ڈالی اور دیکھا کہ صاحب کے دستخط اس پر ثبت ہیں سعید سمجھ گیا کہ یہ وہی جاسوس ہے جس کا ذکر ڈاکٹر نے اپنے مراسلہ میں کیا ہے وہ یہاں پہنچ گیا ہے اور نفاق و شقاق کی روح اقوام میں پیدا کر رہا ہے یہ معلوم کرکے اُس نے جرجیس سے کہا

"محترم دوست، یہ اعلان ایک جاسوس کی طرف سے ہے جو محکمہ ابین کی طرف سے اقوام میں منافرت پیدا کرنے اور مخالفت پھیلانے کے لئے آیا ہے یہ ظالم طبقہ ہماری کوششوں کو تباہ و برباد کر دینا چاہتا ہے اور اس قسم کے حیلوں سے کام لے رہا ہے تاکہ اقوام میں اتحاد نہ پیدا ہونے پائے اس لئے اس کی طرف توجہ نہ کرنی چاہیئے۔"

جرجیس نے سعید کی طرف سے منہ پھیر لیا گویا اُس نے سعید کی بات کو لغو سمجھا اور اپنا وقت بیکار اُس کی باتوں میں ضایع کیا اور پھر نوٹ بک کی طرف دیکھکر کہا

"تمہارے پاس جو کچھ ہے ہمارے حوالہ کر دو ورنہ ہم تم کو مار ڈالیں گے"

بہادر جرجیس تم جیسے مشہور شجیع اور جری شخص کے لئے یہ زیبا نہین ہے کہ تم ایک ایسی انجمن کے قاصد کی توہین و تحقیر کرو جو ظالم طبقہ حکمران کے ہاتھون سے تمام اقوام کو رہائی دلانے کی کوشش کر رہی ہے اور اپنے اس مقصد کے حاصل کرنے مین تمہاری اعانت چاہتی ہے ...... کیا ایک جھوٹے اعلان اور ایک جاسوس کے اشتہار کے مقابلہ مین ایک وطن پرست انجمن سے روگردانی مناسب ہے ..... احرار نے تم سے مصالحت کرنے اور تمہاری تائید حاصل کرنے کے لئے تمہاری طرف ہاتھ بڑھایا ہے تمہارا فرض ہے کہ تم ان سے ہاتھ ملاؤ اور ان کو مدد دو

جرجیس اس کا یقین کیونکر کر لیا جائے کہ تم جو مراسلہ لائے ہو وہ احرار کی طرف سے ہے اور اس کی کیا ضمانت ہے کہ احرار جو اس وقت عدل و حریت کا مطالبہ کر رہے ہین آخر تک مضبوطی سے اپنے مطالبہ پر قائم رہین گے اور ظالم طبقہ حکمران کے غلام نہ بنجائین گے جیسا کہ اب سے پہلے برابر ہوتا رہا ہے ..... ان باتون کو چھوڑو ان سے کوئی فایدہ نہین

سعید بک نے گردن جھکا لی اور سوچنے لگا کہ جرجیس کی غلط فہمی کو کیونکر دور کرے اور کیونکر اس کو اس کا اطمینان دلائے کہ انجمن اتحاد و ترقی استقلال اور پوری جد و جہد سے کام کر رہی ہے کہ یکایک اس کے کان مین گولیون کے چلنے اور شور و غل کی آواز آئی ہنگاہ جرجیس خیمہ سے باہر نکلا اور دیکھا کہ اس کے ساتھی بھاگ گئے ہین اور عثمانی سپاہ خیمون کا محاصرہ کئے ہوئے ہے جرجیس اور اس کے چند ساتھی جو اس وقت خیمہ کے اندر تھے اگر اسیرون کی حفاظت پر نہ ہوتے اور جرجیس سعید بک سے باتون مین مشغول نہ ہوتا تو وہ بھی بھاگ جاتے اور پہاڑ کے کسی محفوظ حصہ مین جا چھپتے بہت دفعہ ایسا ہوا ہے کہ عثمانی سپاہ ان کی تلاش مین آئی ہے اور اس کے پہنچنے سے پہلے یہ لوگ بو سونگھ کر بھاگ نکلے ہین"

سعید بک نے خیمہ سے جھانک کر دیکھا جرجیس گھبرایا ہوا کھڑا تھا اور بے کس و مجبور تھا کیونکہ اس کے تمام ساتھی بجز ان چند کے جو اسیرون کی نگرانی پر مامور تھے بھاگ گئے تھے سعید بک نے یہ دیکھکر نوذی بک سے کہا

آپ اور بیگم جہان آرا یہین تشریف رکھین مین ابھی واپس آتا ہون

یہ کہکر وہ باہر نکلا اور عثمانی سوارون کے قریب پہنچا سوارون کا یہ ایک چھوٹا سا دستہ تھا

جس کے آگے اس کا افسر شیر کی مانند مستعد گھوڑے پر سوار کھڑا تھا اتفاق سے چراغ کی روشنی افسر کے چہرے پر پڑی اور سعید بک نے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ وہ رسنکی عثمانی سپاہ کا افسر نیازی بک ہے۔

نیازی بک کو سلطان نے لوٹ مار کرنے والے قبائل کی سرکوبی کے لئے مقرر کیا تھا جس سے سپاہ کے تمام افسر عاجز آ گئے تھے اور رعایا پریشان نیازی بک نے اپنی حیرت انگیز شجاعت سے اس خدمت کو خوبی سے انجام دیا اور بہت سے قبائل کو گرفتار کیا نیازی بک کا نام قبائل میں بہت زیادہ مشہور تھا اور وہ اُس سے ہر وقت خائف رہتے تھے آج اس کو خبر ملی کہ جرجیس اور اُس کے گروہ کے لوگ آج اس پہاڑی پر آئیں گے اس موقع کو اس نے بہت غنیمت سمجھا اور انجمن کی نئی قرار داد کے مطابق جرجیس سے مل کر اس کو انجمن کا وہ اعلان پہنچانا چاہا جو سعید بک لیکر آیا تھا پہاڑی پر پہنچکر نیازی بک نے روشنی دیکھی اور آہستہ آہستہ خیموں کے قریب پہنچکر خیموں کو گھیر لیا جرجیس کے آدمیوں کا زیادہ حصہ تو بھاگ گیا اور جرجیس بھی بھاگ جانے کے لئے خیمہ سے نکلا تھا اور بھاگ نکلنے کا موقعہ ڈھونڈ رہا تھا کہ نیازی بک نے بلند آواز سے کہا

جرجیس بھاگو اور ڈرو نہیں میں تمہیں کوئی اذیت نہیں پہنچاؤنگا اور تم سے کوئی برا سلوک کرونگا

جرجیس کھڑا ہو گیا اور سعید نے اس اتفاق کو تعجب سے دیکھا اور فال نیک تصور کر کے آگے بڑھا اور نیازی بک کے قریب پہنچکر کہا

"نیازی بک"

نیازی بک نے سعید کی آواز کو پہچانا اور گھوڑے سے اتر کر سعید بک سے بغلگیر ہوا اور کہا

سعید بک تم کہاں ..... تم یہاں کیسے آئے ... تمہیں کوئی اذیت تو نہیں پہنچی"

سعید بک میں بہت اچھی طرح ہوں اور اپنے بہادر میزبان جرجیس البانی کا مہمان ہوں

جرجیس سعید بک کے انفاظ سنکر شرمندہ ہوا اور اپنی بے رخی پر اسے ندامت ہوئی اظہار احترام کرتے ہوئے وہ سعید بک کی طرف بڑھا اور کہا

آپ نے اس وقت تک یہ نہیں بتلایا کہ آپ کون ہیں"

سعید بک اس کے اظہار سے کوئی فائدہ نہیں کہ میں کون ہوں فائدہ اس میں ہے کہ میں جو پیام

لایا ہوں آپ اس پر غور کریں ... نیازی بک سے بھی پیام کی اہمیت اب آپ کو معلوم ہو جائیگی
اب جبکہ نیازی بک نے آپ پر فتح حاصل کی ہے فرمائیے اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے
نیازی بک (سید سے مخاطب ہوکر) میرا خیال ہے کہ آپ انجمن کا پیام پہنچانے آئے ہیں
سعید بک ہاں لیکن افسوس ہے کہ میرا محترم میزبان پیام کی تصدیق نہیں کرتا اور مجھے اس نے ایک
اور اعلان کے مضمون سے آگاہ کیا ہے جو ہمیں کے آدمیوں کی کارروائی معلوم ہوتی ہے اس اعلان
میں ہمارے اعلان کے خلاف نفرت و بد دلی پھیلانے کی کوشش کی گئی ہے۔
نیازی بک (جرجیس سے) بہادر جرجیس میں تمہیں بتلاتا ہوں کہ میں بھی اس جمعیۃ مقدسہ کا ایک
ممبر ہوں اور پھر تمہیں اس کا اطمینان دلاتا ہوں کہ جمعیۃ نے جو پیام سعید بک کے ہاتھ بھیجا ہے
وہ صحیح ہے انجمن کے کارکنوں کی حسن نیت کا اندازہ پیام سے بخوبی ہو سکتا ہے بہر حال میں تم سے
امید رکھتا ہوں کہ تم ظالم قوم سے انتقام لینے میں ہمارا ساتھ دو گے اور ہم دونوں اصلاح ملک
و فلاح قوم کی کوششوں میں اتحاد سے کام لینے پر دل سے متحد ہو کر خون سے ہاتھ ملائیں اور باہم ایک دوسرے
سے نائب ہو کر مستبدین سے انتقام لینے میں اپنی پوری قوت سے کام لیں دستور اور قانون اساسی حاصل
کریں اور ملک کو راحت اور آرام سے زندگی بسر کرنے کا موقع بہم پہنچائیں"
جرجیس نیازی بک کی زبان سے پیام کی اہمیت کو سنکر آگے بڑھا اور اس کا یقین کر کے کہ انجمن
کے حسن نیت سے ملکی خدمت پر کمر بستہ ہیں اس نے نیازی بک سے ہاتھ ملایا اور دونوں نے "متحد
ہو کر کام کرنے اور راز کی پوری حفاظت پر حلف اٹھایا"
حلف اٹھائے جانے کی کارروائی ختم ہو جانے پر نیازی بک نے اپنے دستہ کو منتشر ہو جانے
اور آرام کرنے کا اشارہ کیا اور پھر جرجیس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر عزت سے اس کو بٹھایا اور خود
بھی اس کے پاس بیٹھ گیا سعید نے آگے بڑھکر نیازی بک کے کان میں کہا
کیا آپ کے شعبہ نے آپ کو اس خبر سے آگاہ نہیں کیا کہ سلطان عبدالحمید خان کی ایک بیگم ایک
البانی افسر کے ساتھ یلدز سے بھاگ گئی ہے
نیازی بک ہاں شعبہ سے ہم کو یہ خبر ملی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ میرے دوست رامز کی
منسوبہ شیریں بھی اس کے ساتھ ہے"

سعید بک (نیازی بک کا ہاتھ پکڑ کر آؤ میرے ساتھ آؤ میں اس بیگم اور البانی افسر سے آپ کو ملاؤں ان کی زبانی معلوم ہوا کہ شیرین ان کے ساتھ آئی تھی لیکن سالونیکا میں اُن سے جدا ہو گئی اور اپنے گھر چلی گئی"

نیازی بک اٹھ کھڑا ہوا اور سب خیمہ میں داخل ہوئے سعید بک نے جہاں آرا اور فوزی بک سے نیازی بک کا تعارف کرایا فوزی بک نے نیازی بک کا شکریہ ادا کیا اور دستور کے حصول کی کوشش میں ان کی خدمات کی تعریف کی اور پھر کہا

اب مجھے احرار کی کامیابی کا یقین ہو گیا استبدادی یقیناً اب مغلوب ہو جائیں گے اور ملک مصائب سے نجات پائیگا۔

سعید بک ہم اس وقت تک برابر حصول دستور کی کوشش میں مصروف رہیں گے جب تک کہ دستور ہمیں حاصل نہ ہو جائے یا ہم خود فنا نہ ہو جائیں

فوزی بک کیا مہربانی فرما کر آپ مجھے بتلا سکتے ہیں کہ آپ نے ہم کو کیونکر پہچانا اور ہمارا حال آپ کو کیونکر معلوم ہوا ہماری خبر آپ تک پہنچنا ایک تعجب ہی کیونکہ یلدز سے ہمارے بھاگنے کی کسی کو بھی خبر نہیں ہے"

سعید بک ہم اگرچہ پہاڑوں میں رہتے ہیں لیکن یلدز کی خبریں ہم کو برابر پہنچتی رہتی ہیں اور ہمیں سلطان عبدالحمید کے کھانے پینے تک کی خبر مل جاتی ہے

فوزی بک خداوند تعالیٰ آپ کو آپ کی کوششوں میں کامیاب فرمائے..... یلدز سے بھاگ کر یہاں ہم صرف اس لئے آئے ہیں کہ آپ کے ساتھ ملکر قوم کی کچھ خدمت انجام دیں جو کام آپ ہمارے سپرد فرمائیں اس کے لئے ہم تیار ہیں

سعید بک اس وقت آپ ہمارے ساتھ مناستر چلیں وہاں پہنچکر اطمینان سے آپ سے گفتگو کی جائیگی اس وقت آپ تھکے ہوئے بھی ہیں"..... مجھے امید ہے کہ اب جناب جرجیس آپ سے مال کے مطالبہ کو بھی چھوڑ دیں گے۔

یہ کہکر سعید بک نے مسکرا کر جرجیس کی طرف دیکھا جرجیس نے کہا

میں آپ حضرات کی خدمت میں حاضر ہوں جہاں آپ لیجلنا چاہیں میں چلونگا اور جو کام مجھ سے

لیں گے انجام دونگا۔

نیازی بک ہم آپ کو زیادہ تکلیف دینا نہیں چاہتے ہیں اتنا چاہتے ہیں کہ اپنے عہد پر مضبوطی سے قائم رہیں اور جو معاملہ اس وقت ہوا ہے اس کو یاد رکھیں انشاء اللہ ضرورت کے وقت آپکی خدمات سے فایدہ اٹھایا جائیگا

جمہ خلیل میں ہر وقت حاضر ہوں جس وقت آپ کا جی چاہے بلا بھیجئے گا۔

نیازی بک اور سعید بک نے جمہ خلیل سے رخصت چاہی اور سب باطمینان تمام پہاڑی سے روانہ ہوکر سلطانی راستہ پر پہنچے اور وہاں سے نیازی بک سعید بک سے رخصت ہوکر رسنہ کی طرف اور سعید بک وغیرہ مناستر کی جانب روانہ ہوئے "

اثنار راہ میں سعید بک سے فوزی بک نے اپنا واقعہ بیان کیا اور ظاہر کیا کہ جہان آرا سے اس کو اس وقت سے محبت تھی جبکہ وہ یلدز میں داخل ہوئی اور جہان آرا کو بھی اس سے محبت تھی لیکن بیگم بنجانے کے بعد وہ مجبور ہوگئی اور مجھ سے ملتے رہنے کا اسے پھر کوئی موقعہ نہ ملا لیکن وہ ہمیشہ میری طرف سے غافل نہ رہی اور برابر میری ترقی میں ساعی رہی اسی کی کوشش سے میں سلطانی ایڈیکانگ کے درجہ تک پہنچا کچھ دنوں بعد مجھے معلوم ہوا کہ سلطان جہان آرا کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں میں نے اس کو سلطان کے پنجہ سے چھڑانے کی کوشش کی اور آخر خدا نے یہ موقعہ عنایت فرمایا اور میں یلدز سے اس کو صحیح وسالم نکال لایا

فوزی بک کے الفاظ ختم ہوتے ہی سعید بک نے شیرین کا حال پوچھا جس کے جواب میں اس نے بیان کیا کہ

یلدز سے نکل کر ہم نے اپنی ہئیت بدلی اور چھپتے چھپاتے سالونیکا پہنچکر ایک ہوٹل میں ٹھہرے شیرین ایک روز اپنی والدہ کو دیکھنے اپنے گھر گئی اور شام تک واپس نہ آئی رات بھر اس کا انتظار کیا گیا جب وہ نہ آئی تو ہم نے صبح کو اس کے گھر آدمی بھیجا اس نے واپس آکر بیان کیا کہ شیرین کے والد مکان پر موجود ہیں ہمارا خادم طماز سے واقف تھا کیونکہ اس نے ان کو یلدز میں دیکھا تھا خادم سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صائب بک طماز کے ہاں موجود تھا طماز کی باتوں سے خادم کو معلوم ہوا کہ وہ صائب بک نے ساتھ شیرین کی شادی کرنیکا ارادہ رکھتا ہے اور چونکہ شیرین کو راز

کے مارے جانے کا یقین ہو گیا ہے اس لئے غالباً وہ بھی صائب بک سے شادی کرنے پر آمادہ ہے" اس کے بعد فوزی بک نے کہا

اس خوف سے کہ ہمیں کوئی پہچان نہ لے ہم سالونیک زیادہ نہیں ٹھہرے اور وہاں سے البانیہ کی طرف روانہ ہوئے راستہ میں یہ عجیب اتفاق پیش آیا اور آپ سے ملاقات ہوئی شیریں کی خبر معلوم کر کے سعید بک مضطرب ہو گیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ جب رامز کو یہ خبر پہنچیگی تو وہ غضب ناک ہو جائیگا تھوڑی دیر تک وہ اس پر غور کرتا رہا اور پھر اس اشتہار کو جیب سے نکالا جو اسے جرجیس سے ملا تھا اشتہار کے آخر میں اس نے صائب بک کے دستخط دیکھے اور فوراً اس کے ذہن میں یہ بات پیدا ہوئی کہ وہ اس اشتہار کو انجمن کے جلسہ میں پیش کرے تاکہ انجمن کے ممبر باہمی مشورہ سے اس کے قتل کر دینے کی تجویز پاس کریں اور اس ناپاک مفسد شخص کے وجود سے دنیا پاک ہو جائے اس کے ساتھ ہی اسے خیال آیا کہ پہلے اس کے قیام کی جگہ معلوم کی جائے تاکہ قتل میں آسانی ہو اور رامز کو بھی اس خبر سے آگاہ کیا جائے

# پچھتروان باب

## اعلان نامتابعت

مناستر کے قریب ایک گاؤں میں پہنچکر سعید بک نے جہان آرا کے قیام کے لئے ایک مکان کا انتظام کیا اور تمام ضروری اشیاء راحت و آرائش فراہم کیں اس کے بعد فوزی بک کو ساتھ لیکر مناستر پہنچا اور جمعیتہ کا ایک فوری جلسہ منعقد کر کے اس کے ممبروں کی خدمت میں فوزی بک کو پیش کیا جمعیتہ کے مرشد نے فوزی بک سے حلف لیکر اس کو انجمن میں داخل کر لیا جب یہ کارروائی ختم ہو گئی تو سعید بک نے اپنے اہم کے حالات سنائے اور جرجیس سے جو معاہدہ ہوا تھا اس کا مال بیان کیا اس کے بعد وہ اشتہار جو صائب بک نے قبائل اور روسا میں تقسیم کیا تھا جیب سے نکالکر مرشد کی خدمت میں پیش کیا اور حقیقت حال سے آگاہ کیا انجمن کے ممبروں نے باتفاق رائے قرار دیا کہ صائب بک جاسوس کی یہ کارروائی چونکہ

حریت اور دستور کے مقابلہ میں ہے اس لیے نہایت خطرناک ہے اور سیاہ کے مقابلہ سے زیادہ ضرر رسان ہے اس لیے اس کو فوراً قتل کیا جائے"

اس قرار داد کے بعد ایک فدائی نے اپنے کو اس خدمت کے لیے پیش کیا اور اس کی یہ خدمت تحسین و آفرین کے ساتھ قبول کی گئی اور اسی پر جلسہ ختم ہو گیا۔

سعید بک نے توحیدہ سے شیرین کا تمام واقعہ بیان کیا اور ظاہر کیا کہ طماز بدستور اپنے خیال میں ہے اور شیرین کا نکاح صاحب سے کر دینے پر آمادہ ہے توحیدہ نے حقیقت حال سے آگاہ ہو کر شدۃ غم سے سر پیٹ لیا اور رقت خیز لہجہ میں کہا

آہ خداب بھی صاحب بک کو دوست سمجھے ہوئے ہیں حالانکہ ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ ہمارے تمام مصائب کا سبب وہی ہے ..... اب میرا یہان ٹھہرنا مناسب نہیں ہے جلد سے جلد مجھے سالونیک پہنچنا چاہیے شیرین اس وقت سخت تنگی اور پریشانی میں ہوگی خدانخواستہ وہ کہیں رامز سے مایوس ہو کر اس منافق سے شادی کر لینے پر آمادہ نہ ہو جائے کیونکہ اس کو معلوم نہیں کہ رامز زندہ ہے۔ ..... آہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے سعیدی کچھ بتائیے

سعید بک سالونیک جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے آپ یہیں رہیں میں سالونیک جاتا ہوں رامز جس وقت یہان آئے اس کو حقیقت حال سے آگاہ کرنا اور کہہ دینا کہ شیرین سالونیک میں موجود ہے

توحیدہ یہ سمجھ کر کہ سعید بک نہایت ذہین اور ہوشیار آدمی ہے ممکن ہے وہ طماز [illegible] کے شوہر کو اس کے ارادہ سے باز رکھنے میں کامیاب ہو جائے سعید بک کے مشورہ پر راضی ہو گئی اور سعید بک سفر کی تیاریان کرنے لگا دوسرے روز صبح کو جبکہ وہ سالونیک جانے کے لیے تیار تھا خبر ملی کہ انجمن کو ایک فوری جلسہ کی ضرورت پیش آئی ہے جو آج شام کو منعقد ہوگا سعید بک نے اپنے سفر کو ملتوی کر دیا اور جلسہ میں شرکت ضروری سمجھی حسب قرار داد شام کو جلسہ منعقد ہوا آج کے جلسہ میں [illegible] کی میونسپلٹی کے سکریٹری جمال آفندی بھی جو [illegible] بک کے دوست صادق اور انجمن کے سرگرم ممبر تھے شریک تھے جب سب لوگ جمع ہو گئے تو مرخص نے کہا

بھائیو اس وقت آپ کو ایک نہایت اہم معاملہ میں مشورہ لینے کے لیے تکلیف دی گئی ہے آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے مقصد میں ہر گز [illegible] دستور کو قتل کرنے کی تجویز پاس کی ہے ہمارا یہ شیخ

اس سے بھی اہم اور پیچیدہ مسئلہ پر اس وقت مشورہ چاہتا اور ایک نئی دنیا میں قدم رکھنا چاہتا ہوں
جس طرح اعلان قتل و قتال سے مرکزی انجمن نے ایک خاص عزت و اہمیت حاصل کی ہے اسی
طرح ہم بھی خصوصیت سے ایک نہایت دشوار گذار اور خطرناک راستہ میں قدم رکھتے ہیں اور یہ صرف ہمارا
حصہ ہوگا تجویز کیا گیا ہے کہ نہ صرف علما مستعد ہو کر اپنے حق کا مطالبہ کریں بلکہ اعلانا ثابت کردیں
حکومت و احکام سلطانی کا اعلان کرتے ہیں اس تجویز کے محرک ہمارے محترم بھائی نیازی بک ہیں جو سب سے
اول اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے تیار ہیں انہوں نے ہمارے معزز و محترم بھائی جمال آفندی کو ہمارے پاس
بھیجا ہے تاکہ وہ اپنی تجویز سے آپ کو اطلاع دیں اور اپنے ارادہ اعلان نامتابعت سے آپ کو آگاہ
کریں محترم بھائی جمال آفندی آپ کے سامنے اس تجویز کو بیان کریں گے آپ غور سے اس کو سنیں تمام لوگ
مستعد ہو کر بیٹھ گئے اور جمال آفندی کی تقریر سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہو گئے جمال آفندی نے سب کو
متوجہ پا کر اپنی تقریر شروع کی۔

محترم بھائیو ہم نے جو کچھ کیا یا آئندہ جو کچھ کریں گے وہ سب مقدس مرکزی انجمن کی تحریک اور مشورہ سے ہے انجمن
مقدس کی روح ہماری رہنما ہے اور وہی ہماری مددگار ہے اس وقت میرے حاضر ہونے کی غرض یہ ہے کہ
ہمارے محترم بھائی رسنہ کی رجمنٹ کے افسر نیازی بک نے ایک نہایت موثر تجویز دشمنان حریت پر
فتح حاصل کرنے کی نکالی ہے آپ تمام حضرات نیازی بک سے اچھی طرح واقف ہیں ان کی شجاعت کے
کارنامے اور حیرت انگیز بسالت کے واقعات آپ نے ابنان و غیر ملکی لڑائیوں میں سنے ہوں گے
نیازی بک کی شجاعت و جوانمردی دلیری اور بسالت دیکھ کر سلطان نے انہیں اس خدمت پر مامور
کیا تھا کہ وہ خود سر اور لوٹ مار کرنے والے قبائل کو تباہ و برباد کر کے عثمانی مقبوضات کو ان کے وجود سے
پاک کردیں بلغاری اور البانی قبائل نے عرصہ سے اپنی لوٹ مار اور قتل و غارت گری سے اتنی قوت حاصل
کر رکھی تھی کہ حکومت ان کے مقابلہ سے عاجز ہو گئی تھی لیکن نیازی بک نے اپنی قابلیت سے تھوڑے ہی
عرصہ میں ان لوگوں پر فتح حاصل کی اور بہت سے قبائل تباہ و برباد کر دئے جیسا کہ آپ کو معلوم ہے قبائل
پر کامیابی حاصل کرنے کے بعد بہادر نیازی بک کے ذہن میں یہ بات پیدا ہوئی کہ حکومت اس قسم کے
قبائل کا انتظام کرنے اور ان کی قوت سے مقابلہ کرنے میں چونکہ اظہار عجز کر چکی ہے اس لئے حصول
دستور و حفاظت حریت کے لئے اس سے بہتر کوئی تجویز نہیں ہو سکتی کہ متفرق قبائل اکٹھے ہوں

اور نئی حریت کا مطالبہ حکومت سے علی الاعلان کریں نیازی بک نے ۳ جولائی ۱۹۰۸ء
کو طاہر آفندی انسپکٹر پولیس کے سامنے حریت کی تجویز کو بیان کیا اور اسکے بعد کہا
"اس وقت میرے پاس پانسو پونڈ نقد موجود ہیں جو اپنے صندوق کو کرکے جمع کیے ہیں ان
سے زر ان آدمیوں کے لیے جو میرے اشارے پر ہیں جنکی تعداد دو سو کے قریب ہے ہتھیار بہم
پہنچاؤنگا اور ان کو تیار کرکے حکومت کو پریشان کرنے پر مقرر کرونگا اس طریقہ سے ہم ضرور حکومت
کو پریشان کریں گے اور اس عرصہ میں اور بہت سے گروہ تیار کرلیں گے"
بات میں یہ کہنا تو بھول ہی گیا کہ ہم جو اعلان ناستابت پر بغاوت میں بس جبر کرکے آمادہ کیا اس کا
اصلی محرک دول کا وہ فیصلہ ہے جس کی فتح مقدونیہ کو عثمانی حکومت سے جدا کرکے جدا کردینا
ہے اس فیصلہ نے نیازی بک پر جو بد تاثر ڈالا ہے اس کا اندازہ اس تحریر سے ہو سکتا ہے
جو اس وقت حکومت کو اشتعال دینے کے لئے ان پر بیان کیا ہے محترم بھائی نیازی بک نے
صاف الفاظ میں اس کا اظہار کیا ہے کہ
"اعلان ناستابت اور دستور کے علی الاعلان مطالبہ کے لئے سب سے پہلے مسلمانوں کو قدم
آگے بڑھانا چاہیے۔ بلغاریوں نے بھی آزادی کی کوشش میں ہمیں سے ابتدا کی تھی اور ہم کو بھی
اسی جگہ سے اپنے مطالبہ کی ابتدا کرنی چاہیے"
محترم بھائی نیازی بک نے اسی کے ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ
"سب جون کو ہم اپنے حقیقی بھائیوں کی طرح سمجھیں ان کی عزت کو اپنی عزت ان کے مال کو اپنا مال
اور ان کے جسم کو اپنا جسم خیال کریں اس لئے کہ ہماری یہ تحریک اصلاح ملک حریت مساوات
اور اخوت کو قائم کرنے اور مستحکم بنانے کے لیے ہے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم ملکی اقوام میں کسی
قسم کا امتیاز نہ رکھیں اور سب کو اپنا بھائی خیال کریں"
اس کے بعد محترم بھائی نیازی بک نے کہا
"اس تجویز کو عمل میں لانے کے لیے میں بالکل مستعد ہوں اور اپنی بیوی بچوں بہنوں سے رخصت
کے لئے جاتا ہوں اور انہیں خدا کی امان میں دیکر ملستر [illegible] رہنا ہوں"
ہم نے اپنے محترم بھائی کی تجویز سے اتفاق کیا اور بعد ہم سب اپنا کام شروع کرنے لگے۔ [illegible]

تیار ہین مجھے یہان اسی لئے بھیجا گیا ہے کہ اس معاملہ مین آپ کی رائے بھی حاصل کرون امید ہے کہ اس مسئلہ پر آپ غور فرماکر مناسب فیصلہ فرمائینگے"

جمال بک کی تقریر ختم ہوتی ہی مسئلہ کو ممبرون کے سامنے پیش کیا گیا اور سعید بک نے کھڑے ہوکر کہا

مین اس رائے سے اتفاق کرتا ہون تجویز معقول اور مفید ہے اور چونکہ گذشتہ سفر مین لوٹ مار کرنے والے قبائل کا مجھے کافی تجربہ ہوچکا ہے اس لئے مین کہہ سکتا ہون کہ اگر ایسے گروہ حکومت کے خلاف کھڑے ہوگئے تو حکومت عاجز ہوجائیگی اور پھر اس کو ہمارے مطالبات کے سامنے جھکنا پڑیگا خداوند تعالی ہمارے بھائی نیازی بک کو سلامت رکھے کہ انھون نے یہ ایک معقول تجویز نکالی ہے ہم کو ان کا شکریہ ادا کرنا چاہئیے۔ انھون نے اپنی زندگی کو خطرہ مین ڈالا ہے اور ملک کی خدمت پر کمربستہ ہوگئے ہین یہ معلوم کرکے ہمارے قلوب مین ان کی عظمت اور بڑھ جاتی ہے کہ محترم بھائی نیازی بک کی شادی کو ابھی ایک سال بھی نہین گذرا اور وہ ملک و قوم کی خدمت پر کمربستہ ہوکر اپنی دلہن سے جدا ہوتے ہین

سعید بک کے الفاظ ختم ہوتے ہی جمال آفندی نے مرشض سے پھر تقریر کی اجازت چاہی اور اجازت کے بعد کہا

اسی کے متعلق ایک نہایت عجیب بات کا ذکر مین یہان کرتا ہون اور وہ یہ ہے کہ نیازی بک نے جب علی الاعلان دستور کا مطالبہ کرنے والے گروہ کی تیاری کا ارادہ کیا اور ان مشکلات پر نظر ڈالی جو اس راہ مین پیش آنی ضروری ہین تو وہ اپنی بیوی کے پاس پہنچے اور اپنے ارادہ سے ان کو آگاہ کیا محترم خاتون نے اپنے شوہر کے ارادہ پر اظہار خوشنودی کیا مبارکباد دی اور کہا

نیازی بک جاؤ مصلحت وطن پر قربان ہوجاؤ زندگی اور حیات جاودانی ہے مجھے اس سے زیادہ مسرت اور کیا ہوسکتی ہے کہ تمہاری موت ہماری موت ہوگی اور تمہاری زندگی اصلاح ملک اور حصول دستور کی راہ مین کام آئیگی"

اس کے بعد محترم بھائی نیازی بک نے اپنی بیوی وغیرہ کو مناستر بھیجدیا

جمال آفندی کے الفاظ ختم ہوتے ہی مرشض کھڑا ہوا اور کہا

بھائی نیازی بک کی دلہن کے ذکر نے اس وقت مین بھائی راغب کی منسوبہ شیرین کو یاد دلا دیا وہ

قوم جس میں اس قسم کی محب وطن موجود ہوں دستور سے محروم نہیں رکھی جاسکتی اور یقیناً وہ ایک روز دستور حاصل کر لیگی...... بہرحال صورت موجودہ میں بھائی نیازی بک کی تجویز سے مخالفت نہیں کی جاسکتی ہم اُن کی تجویز سے اتفاق کرتے ہیں اور اس کے متعلق ضروری ہدایات عنقریب ان کو مرتب کر کے دینگے ہمیں امید ہے کہ بھائی نیازی بک کی تجویز جب عملی جامہ پہنے گی تو دوسرے لوگوں کو کام کرنے اور اس روش کو اختیار کرنے میں اس سے مدد ملیگی..... اب ہم کو سب سے پہلا کام یہ کرنا چاہیے کہ ہم مرکزی انجمن کو اس تجویز سے آگاہ کریں اور اس سے اس کے متعلق مفید معلومات و ہدایات حاصل کریں۔

سعید بک نے کھڑے ہو کر کہا

مرکزی انجمن کو اس تجویز سے آگاہ کرنے کی خدمت میں انجام دونگا

مرخص جزاک اللہ بھیرا میرا خیال ہے کہ بھائی رامزابھی اپنی مہم سے فراغت کر کے نہیں آئے..... کیا آپ لوگوں میں سے کسی کو معلوم ہے کہ اس وقت وہ کہاں ہیں

سعید بک رامزابھی واپس نہیں آیا اور نہ یہ معلوم ہے کہ وہ اس وقت کہاں ہے لیکن امید ہے کہ وہ جلد قاصل معل کو یادداشتیں پہنچا کر واپس آئیگا اور اپنی مہم میں انشاء اللہ کامیاب ہوگا۔

اس کے بعد جلسہ برخواست ہوا اور دوسرے روز ضروری ہدایات لیکر جمال آفندی رسینہ کی طرف اور سعید بک سالونیک کی جانب روانہ ہوئے سالونیک پہنچکر سعید بک نے مناستر کے شعبہ کی تجویز سے انجمن کے ممبروں کو ایک فوری جلسہ طلب کر کے آگاہ کیا اسی انجمن کے مرخص سے یہ معلوم کر کے مسرت مزید حاصل ہوئی کہ انور بک نے بھی اپنے ہمراہیوں کی کافی جمعیت فراہم کر کے مطالبہ دستور کا علی الاعلان ارادہ کیا ہے اور جس طرح نیازی بک اس غرض کے لئے کھڑے ہوئے ہیں انور بک نے بھی نامناسبت اور مطالبہ دستور پر آمادگی ظاہر کی ہو

اس کے بعد مرخص نے سعید بک سے کہا کہ وہ مناستر کے شعبہ کو انور بک کے ارادہ اور مرکزی انجمن کے اظہار پسندیدگی و اتفاق رائے سے آگاہ کرے۔

سعید بک مرخص سے رخصت ہو کر طاذ کے گھر پہنچا اور دیکھا کہ مکان بند ہے پڑوس میں دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ طاہر واپس آیا تھا اور کچھ دنوں بعد اس کی بیٹی شیریں بھی واپس آگئی تھی کچھ دنوں

دونون یہان رہے اور پھر دونون توحید بک کی تلاش مین باہر چلے گئے۔

سعید بک کو یہ معلوم کرکے بہت افسوس ہوا لیکن اُس نے صبر کیا اور مناستر واپس چلا آیا یہان پہنچکر اسے معلوم ہوا کہ شمسی پاشا مناستر پہنچ گیا ہے اور انجمن کے ممبرون کی تلاش مین ہے بعض جاسوسون نے انجمن کے بعض ممبرون سے اسے آگاہ بھی کردیا ہے اور وہ ان کی گرفتاری اور قتل کی فکر مین ہے فوراً ایک جلسہ منعقد کیا گیا اور ایک نوجوان نے مرض کی تحریک سے کھڑے ہوکر اس کا حلف اٹھایا کہ وہ شمسی پاشا کو قتل کریگا شب کے تمام ممبرون نے نوجوان فدائی کا شکریہ ادا کیا اور مبارکباد دی دوسرے دن تمام شہر مین شمسی پاشا کے مارے جانے کا شور مچ گیا اور لوگ خوفزدہ ہوگئے شہر کے باشندے حیران تھے کہ یہ قتل کیونکر ہوا کیونکہ شمسی پاشا ہر وقت ۰۰ جوان اپنے ساتھ رکھتا تھا باوجود اتنی جمعیت ساتھ رکھنے کے فدائی نے اس کو گولی کا نشانہ بنایا اور خود صحیح وسالم نکل گیا شمسی پاشا کے قتل اور نیازی بک کے گروہ کے کھڑے ہوجانے سے محکمہ ما بین کے قلوب مین انجمن کی دھاک بیٹھ گئی اور ہیبت چھا گئی۔

# چھہتروان باب

## نیازی بک کا گروہ

نیازی بک کے گروہ نے علی الاعلان دستور کا مطالبہ شروع کیا چند روز بعد "قریبتو" بلغاریون کا سرگروہ بھی معہ اپنی جمعیت کے نیازی بک کے ساتھ شامل ہوگیا اور اب بلغاریون کی طرف سے اطمینان ہوکر نیازی بک کو ایک معقول وخاصی قوت حاصل ہوگئی نیازی بک نے سفر سے پہلے مختلف زبانون مین اعلانات تیار کئے اور ان کو ملک مین تقسیم کرنے کے ساتھ محکمہ مابین انسپکٹر جنرل پولیس مناستر کے فوجی جنرل رسنہ کے میجر اور حاکم رسنہ کو بھی بھیجے محکمہ مابین کو جو اعلان بھیجا گیا اس کا مضمون حسب ذیل تھا

ہم دستور کی طالب ہوئے فوراً دستور عطا کیا جائے ہماری انجمن جو قوم کی نیابت کررہی ہے اس امر پر آمادہ ہے کہ اگر قوم کو دستور عطا کردیا گیا تو وہ ذات سلطانی سے کوئی تعرض نہ کریگی اور

جو مظالم انہون نے کئے ہیں ان کو نظر انداز کر دیگی ہم قوم کی طرف سے دستور کا مطالبہ کرنے کھڑے ہوئے ہیں اگر حکومت برضا و رغبت ہماری خواہش کو پورا کرنے تو حکومت اور ملک دونوں کے لئے مفید ہے ورنہ پھر قوم اپنی پوری قوت سے دستور حاصل کرنیکی کوشش کریگی اور جس طرح ممکن ہوگا دستور حاصل کرکے رہیگی"

جمعہ کے روز خفیہ طور پر نیازی بک کے آدمی جنکی تعداد ۰۵ تھی رسنہ سے باہر نکلے اور ہتھیارون سے مسلح ہوکر شہر سے باہر ایک جگہ ٹھہر گئے یہان آکر وہ لوگ بھی نیازی بک کے ساتھ شامل ہوگئے جنہون نے شرکت کا وعدہ کیا تھا نیازی بک نے سب کو مخاطب کرکے کہا

ہمارا مقصد دشمنان دستور حریت سے جہاد کرنا ہے ہم اس وقت تک جہاد کرینگے جب تک کہ ہمارا مقصد نہ حاصل ہوجائے یا ہم فنا نہ ہوجائیں جو شخص ہمارے مقصد سے دلچسپی یا اتفاق نہ رکھتا ہو بہتر ہے کہ وہ ہم سے اسی وقت جدا ہو جائے"

تمام لوگوں نے اس مقصد سے ہمدردی اور اتفاق ظاہر کیا اور پھر سب لوگ نیازی بک کے ساتھ قصبون اور گاؤن میں دورہ کرنے اور ان کے باشندون کو تحریک ادا کرنے لگے کہ وہ حریت دستور کے مطالبہ میں انکے ساتھ شرکت کریں اور ان کو جانی و مالی مدد دین جو لوگ اس تحریک سے اُن کے ساتھ ہوجاتے اُن سے عہد استقامت اور حلف استحکام و ثبات لیا جاتا"

غیر مسلمون اور تعلیمات ودیہات کے عام باشندون کے ساتھ نیازی بک نے حسن سلوک اور اخلاق سے کام لیکر ان کو اپنا ہمدرد بنایا اور صرف دو روز میں ایک معتدبہ تعداد فراہم کرلی اس تحریک کے ساتھ ساتھ نیازی بک نے جرجیس اور دوسرے قبائل کے سردارون کو لکھا کہ اب ان کی مدد کا وقت آگیا ہے وہ خوشی آئین اور ہمارے ساتھ ملکر کام کریں"

رسنہ کی حکومت کو جب یہ معلوم ہوا کہ نیازی بک حکومت کو الٹ دینے کے لئے اٹھا ہوا ہے تو اُس نے سپاہ کو اس کی گرفتاری کے لئے بھیجا لیکن نیازی بک کی تحریک کو سرکاری سپاہ نہ دبا سکی اور وہ نیازی بک سے مقابلہ کی قوت اپنے میں پاتی بہت سے سپاہی نیازی بک کے ساتھ مل گئے اور جو لوگ ناکام ہوکر واپس گئے انہون نے بیان کیا کہ انجمن اتحاد و ترقی کا اثر تمام ملک میں پھیل گیا ہے اور اوخری، دیبرہ، اور قرہ شیشتہ وغیرہ میں تو انجمن کی روح نہایت زبردست ہے

چند روز مین بہت سے وہ لوگ بہی جو حکومت کے مجرم تھے اور چھپے چھپے پھرتے تھے نیازی بک کے ساتھ شریک ہوگئے اور قوت روز بروز بڑہتی گئی نیازی بک نے جو روپیہ بطور خود جمع کیا تہا اس کو اپنے ساتھیون کے مصارف پہ خرچ کیا اور ضرورت کے وقت مقامی امداد بھی حاصل کی اور بہت دفعہ سرکاری خزانہ کا جک دیکر مختلف مقامات مین اس کا روپیہ لوگون سے لیا"

رسنہ سے روانہ ہونے کے تیسرے دن نیازی بک نے مناستر کے شعبہ کو اطلاع دی کہ وہ دستور کا مطالبہ کرنے کے لئے کہڑا ہوگیا ہے اور خدا کا شکر ہے کہ بہت سے لوگ اس کے ساتھ شریک ہوگئے ہین چند روز بعد نیازی بک نے نصاری مقدونیہ کے پاس ایک اعلان مختلف زبانون مین اس مضمون کا بہیجا کہ

اپنے قلوب سے پرانے خیالات اور عناد کو نکال دو اور مسلمانون سے متحد ہو کر دستور کا مطالبہ کرو انجمن اتحاد و ترقی کی غرض اصلی یہی ہے اور وہ تمام اقوام ملک مین اتحاد پیدا کر کے دستور حاصل کرنا چاہتی ہے"

اس کے بعد نیازی بک نے اسلامی آبادیون کی اصلاح کیطرف توجہ کی وہان کے باشندون سے حلف استقامت لیا انتظامی صیغے بنائے اور صلح و اتفاق سے باہم رہنے کی ہدایتین کین اور پہر مختلف مقامات کا دورہ کر کے خارج شدہ سپاہیون اور بہاگے ہوئے نوجوانون اور لوٹ مار کرنے والے لوگون کو جمع کر کے ان کو واقعات سے آگاہ کیا نصیحتین کین اور اخلاق حسن سلوک اور عفو و ملاطفت سے ان کو رام کر کے اپنا گرویدہ بنا لیا اور اتباع حق و عدل کی ہدایت کی پھر رسنہ اوخری وغیرہ مقامات مین خبر رسانی کا انتظام کیا ڈاک کی نشر لین مقرر کین اور سرکار سے متعین کئے"

یہ معلوم کر کے نیازی بک کی ہمت اور بڑھ گئی کہ انور بک بھی اس کی طرح مطالبہ دستور کے لئے کہڑے ہو گئے ہین اور دیہات و قصبات مین دستوری حکومت کے طریقہ پر انتظامات کر رہے ہین اور بہت سے لوگ اور قبائل ان کے ساتھ شامل ہو گئے ہین"

مناستر کے شعبہ کو جب یہ خبرین پہنچین تو اس کے ممبر خوش ہو گئے کامیابی نے ان کی ہمتون کو اور بڑھا دیا اور باتفاق رائے قرار پایا کہ حاکم مناستر کو اطلاع دیجائے کہ

موجودہ حکومت غیر شرعی ہے اسلئے کہ وہ دستور کی مخالفت کر رہی ہے انجمن چاہتی ہے کہ غیر شرعی حکومت کو الٹ دے اور حق صریح دستوری حکومت کو قائم کرے۔

اس کے بعد مناستر کے شعبہ نے نیازی بک کے پاس جو رپورٹ بھیجی اور جس میں احکام بھیجے اور مطلع کیا کہ شمسی پاشا کو ایک فدائی نے قتل کر دیا اور صحیح و سالم وہ سپاہیوں میں سے نکل آیا لیکن جب یہ خبریں پہنچیں تو عمال حکومت اور سلطان گھبرا گئے اور فوراً مشیر عثمان پاشا کو شمسی پاشا کی جگہ مقرر کر کے روانہ کیا گیا مناستر کے شعبہ کو جب عثمان پاشا کے تقرر کی خبر ملی تو اس نے فوراً جلسہ طلب کیا اور ممبروں سے عثمان پاشا کے متعلق مشورہ کیا صورت حال کے مطابق یہ رائے قرار پائی کہ عثمان پاشا کو قتل کرنے کے بجائے نظربند کیا جائے اور ان کاموں میں مدد لینے کے لئے نیازی بک کو بلایا جائے۔''

اس عرصہ میں نیازی بک نے البانیا کے بہت سے شہروں قصبوں اور دیہات کا دورہ کیا وہاں کے باشندوں میں روح حریت پیدا کی لوگوں سے جمعیۃ اتحاد و ترقی کے نام پر بیعت اور ثبات قدمی کا حلف لیا اس تحریک میں نیازی بک کے ساتھ بلغاری سروی البانی اور رومانی سب شریک ہو گئے اور سب نے استحکام عہد اور استقلال پر حلف اٹھایا نیازی بک کی قوت روز بروز بڑھ رہی تھی اور چونکہ اس کی تحریک میں نمایاں پہلو یہ ہوتا تھا کہ وہ حصول دستور میں مذاہب و اقوام کی تفریق کو خار راہ سمجھتا ہے اور دستور حاصل کرنے کے لئے اتحاد اقوام و مذاہب ضروری ہے کیونکہ دستور تمام اقوام کے لئے ہوگا اور کسی مذہب یا قوم کی اس میں تخصیص نہ ہوگی اس لئے تمام اقوام و مذاہب کے لوگ اس کے ساتھ تھے اور جوق جوق مسیحی اور مسلم اس کے شریک ہوتے جاتے تھے تھوڑے ہی عرصہ میں نیازی بک کی شوکت نمایاں ہونے لگی وہ جہاں جاتا لوگ اس کا استقبال کرتے مسیحی راہب محافل منعقد کرتے اور خدا سے دعائیں کرتے تھے کہ وہ اس کو کامیاب فرمائے اور قوم کے مقاصد حاصل ہوں نیازی بک کی نرم گفتگو حسن سلوک اور اخلاق سے لوگوں کو اس کا یقین ہو گیا تھا کہ انجمن اتحاد و ترقی دستوری اور شرعی حکومت ہی اور اسی وہ تمام ملک کو مظالم سے آزاد کرا کے دستور دلانا چاہتی ہے۔''

البانیا کے شہروں سے فارغ ہو کر نیازی بک نے ناتیا کی طرف جانے کا ارادہ ہی کیا تھا

کہ مناستر کے شعبہ نے اس کو فوراً طلب کیا اور وہ ایک مختصر سی جمعیت لیکر مناستر کی طرف روانہ ہوا قریب پہنچکر شعبہ کا ایک خط اسے ملا جس مین اسے ہدایت کی گئی تھی کہ وہ عثمان پاشا کو فوراً گرفتار کرلے نیازی بک نے یہ حکم پاکر فوراً عثمان پاشا کے مرکز کا محاصرہ کرلیا برقی پیام رسانی کے تارون کو کاٹ ڈالا اور محافظ سپاہیوں سے ہتھیار لے لئے اور پھر اندر گھس کر اس کمرہ مین پہنچا جس مین عثمان پاشا تھا اس وقت عثمان پاشا سو رہا تھا نیازی بک نے اس کو جگایا اور اس کا ہاتھ پکڑ کے کہا اظہار غیظ وغضب کا موقع نہین ہے آپ اطمینان رکھین آپ کو کوئی اذیت نہ دیجائیگی ہمارا مقصد خونریزی نہین ہے بلکہ صلح وآشتی سے اپنا کام کرنا ہے"

یہ کہکر نیازی بک نے انجمن اتحاد وترقی کے شعبہ مناستر کا وہ خط جو اسے ملا تھا عثمان پاشا کے حوالہ کیا اور کہا

آپ ہمارے مہمان ہین اور ہم آپ کو اپنے مرکز رسنہ لیجائینگے

عثمان پاشا نے خط کھولا اور پڑھنا شروع کیا خط کی پر لطف عبارت اور انجمن کی فوجی قوت کی کیفیت معلوم کرکے وہ ششدر رہگیا اور یہ پڑھکر اسے اور بھی حیرت ہوئی کہ انجمن شمسی پاشا کی طرح اس کو قتل کرنیکا ارادہ نہین رکھتی بلکہ یہ بھی نہین چاہتی کہ اس کو خفیف سی اذیت پہنچے"

خط پڑھکر عثمان پاشا خاموش ہوگیا اور نیازی بک نے اس کو اپنے سوارون کی حفاظت مین دیکے رسنہ روانہ کردیا حکومت نے انجمن اتحاد وترقی کی کامیابی کو دیکھکر اور یہ معلوم کرکے کہ مقدونیہ کی فیلق (پلٹن جس مین پانچہزار آدمی ہوتے ہین) اتحاد وترقی کے ساتھ ہوگئی ہے اناطول کی فیلق کو احرار سے مقابلہ کے لئے روانہ کیا لیکن وہ بھی یہان پہنچکر احرار سے مل گئی اور سلطان اور دیگر عمال حکومت اس خبر سے ششدر وحیران رہگئے اور اپنی ناکامی پر افسوس کرنے لگے۔

# چہتروان باب

## فاصل دول کا جواب

انجمن مطالبہ دستور کی کارروائی کو وسعت دینے کے لئے فاصل دول کے جواب کا چینی سے منتظر

کردہی تھی تاکہ ادہر سے اطمینان ہوجانے پر پوری قوت سے اپنا کام شروع کرے وسط جولائی ۱۹۰۸ء میں رامز واپس آگیا اور فوراً جلسہ منعقد کیا گیا ممبروں کے اطمینان سے بیٹھ جانے پر صدر کی اجازت سے رامز نے بیان کیا کہ وہ تمام قنصلوں سے جاکر ملا اور یادداشت پیش کی تمام قنصلوں نے اپنی اپنی حکومت سے استصواب کرکے اپنی یہ رائے ظاہر کی کہ وہ اس معاملہ میں انجمن سے ہمدردی رکھتے اور طلب دستور میں کوئی حرج نہیں دیکھتے ہیں اور یہ کہ وہ اس میں کسی قسم کی مزاحمت نہ کرینگے"

رامز کے الفاظ ختم ہونے پر ممبروں میں صورت حال پر مباحثہ شروع ہوا اور بالاتفاق رائے قرار پایا کہ پہلے جمعیہ یا بین سے دستور کا مطالبہ کیا جائے سعید بک نے اسکے متعلق حسب ذیل الفاظ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا

مطالبہ دستور کی کارروائی کا آغاز کرنے سے پہلے میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ ہم اپنے بھائی فوزی بک سے جو حال میں انجمن کا ممبر ہوا ہے اس کے متعلق مشورہ کرلیں اور بیگم جہان آرا سے بھی کہ وہ ملکن ملیدز کے حالات سے زیادہ واقف ہیں ممکن ہے ان کے مشورہ سے کوئی مفید بات حاصل ہو جو ہمارے لئے آسانیاں پیدا کردے

تمام ممبروں نے اس رائے سے اتفاق کیا اور سعید بک کو اس خدمت پر مامور کیا گیا کہ وہ فوزی بک اور جہان آرا سے اس معاملہ میں مشورہ کرے سعید بک رامز کو ساتھ لیکر روانہ ہوا راستہ میں اس نے رامز کو جہان آرا اور شیرین کے حال سے آگاہ کیا اور بتلایا کہ وہ سالونیک گیا تھا لیکن شیرین اس کو وہاں نہیں ملی اور معلوم ہوا کہ طماز اس کو ساتھ لیکر توحیدہ کو تلاش کرنے گیا ہے رامز اس خبر سے بے چین ہوگیا اور اس کے غم والم میں اور اضافہ ہوگیا لیکن اس نے صبر و ضبط سے کام لیا اور خاموش رہا طلوع آفتاب کے بعد وہ دونوں اس گاؤں میں پہنچے جس میں فوزی بک اور جہان آرا مقیم تھے فوزی بک اس وقت مکان کے سامنے باغیچہ میں ٹہل رہا تھا سعید بک کو دیکھکر وہ خوش ہوگیا اور آگے بڑھکر ہاتھ ملایا سعید بک نے رامز سے اس کا تعارف کرایا اور پھر سب مکان میں داخل ہوئے اطمینان سے بیٹھ کر سعید بک نے واقعہ سے فوزی بک کو آگاہ کیا اور پھر کہا انجمن نے قرار دیا ہے کہ سلطان سے دستور کا مطالبہ کیا جائے اس معاملہ میں آپ کی اور جہان آرا

کی رائے مطلوب ہے اور اسی لئے میں حاضر ہوا ہوں

فوزی بک میں اس رائے سے اتفاق کرتا ہوں یہ موقع نہایت اچھا ہے میری رائے میں قبضہ کے ساتھ سلطان سے دستور کا مطالبہ کیا جائے سلطان کی قوت بہت کم ہو گئی ہے اور وہ بہت پریشان ہیں اس موقع کو ضائع نہ کرنا چاہیئے مجھے یقین ہے کہ اگر پوری قوت اور زور کے ساتھ اس وقت اُن سے دستور کا مطالبہ کیا گیا تو وہ دستور دینے پہ مجبور ہوں گے

باہم اسی قسم کی باتیں ہو رہی تھیں کہ فوزی بک نے ایک شخص کو ادہر آتے ہوئے دیکھا اور سب خاموش ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگے قریب آنے پر رامز نے اس کو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ وہ اس کی محبوبہ شیرین کا خادم خرلیتو ہے اس کا دل زور زور سے حرکت کرنے لگا اور وہ خیریت کا سوال دریافت کرنے کے لئے اٹھ کر اس کی طرف بڑھا خرلیتو اپنی دھن میں تھا رامز کی طرف اس نے دیکھا بھی نہیں اور دروازے کے قریب پہنچتے ہی بلند آواز سے کہا

فوزی بک . فوزی بک

یہ کہکر وہ کھڑا ہو گیا اور اپنے سانس کو جو دوڑ کر آنے میں پھول گیا تھا درست کرنے لگا۔

فوزی بک نے کہا

خرلیتو کیا ہے

خرلیتو۔ صائب پاشا یہاں آیا ہوا ہے اور آپکی فکر میں ہے

صائب پاشا کا نام سنکر رامز کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور چلا کر کہا

خرلیتو . . . . . . وہ ملعون کہاں ہے

خرلیتو نے اس وقت تک کسی کو دیکھا نہیں تھا رامز کی آواز سنکر چونکا اور اس کی طرف دیکھکر آگے بڑھا اور چلا کر کہا

میرے مالک رامز افندی . . . . . آپ کہاں . . . . کیا آپ رامز ہی ہیں

یہ کہکر اُس نے رامز کے ہاتھوں کو چوما آنکھوں سے لگایا اور رونے لگا اور پھر سانس کو درست کر کے کہا

- خداوند تعالی کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اُس نے آپ سے دوبارہ ملایا . . . کیا عجیب اتفاق ہے کاش اس

وقت میرے سپرد کر جاتے اور میں اٹھ کر شیریں کے پاس پہنچا اور اس سے دو اشیا روانہ پہنچایا

رامز۔ شیریں کہاں تھی؟

خرلیستو۔ دو منا ستر کے قریب ایک گاؤں میں اپنی والدہ کے ساتھ مقیم تھی

رامز۔ اور صائب کہاں تھا؟

خرلیستو۔ آج صبح کو جبکہ میں ... سے ... آفندی بک کو آگاہ کرنے کے لئے چلا تھا

وہ وہیں موجود تھا۔

رامز۔ اور اب وہ ملعون کہاں ہے کیا تمہیں معلوم ہے؟

خرلیستو۔ جی ہاں وہ یہاں آیا ہوا ہے

یہ سنکر رامز نے آفندی بک کی جانب دیکھا اور کہا

سید کی بیوی اجازت چاہتا ہوں کہ مجھ کو وہ ساتھ لے جائے اور میں اسے موت کا مزا چکھاؤں

... اور ... کے ساتھ ... رامز نے خرلیستو سے دریافت کیا

خرلیستو۔ شیریں کی موجودگی میں صائب کا ان کے پاس ہونا کیا معنی رکھتا ہے

خرلیستو۔ ... میں تمام ... بیان کرتا ہوں آپ کے ... جب شیریں آپ کی

... سے ... ہو گئیں تو خود ... جانے ... کیا اور مجھ سے ... غرض ہم دونوں ...

... میں خادموں میں مل گیا اور ... جب جناب شیریں اور بیگم یہاں آ رہی تھیں وہاں سے

نکلکر ... تو میں بھی ان کے ساتھ ہو لیا اور چھپتے چھپاتے ہم سب لوگ ... پہنچے اور ...

میں ٹھہرے ... پہنچکر شیریں نے اپنی والدہ سے ... روانگی کے وقت ...

... آیا آفندی بک سے اجازت لیکر ... میں بھی ساتھ تھا گھر پہنچکر معلوم

ہوا کہ ان کی والدہ گھر میں نہیں ہیں صرف والدہ ... نے شیریں کو دیکھکر اظہار مسرت کیا اور ...

سے کہا

شیریں چلو تم آگئیں تمہاری والدہ تمہیں ڈھونڈنے گئی ہیں غالباً آج ہی آجائیں گی

دوسرے دن صبح کو صائب پاشا آیا اور شیریں اس کو دیکھکر یہاں آنے پر بہت ہی ملول ہوئی

صائب کو پاشا کا خطاب مل گیا تھا اور اب وہ امرا کی طرح قیمتی لباس پہنتا اور ... سے ... خرچ

کرتا تھا دو تین روز بعد مین نے اپنے آقا طماز کو دیکھا کہ وہ شیرین کے سامنے صائب پاشا کے عزت و مرتبہ کا ذکر کر رہا ہی اور ان کو اس پر آمادہ کرنا چاہتا ہے کہ چونکہ رامز قتل ہو گیا اور اب اس کی تلافی ممکن ہی اسلیئے وہ صائب پاشا کو جو مقربین سلطانی مین داخل ہی قبول کرلین اسی کے ساتھ انہون نے یہ بھی ذہن نشین کرنا چاہا کہ انجمن اتحاد و ترقی کسی طرح کامیاب نہین ہو سکتی اور عنقریب اس کو تباہ کر دیا جائیگا شیرین نے باپ کی تمام باتین خاموشی سے سنین اور کچھ جواب نہ دیا اور جب کئی مرتبہ ان سے اس قسم کی تحریک کی گئی تو آخر انہون نے صاف الفاظ مین اپنے والد سے کہدیا کہ وہ آئندہ اس قسم کی باتین ان کے سامنے نہ کیا کرین"

شیرین کو اگرچہ اس وقت تک اس کا علم نہین ہی کہ آپ زندہ ہین لیکن وہ آپ کی محبت پر قایم ہین غرض چند روز بعد صائب پاشا کہین چلا گیا اور شیرین اپنے والد کے ساتھ رہنے لگین دن رات روتی تھین نہ کھانا اچھا معلوم ہوتا تھا نہ پینا ہر وقت اپنی والدہ کو دریافت کرتی رہتی تھین آخر ایک دن پڑوسی سے پتہ چلا کہ وہ مناستر مین ہین مین نے اپنے آقا طماز سے کہا کہ شیرین کی صحت بہت خراب ہو گئی ہے اور وہ ہر وقت اپنی والدہ کو یاد کر کے روتی رہتی ہین مناسب ہے کہ ان کو مناستر لیجلیئے وہ اس پر راضی ہو گئے شیرین پر اور مجھ پر طماز بک نے اسقدر پابندیان عاید کر رکھی تھین کہ ہم دونون کی حالت ایک قیدی کی سی تھی گھر سے باہر نکلنا ناممکن تھا اور کسی شخص سے بات کرنے کی اجازت بھی ہم کو نہ تھی غرض ہم مناستر پہنچے اور اس ہوٹل مین ٹھہرائے گئے جہان ہم اسوقت ہین ہوٹل مین پہنچکر شیرین کی حالت کچھ درست ہو گئی اور ان کو میرے آقا نے اطمینان دلا دیا کہ ان کی والدہ کو بلا لیا گیا ہے اور وہ جلد آنے والی ہین کئی روز گذر گئے لیکن وہ نہ آئین اس عرصہ مین صائب پاشا برابر آتا جاتا رہا وہ طرح طرح کی قیمتی چیزین لاتا اور شیرین کی خدمت مین تحفہ کے طور پر پیش کر کے ان کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا تھا لیکن وہ اس کی طرف توجہ نہ کرتین کل شام مین نے صائب پاشا کو طماز بک سے یہ کہتے سنا کہ فوزی بک اور جہان امام کی فکر مین ہی اور جلد کوئی کام ایسا ہی ان کو نقصان پہنچانیکی عمل مین لانیوالا ہے مین یہ سنکر گھبرا گیا اور شیرین سے اس کا ذکر کیا انہون نے مشورہ دیا کہ جسطرح ممکن ہو ان کے پاس پہنچو اور صائب پاشا کے ارادہ سے آگاہ کرو چنانچہ مین فوراً ہوٹل سے نکلا اور جلد سے جلد یہان پہنچا"

رامز کیا وہ ملعون ابھی ہماری نگری میں ہے خیر اب اس کا وقت آگیا ہے اور اس کی موت اس کے سر پر کھیل رہی ہے

یہ کہکر رامز نے طپنچہ کو بھر کر ہاتھ میں لیا تاکہ جس وقت صاحب بک پر نظر پڑے فوراً اس کو گولی کا نشانہ بنادے

غرض اسی قسم کی باتیں کرتے سب ہوٹل کے قریب پہنچے خرلستیو ان سے جدا ہوکر آہستہ آہستہ ہوٹل میں داخل ہوا اور رامز و سعید بک اس کے پیچھے پیچھے چلے ہوٹل کے دروازہ پر پہنچکر اطمینان سے رامز اور سعید بک کھڑے بھی نہ ہونے پائے تھے کہ خرلستیو واپس آیا اور افسوسناک لہجہ میں کہا

آہ وہ سب لوگ تو بھاگ گئے ایک کا بھی پتہ نہین

رامز کہاں چلے گئے

خرلستیو ہوٹل والے سے معلوم ہوا کہ میرے جانے کے بعد ہی وہ لوگ سوار ہوے اور کہین چلے گئے۔

سعید۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے جانے سے ان لوگوں کو شبہ ہوگیا اور وہ کہین دوسری جگہ چلے گئے۔

رامز اس وقت مبہوت کھڑا تھا خرلستیو نے اس کی طرف دیکھکر کہا

آپ اس کام کو مجھ پر چھوڑ دیجئے مین جلد سے جلد ان کا پتہ لگا لونگا۔۔۔۔ مہربانی فرماکر بتا دیجئے کہ مین آپ سے کہاں آکر ملوں

رامز جس وقت تمہین پتہ چلے فوراً جناب توحید کو جو اپنے عزیزوں مین مقیم ہین اس کی خبر دینا اور اگر مجھے اطلاع دینی ہو تو فلاں پتہ پر خط لکھنا

خرلستیو بہتر ہے اچھا اب آپ تشریف لیجائے

سعید بک اور رامز واپس چلے اثنا راہ مین سعید بک نے دیکھا کہ رامز نہایت مضطرب اور پریشان ہے اور غم و الم کے آثار چہرہ سے نمایاں ہین سعید بک نے توجہ ہٹانے کے لئے کہا بیٹا اس خیال کو چھوڑ دو جو کچھ ہونا ہوگا ہو رہیگا۔ آؤ ہم جلد سے جلد پہنچکر شعبہ مناستر کو فوزی بک کی رائے سے اطلاع دین۔

پھر کہکر وہ نہایت بیتابی سے روانہ ہو گئے اور مناسب موقع پر پہنچ کر شیخ کو فوراً ہی گرفتار کر لیا
اور اس کے ساتھیوں کو ہدایت کی کہ دستور کا مطالبہ فوراً سلطان سے کریں جس نے فوراً طلب کیا اور اعلان کر دیا کہ ملک میں دستور اور پارلیمنٹ کے قیام کا مطالبہ کیا جائے
چنانچہ اس تار کو جمعیت نے جو اس نے بھیجا تھا منظور کیا گیا"

**جناب اقدس حضرت شہنشاہ خلافت**

نہایت ادب سے ہم ذیل الامضاء عرض کرتے ہیں کہ ہم جناب والا کے رحم و کرم کے ملتجی ہیں اور اس سے آرزو رکھتے ہیں کہ جناب ہمیشہ قانون اساسی یعنی نہایت فرائض اور خاص و عام اور رعایا کو ان حقوق میں جو شاہانہ مرحمت ہیں تشکیل قانون اساسی اور دستور کے عطا کئے جانے کا شاہی حکم جاری صادر فرماویں کہ جو کہ ہمارے اخلاص و عقیدت میں کوئی خلل نہیں آیا ہے لیکن اگر حضور اقدس نے فرمان شاہانہ کے نافذ فرمانے میں کچھ تامل فرمایا اور نہ اس اعلان کے صادر ہونے تو یقیناً ملک میں ... بغاوت شروع ہو جائیگی ملک کے تمام لوگ رؤسا، شاہی ملازم، فوجی افسر، سپاہی، علما، مشائخ اور تمام نمایندگان ... استقرار کے اس مطالبہ میں شریک ہیں اور سب نے اپنے مطالبہ پر مستقل رہنے کا اظہار کیا ہے

۹ تموز جولائی سنہ ۱۳۲۴ع

جمعیۃ الاتحاد و الترقی
مرکز مناستر

---

# انسداد باب

## سلطان عبدالحمید خان

انجمن اتحاد و ترقی کو کوششوں میں مصروف رہنے دیجئے آئیے ہم سلطان عبدالحمید خان کی حالت دیکھیں جہاں آپ کے غرارہ ہو جانے سے اگرچہ سلطان کے قلب میں آئندہ خطرات کے تصور سے رعب بیٹھ گیا تھا لیکن وہ اپنی حکمت سے خاموش نہ رہے اور ارادہ کر لیا کہ انجمن اتحاد و ترقی کے ممبروں سے پورا مقابلہ کرنا اور جس طرح ممکن ہو ان کو قتل کرنا چاہیے شمسی پاشا پر سلطان کو کامل

اعتماد تھا اور اس کی روانگی کے بعد انہیں اس کا یقین ہو گیا تھا کہ وہ اپنی کوششوں میں کامیاب ہو گا اور انجمن کو تباہ و برباد کر دیگا لیکن چند ہی روز بعد سلطان کی ان امیدوں کا خاتمہ ہو گیا اور شمسی پاشا کے مارے جانے کی خبر نے سلطان کو بدحواس کر دیا تردد و اضطراب بڑھ گیا اور تمام امیدیں ساقط ہو گئیں۔

جہان آرا کے پیچھے جاسوس چھوڑے گئے تھے ان سے اطلاع ملی کہ جہان آرا نیازی بک کیمپ مناستر میں مقیم ہے شمسی پاشا کو اس خبر کے معلوم ہوتے ہی فوراً احکام بھیجے گئے کہ جہان آرا اور نیازی بک گرفتار کر لیا جائے لیکن ان احکام کے پہنچنے سے پہلے شمسی پاشا موت کے پنجہ میں گرفتار ہو گیا پھر اس کی خدمت پر ترغان پاشا کو مقرر کیا گیا اس کو بھی نیازی بک نے گھیر کر گرفتار کر لیا پھر اناطولی کی سپاہ کو مقابلہ کے لیے بھیجا وہ بھی احرار سے مل گئی ان تمام خبروں نے سلطان پر ناگوار اثر ڈالا دل و دماغ بیکار ہو گئے اور مایوسی طاری ہونے لگی"

فوجی قوت کے ہاتھ سے نکل جانے پر سلطان کو اب یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں احرار غالب نہ آ جائیں اور حکومت کو الٹ دینے کی کوششوں میں انہیں کامیابی نصیب نہ ہو جائے اس خیال نے ان کو اور پریشان کیا اور اب مایوسی کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ اس خوف سے کہ کہیں کوئی قاصد بری خبر لیکر نہ آئے تنہائی اختیار کر لی اور تمام لوگوں سے ملنا چھوڑ دیا اعمال حکومت پر بھی ہراس طاری تھا اور کسی کو سلطان کی خدمت میں حاضر ہونے کی جرأت نہ ہوتی تھی لیکن جب وہ کسی سے ملتے تو اضطراب و قلق ظاہر نہ ہوتا تھا نہایت مطمئن اور مسرور نظر آتے اور معلوم ہوتا کہ واقعات کا کچھ بھی اثر ان پر نہیں ہے۔ کئی روز تک سلطان کی یہی حالت رہی جب وہ سوتے تو رات کو ڈراؤنے اور بھیانک خواب نظر آتے متواتر اسی قسم کی خبروں نے سلطان کو اسقدر مضطرب بنا دیا تھا کہ اضطراب و بیچینی سے تمام اعضا تھک گئے تھے کئی روز کی شب بیداری نے آنکھیں خون کبوتر بنا دی تھیں اور چہرہ زرد ہو گیا تھا"

ایک روز صبح کی نماز سے فارغ ہو کر بیٹھے ہی تھے کہ حاجب نے باشکاتب کے حاضر ہونے کی خبر دی باشکاتب حاضر ہوا اس وقت اس کے ہاتھ میں شعبہ مناستر کا وہ تار تھا جو انجمن نے مطالبہ دستور کے لیے سلطان کی خدمت میں روانہ کیا تھا باشکاتب نے تار خدمت میں پیش کیا سلطان نے

تار کو پڑھا تار کے مضمون سے انہیں کچھ زیادہ حیرت نہیں ہوئی کیونکہ وہ اس سے زیادہ متوقع تھے انہوں نے اس وقت اپنے ضعف کو محسوس کیا اور ان کے دل میں یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ احرار ضرور غالب آجائینگے اور ان کی زندگی خطرہ میں ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ وہ اپنی زندگی کو محفوظ رکھنے کے لیئے بے دریغ مال خرچ کرینگے اور جس طرح ممکن ہوگا اپنے کو خطرے سے محفوظ رکھیں گے۔ تار کے پر لطف الفاظ اور حسن تعبیر کا سلطان پر بڑا اثر پڑا اور ان کے دل میں آیا کہ وہ احرار کے مطالبات کو قبول کر لیں لیکن اس خصوص میں وزرا اور اعیان سے مشورہ ضروری سمجھا"

"تار روانہ کیئے جانے کے بعد احرار بہت خوش تھے اور انہیں اس کا یقین تھا کہ سلطان ان کے مطالبہ کو قبول کر لیں گے فدائی، فوجی افسر اور خصوصاً نیازی بک اور انور بے وغیرہ زیادہ مسرور نظر آتے تھے لیکن ان سب میں رامز مغموم تھا اور شیرین کی گمشدگی اسے پریشان کیئے ہوئے تھی"

---

# اناسی واں باب

## شیرین اور صاحب

طماز کے یکایک ہوٹل چھوڑ دینے سے شیرین نے محسوس کیا کہ وہ خرستیو کے غائب ہو جانے سے ڈر کر ہوٹل چھوڑنے پر مجبور ہوئے ہیں خرستیو کے ہوٹل سے غائب ہو جانے نے ان کے دل میں یہ خطرہ پیدا کر دیا ہے کہ اس نے اس کی یہاں موجودگی سے احرار کو آگاہ کر دیا ہوگا اور وہ اس کو چھڑانے کی ضرور کوشش کرینگے اس لئے وہ اس کو لیکر سالونیک چلا آیا

طماز کو صاحب سے معلوم ہو چکا تھا کہ رامز زندہ ہے اور احرار میں اس کا بڑا اثر ہے"

سالونیک پہنچکر طماز نے شیرین پر پھر وہی پابندیاں عائد کر دیں جو پہلے تھیں یعنی وہ اس کو نہ باہر نکلنے دیتا تھا اور نہ کسی کو اس سے ملنے دیتا تھا صاحب بدستور طماز کے پاس آتا جاتا اور عشقیہ چھیڑ چھاڑ میں مصروف تھا شیرین کو اس وقت تک اس کا علم نہ تھا کہ رامز زندہ ہے اور دیلاوے سے نکل آیا ہے احرار کی ترقی کی کوششیں جاری ہیں اور ان کی متواتر کامیابیوں سے صاحب کو یہ خطرہ لاحق ہو گیا تھا

کہ احرار اپنی کوششوں میں کامیاب ہوجائینگے اور شمسی پاشا کے مارڈالے جانے اور عثمان پاشا کے گرفتار کئے جانے اور مطالبہ دستور کا تار سلطان کی خدمت میں بھیجے جانے کے بعد تو اس کو احرار کے غلبہ میں کوئی شک ہی باقی نہیں رہا اس لئے اس نے اب محسوس کیا کہ اس کا عیش مکدر ہوگیا ہے اور زندگی خطرہ میں ہے مناسب یہ ہے کہ جس طرح ممکن ہو شیریں سے عقد کرکے اس کو کسی دوسری جگہ لیجائے تاکہ اس کی آرزو برآئے اور اطمینان سے دوسرے ملک میں اپنی زندگی عیش سے گذارے اس خیال کو پیش نظر رکھکر اس نے طماز سے خواہش ظاہر کی کہ وہ جلد سے جلد عقد کے فرض سے سبکدوش ہو طماز نے صائب کی خواہش کو پسند کیا اور شیریں سے کہا

"بیٹی بحیثیت باپ ہونے کے مجھے تمہارا نکاح کرنیکا پورا اختیار حاصل ہے۔ . . . . کل انشاءاللہ قاضی آئیگا اور تمہارا نکاح صائب پاشا سے پڑھا دیگا میں مناسب نہیں سمجھتا کہ تمہاری بے عقلی اور جنون کی باتوں میں آکر صائب پاشا جیسے دولتمند اور ذی عزت داماد کو کھو کر حسرت و افسوس سے عمر بھر ہاتھ ملتا رہوں"

شیریں اس قسم کے مطالبہ اور خواہش کو سنتے سنتے تنگ آگئی تھی اور روز روز کے جھگڑوں سے اسے اپنی زندگی دوبھر ہوگئی تھی رامز کی طرف سے چونکہ وہ مایوس ہوچکی تھی اس لئے اس نے باپ کے جواب میں خاموشی مناسب سمجھی اور ارادہ کرلیا کہ جب خدانخواستہ ایسا موقع آئیگا تو وہ اس خنجر سے جو اس نے ایسے ہی موقع کے لئے اپنے کپڑوں میں چھپا رکھا ہے اپنا کام تمام کرکے فوراً زندگی کے مصائب سے ہمیشہ کے لئے نجات حاصل کرلیگی"

خدیو ہوٹل سے سعید بک اور رامز کو رخصت کرکے طماز کا پتہ لگانے کی کوشش میں مصروف ہوا اور اسے جلد معلوم ہوگیا کہ طماز سالونیکا میں ہے یہ معلوم کرکے وہ سالونیکا ٹھیک اس روز پہنچا جس روز کہ عقد قرار پایا تھا مگر پہلے اس نے حقیقت حال سے آگاہی حاصل کی اور یہ معلوم کرکے کہ آج عقد ہونے والا ہے اس نے رامز کو تار پر اطلاع دی کہ وہ فوراً تشریف لائیں وہ اس بات سے واقف تھا کہ رامز وقت پر نہیں پہنچ سکتا اور جب تک وہ یہاں پہنچیگا جو کچھ ہونا ہے ہوجائیگا لیکن اس نے اپنا فرض ادا کیا اور جو کچھ اس کے امکان میں تھا اس نے کیا"

تار روانہ کرنے کے بعد اس نے کوشش شروع کی کہ طماز کے گھر میں پہنچنے کی کوئی سبیل نکالے اگرچہ

یہ امر ناممکن تھا لیکن وہ پستول کو کپڑوں میں چھپا کر عقب سے دو گھنٹے پیشتر طہماز کے دروازہ پر پہنچا اور موقع کا انتظار کرنے لگا تھوڑی دیر میں قاضی دو گواہوں کو لیکر آیا خرسیتد نے چاہا کہ ان کے ساتھ وہ بھی گھر میں چلا جائے لیکن گواہوں نے اسے اندر داخل ہونے سے روکدیا ادھر سے مایوس ہوکر اس نے چاہا کہ کسی موری یا کھڑکی سے اسے گولی چلانے کا موقع مل جائے لیکن کوئی ایسی موری یا کھڑکی بھی اسے نہ ملی آخر سب طرف سے مایوس ہوکر اس نے ارادہ کیا کہ کم از کم شیرین کو اس سے تو آگاہ کر دے کہ رامز زندہ ہے اور یلدز سے آگیا ہے یہ ارادہ کر کے اس نے کاغذ پر چند سطریں لکھیں اور طہماز کے ایک پڑوسی کی ایک خادمہ سے مل کر اس نے اس کو اس پر آمادہ کیا کہ وہ یہ کاغذ شیرین کو پہنچا دے خادمہ اپنے مالک کے گھر کی کھڑکی سے نکلکر طہماز کے باورچیخانہ میں داخل ہوئی اور دیکھا کہ ایک اجنبی شخص شیرین کی نگرانی پر مقرر ہے اور اس کی حرکات و سکنات کو غور سے دیکھ رہا ہے اتفاق سے شیرین تھوڑی دیر میں ٹہلتی ہوئی باورچیخانہ میں آئی اور خادمہ نے کاغذ اس کی طرف پھینکدیا اور خود فوراً باہر نکل آئی شیرین نے کاغذ کو زمین سے اٹھا لیا اور کھولکر دیکھا خرسیتد کے خط کو پہچانا اور پڑھنا شروع کیا لکھا تھا

شیرین رامز زندہ ہے اور عنقریب تمہاری مدد کو پہنچنے والا ہے تم اطمینان رکھو اور خوف نکرو یہ معلوم کر کے وہ خوش ہو گئی مسرت سے چہرہ دمکنے لگا اور کاغذ کو چھپا کر درد سر کا بہانہ کر اپنے کمرہ میں جا کر لیٹ رہی طہماز شیرین کے اس حیلہ میں آگیا اور سمجھا کہ چونکہ شیرین پر زیادہ سختی کی گئی ہے اسلئے اس کا بیمار ہو جانا بہت ممکن ہے لیکن صاحب پاشا اس حیلہ کو تاڑ گیا اور دل ہی دل میں رامز کا خیال کر کے خوف اس پر طاری ہونے لگا"

اس وقت صاحب پاشا، قاضی اور شاہد کمرہ میں بیٹھے ہوئے تھے صاحب پاشا تیمارداری کے ارادہ سے اٹھا اور شیرین کے کمرہ کے دروازہ پر پہنچکر طہماز کو مخاطب کر کے کہا

سیدی کیا میں حاضر ہو سکتا ہوں۔

طہماز پاشا تشریف لائیے شاید آپ کی تدبیر سے شیرین کی صحت عود کر آئے

صاحب کمرہ میں داخل ہوا شیرین نے نقاب چہرہ پر ڈال لی تاکہ اس کے آنسوؤں کو کوئی نہ دیکھ سکے صاحب پاشا نے کمرہ میں داخل ہو کر شیرین پر نظر ڈالی اور اس کے ہاتھ میں کاغذ

کا پرزہ دیکھکر ارادہ کیا کہ وہ اس کے ہاتھ سے لیکر دیکھے کہ اس میں کیا ہے چنانچہ اس ارادہ سے اس نے شیریں کو مخاطب کر کے کہا

خاتون ذرا ہاتھ تو دکھائیے دیکھوں نبض کیسی ہے

یہ کہکر اُس نے شیریں کے ہاتھ کی طرف ہاتھ بڑھایا شیریں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور پلنگ سے اٹھکر نفرت و حقارت سے صاحب بک کی طرف دیکھا۔

صائب بھی کھڑا ہو گیا اور چاہا کہ زبردستی شیریں کے ہاتھ سے کاغذ کو چھین لے شیریں نے صائب کے ارادہ کو محسوس کر کے نہایت کرخت آواز میں کہا

اے ذلیل شخص میرے سامنے سے دور ہو

طماریے نے چلاکر شیریں کو دھمکایا اور کہا

شیریں خبردار یہ کیا کہہ رہی ہو صائب پاشا کی توہین میری توہین ہے ہوش میں آؤ تمہیں میری توہین کرتے شرم نہیں آتی

صائب سیدی اس کا خیال نہ فرمائیے ان کی طبیعت اچھی نہیں ہے میں صرف یہ کاغذ دیکھنا چاہتا ہوں جو ان کے ہاتھ میں ہے۔

شیریں بہتر یہ ہے کہ تم اس کو نہ دیکھو کیونکہ اس کا مطالعہ تمہیں یاس میں ڈالدیگا

صائب (مسکراکر) یہ کاغذ مجھے مایوس کردیگا یہ کیونکر

یہ کہکر اُس نے طماریے کی طرف دیکھا اور کہا

سیدی شاید شیریں نے اس وقت تک مجھے پہچانا نہیں اور رامز کی محبت ابھی ان کے دل سے گئی نہیں.... شیریں یہ کاغذ مجھے دیدو میں دیکھوں اس میں کیا ہے۔

رامز کا نام سنکر شیریں کے چہرہ پر رونق آگئی اور اُس نے مسکراکر کہا

ہاں اس کاغذ کا مطالعہ تمہارے لئے ضروری ہے لو پڑھو۔

یہ کہکر شیریں نے کاغذ صائب بک کی طرف پھینکدیا اور غور سے اسکے چہرہ پر نظر ڈالی تاکہ معلوم کر سکے کہ رامز کے مدد کو پہنچنے کی خبر اُس پر کیا اثر کرتی ہے اسی کے ساتھ اُس نے خنجر کو درست کیا جسکو کپڑوں میں چھپائے ہوئے تھی۔

صاحب نے کاغذ کو پڑھا اور قہقہہ لگا کر کہا

اگر تم سے مذاق کرے۔ مجھے یاد ہے رامز سے کہاں۔ رامز کی تو مٹی بھی باقی نہیں اور جس طرح اُس کے دوسرے شریر ساتھی تباہ و برباد ہو گئے وہی اور عنقریب بقیہ اتحادیوں کا بھی یہی حشر ہونے والا ہے

شیرین سے اب ضبط نہ ہو سکا اور غضبناک لہجہ میں صاحب کی طرف دیکھ کر کہا

دور ہو بد نصیب ...... رامز کا ذکر ایسے الفاظ میں کرتے تجھے شرم نہیں آتی کہاں تو اور کہاں رامز چہ نسبت خاک را با عالم پاک ...... شرم شرم آہ تجھے شرم سے واسطہ ...... تیرا ضمیر مردہ ہے اور تو تو ملک و ملت کا خائن ہے

صاحب کو معلوم تھا کہ کاغذ میں جو لکھا ہے صحیح ہے رامز زندہ ہے اور جب اس کو شیرین کا حال معلوم ہوگا تو وہ فوراً یہاں پہنچے گا اس خیال نے اسے مایوس کر دیا اور اب وہ عقد سے ناامید ہو کر انتقام پر آمادہ ہو گیا تاکہ رامز کے آنے سے پہلے شیرین کو قتل کر کے اپنا جی ٹھنڈا کرے یہ ارادہ کر کے اس نے پستول کو سنبھالا اور شیرین کی طرف نشانہ باندھ کر کہا

شیرین ہوش میں آؤ اپنی زندگی کو تباہ نہ کرو

طماز نے جب صاحب کو پستول سنبھالتے ہوئے دیکھا تو شیرین کا ہاتھ پکڑ کر دھمکانے لگا شیرین نے طماز سے اپنا ہاتھ چھڑا لیا اور دور جا کر کھڑی ہو گئی اور چاہا کہ خنجر نکال کر صاحب پر حملہ کرے کہ یکایک دروازہ کھلا اور معاً پستول چلنے کی آواز آئی اور کسی نے کہا "یہ انجمن اتحاد و ترقی کی طرف سے ہے" اور پھر دوسری گولی چلی اور کسی نے کہا اور "یہ رامز کی جانب سے"

صاحب پاشا درد سے چلایا پستول ہاتھ سے چھوٹ کر گر گیا اور وہ زمین پر گر کر خاک و خون میں لوٹنے لگا صاحب پاشا کو مقتول دیکھ کر طماز ڈر گیا اور دہشت سے اس پر سکتہ طاری ہو گیا اور کانپتے ہوئے اس نے دروازہ کی طرف دیکھا لیکن کوئی شخص اسے نظر نہ آیا قاتل اپنا کام کر کے جا چکا تھا یکایک طماز کی نظر اس کاغذ پر پڑی جو شیرین نے صاحب کے پاس پھینک دیا تھا کاغذ اس نے اٹھا لیا اور رامز کے زندہ ہونے اور عنقریب جلد یہاں پہنچنے کی خبر معلوم کر کے خوف نے اس کو گھیر لیا اور چلا کر اس نے کہا

اس جرم عظیم کا ارتکاب میرے گھر میں کس نے کیا ہے
یہ کہکر وہ باہر نکلا اور صحن میں قاضی اور ایک گواہ کو جو کھڑے ہوئے خوف سے کانپ رہے تھے دیکھکر کہا
یہ کیا ہوا..... کس نے اس جرم کا ارتکاب کیا
قاضی۔ میں نہیں کہہ سکتا کس نے یہ کام کیا...... میرا خیال ہے کہ شاید یہ ارتکاب اس گواہ نے کیا ہے جو میرے ساتھ آیا تھا معلوم ہوتا ہے کہ یہ گواہ انجمن اتحاد و ترقی کا ممبر تھا یہ بھی محکمہ شرعیہ کے دروازہ پر رہا تھا جس کو ہم نے اپنے ساتھ لے لیا تھا وہ پھر قاضی اور طماز باتوں میں مشغول تھے اور اور دہر گولیاں چلنے کی آواز سنکر تمام محلہ گھر میں گھس آیا تھا اور سب لوگ حیرت سے اس عجیب و غریب قتل کو دیکھ رہے تھے اور خاموش و خوفزدہ تھے شیریں صاحب کو مقتول دیکھکر بہت خوش ہوئی اور خدا کا شکر ادا کیا کہ اس کے ہاتھ قتل سے ملوث نہیں ہوئے اور خدا نے بر وقت اس کی مدد کی۔

محلہ کے آدمیوں کے جمع ہو جانے پر شیریں کمرہ سے نکلی اور دوسرے کمرے میں چلی گئی اور اندر سے دروازہ بند کر لیا طماز نے ایک نوکر کو تھانہ میں بھیجکر انسپکٹر کو بلایا تا کہ وہ واقعہ کی رپورٹ لکھکر لیجائے اور اس سے کہدیا کہ انسپکٹر کو آگاہ کر دے کہ مقتول صاحب پاشا ہے اس سے اس کی غرض یہ تھی کہ پولیس مستعدی سے قاتل کا پتہ لگانے میں مصروف ہو

محلہ کے تمام لوگ پولیس کے آنے کا انتظار کر رہے تھے اور صاحب پاشا کی نعش کمرے میں پڑی تھی جس کو طماز نے اب بند کر دیا تھا نوکر کو گئے ہوئے دیر ہو گئی اور پولیس نہ آئی طماز نے دوسرا آدمی بھیجا وہ بھی بیٹھ رہا پھر تیسرا آدمی بھیجا وہ بھی نہ آیا طماز سخت پریشان تھا اور سوچ رہا تھا کہ پولیس اس وقت تک کیوں نہیں پہنچی کہ کایک گلی میں اس نے شور و غل کی آواز سنی اور پھر لوگوں کو حریت، مساوات، اخوت، دستور، دستور..... خداوند تعالے فوج کو زندہ رکھے ..... خداوند تعالے قوم کو برقرار رکھے، کے نعرے لگاتے ہوئے سنا طماز اس شور و غل اور نعروں کی آواز سنکر اور گھبرا گیا اور کھڑکی سے گلی میں جھانک کر دیکھا یہ دیکھکر وہ حیرت میں رہ گیا کہ لوگ جھنڈے اور علم لئے ہوئے خوشی اور مسرت سے اچھلتے کودتے اور ایک دوسرے سے گلے ملتے بازاروں اور محلوں میں پھر رہے ہیں ان مجمعوں میں ہر ایک مذہب اور قوم کے لوگ تھے اور مسیحی یہودی اور مسلمان ایک

دوسرے سے معانقہ کر رہے تھے مقرر اور شعرا تقریرین کرتے اور اشعار پڑھتے جاتے اور دستور کی خوشیان منائے جاتے تھے۔

---

# اسی وان باب

## الفوز الاکبر

طماز اور گھر مین اس وقت جتنے آدمی تھے سب مسرت کے ان مجبون سے ناواقف تھے لیکن انہین جلد قرائن سے معلوم ہو گیا کہ سلطان نے احرار کے مطالبہ دستور کو قبول کر لیا ہے اور دستور کا اعلان کر دیا گیا ہے اس خوشی مین سپاہ اور عمال حکومت خوشیان منانے پھرتے ہین اور اب طماز کو محسوس ہوا کہ پولیس کا عملہ احرار کے خوف سے بھاگ گیا ہے اور حکومت اس وقت انجمن اتحاد و ترقی کے ہاتھ مین ہے"

یہ خیال کر کے طماز ڈر گیا اور حقیقت حال کو مخفی رکھتے ہوئے اُس نے ایک جھوٹی رقم قاضی کو دیکر کہا کہ وہ صائب پاشا کی نعش یہان سے لیجائے اور دفن کر دے اس کے بعد اُس نے شیرین کی خوشنودی کو مقدم سمجھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ شیرین احرار مین سے ہے اور یہ بھی اسے معلوم ہو چکا تھا کہ رامز زندہ ہے چنانچہ وہ اس خیال سے اس کمرہ کے دروازہ پر پہنچا جس مین شیرین تھی"

شیرین جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے صائب کے قتل کے بعد اس منظر سے کچھ تماشہ دیکھے بغیر دوسرے کمرہ مین چلی گئی تھی اور اندر سے دروازہ بند کر لیا تھا اور کاغذ کے مضمون پر غور کر رہی تھی اُسے یقین تھا کہ رامز جلد آئیگا اس لئے وہ نہایت بیچینی سے رامز کا انتظار کر رہی تھی کہ یکایک اس کے کان مین شور و غل کی آواز آئی شیرین اس سے کچھ بھی متاثر نہ ہوئی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ پولیس آگئی اور اس قسم کا شور و غل ہو گا اس لئے اُس نے اس کی پروا نہ کی اور کمرہ کی کھڑکی سے جھانک کر باغ کی طرف دیکھا خرستو کو باغ مین کھڑا پایا کہ وہ مسرت سے اچھل پڑی اور اس کو اشارہ سے بلایا خرستو خوش خوش مکان مین داخل ہوا اور شیرین کے پاس پہنچا شیرین نے خرستو کے کمرہ مین داخل ہوتے ہی دریافت کیا

رامز کہان ہین؟

خرستو وہ کل صبح یہان پہنچ جائینگے

اس کے بعد شیرین کو اس نے تمام واقعات سے آگاہ کیا اور پھر کہا
خدا کا شکر ہے کہ صائب بک کے قتل سے نہ صرف آپ کے بلکہ تمام قوم کے مصائب کا خاتمہ ہو گیا

شیرین یہ کیونکر

خرلسیتو کیا آپ نے شور و غل کی آوازیں نہیں سنیں ... لوگ مسرت سے اچھلتے کودتے پھر رہے ہیں اور شہر کے بازاروں گلیوں اور محلوں میں حصول دستور کی خوشیاں منائی جا رہی ہیں

شیرین اس وقت تک ان واقعات سے ناواقف تھی کیونکہ اخبارات اور رسائل اس کو پڑھنے کے لئے نہیں دیے جاتے تھے کہ وہ ان سے حالات معلوم کر سکتی اس نے تعجب سے دریافت کیا

دستور ... دستور ... یہ تم کیا کہہ رہی ہو صاف صاف بیان کرو

خرلسیتو خاتون محترمہ دستور مل گیا احرار نے سلطان سے دستور کا مطالبہ کیا اور سلطان نے ان کے مطالبہ کو شرف اجابت بخشا اس کی تفصیل جناب رامز آفندی آپ کو سنائینگے

شیرین خرلسیتو کے الفاظ سنکے حیرت میں رہ گئی اسے یقین نہ آیا وہ سمجھنے لگی کہ وہ خواب دیکھ رہی ہے ... رامز کی رہائی حصول دستور اور صائب کا قتل دیر تک وہ ان باتوں پر غور کرتی رہی اور پھر صائب کے قاتل کی جانبازی نے اسے حیرت میں ڈالدیا کچھ دیر کے بعد اس نے خرلسیتو کی طرف دیکھا اور دریافت کیا

اماں کہاں ہیں

خرلسیتو وہ مناستر میں ہیں اور خیریت سے ہیں ممکن ہے وہ بھی رامز کے ساتھ تشریف لائیں صبح تک صبر کیجئے انشاء اللہ وہ صبح ضرور پہنچ جائینگے دونوں اسی قسم کی باتوں میں مصروف تھے کہ دروازہ کسی نے کھٹکھٹایا شیرین نے دریافت کیا کون ہے معلوم ہوا کہ اس کے والد طماز آئے ہیں"

شیرین نے دروازہ کھولا اور باپ کی طرف دیکھا آنسو طماز کی آنکھوں سے جاری تھے اور اپنی حرکات پر نادم تھا بڑھکر اس نے شیرین کی پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا

بیٹی میں تم کو یہ مسرت انگیز خبر سنانے آیا ہوں کہ سلطان المعظم کے حضور سے احرار کو دستور مل گیا اور رامز زندہ ہے خداوند تعالیٰ اس کو ہم سے جلد ملائے اور مسرت و اطمینان کا موقع بخشے

شیرین نے باپ کی زبان سے یہ حیرت زا الفاظ سنے لیکن اسے تعجب نہ ہوا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ وہ ضعیف الرائے اور جاہ پسند شخص ہے اگرچہ اس نے باپ کے ہاتھوں بہت سی تکالیف اٹھائی تھیں اور خصوصاً رامز کے معاملہ میں

لیکن اس وقت وہ تمام باتیں بھول گئی تھی اور اس انقلاب کو خدا کی قدرت پر محمول کر رہی تھی وہ اٹھی امداد بے باپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور کہا

ابا جان خدا کا شکر ہے آخر کار احرار کامیاب ہوئے

اس کے بعد کہا

ابا جان خرلیتو کو بلا لیجئے وہ باہر کھڑا ہے

طہاز نے خرلیتو کو بلایا اور مہربانی سے اس کی طرف دیکھکر کہا

خرلیتو تم جس طرح پہلے گھر کا انتظام کرتے تھے اب بھی اسی طرح گھر کا کام سنبھالو

رامز کا حال سنئے خرلیتو کا تار [illegible] پہنچا جس وقت کہ سالونیک کا تار دستور عطا کئے جانے [illegible] مضمون معلوم کر کے وہ حیرت میں پڑ گیا اور نہ چاہتا تھا کہ آیا وہ یہاں رہکر اپنے ساتھیوں اور قوم کی مسرتوں میں حصہ لے یا سالونیک جا کر شیریں سے ملے آخر غور و تامل کے بعد سالونیک کا جانا مناسب معلوم ہوا اور توحیدہ کو ساتھ لیکر وہ پہلی گاڑی سے سالونیک روانہ ہوا رامز کے والد عید بک اس وقت کہیں باہر تھے۔ رامز انہیں اطلاع دیئے بغیر سالونیک سے چلکر دوسرے روز صبح کو سالونیک پہنچ گیا اسٹیشن پر خرلیتو استقبال کو موجود تھا۔ خرلیتو سے رامز کو سارے حالات معلوم ہوئے صائب پاشا کے مارے جانے سے اُسے بہت خوشی ہوئی لیکن اس کی یہ آرزو پوری نہ ہوئی کہ وہ اس کو اپنے ہاتھ سے قتل کرتا اور اس کا اسے افسوس ہوا لیکن یہ معلوم کر کے کہ ایک جانباز نوجوان فدائی کے ہاتھوں سے جس نے اس کے قتل پر انجمن کے ایک جلسہ میں عہد کیا تھا مارا گیا ہے اس کی مسرت میں اضافہ ہو گیا ہو اور اپنے ہاتھ سے نہ مارے جانے کا جو افسوس تھا وہ بھی جاتا رہا"

اسٹیشن سے نکل کر رامز نے دیکھا کہ دستور کی خوشیاں تمام شہر میں منائی جا رہی ہیں اور لوگ جوق در جوق بازاروں، گلیوں، اور محلوں میں دستور کا نعرہ لگاتے پھرتے ہیں اور یہودی مسیحی مسلمان بوڑھے جوان اور بچے سب ایک دوسرے سے گلے مل رہے ہیں مسرت آمیز اشعار اور پر لطف تقریریں مجمعوں میں کی جا رہی ہیں"

شیریں نے رات بڑی بے چینی سے کاٹی صبح ہوتے ہی اس نے خرلیتو کو اسٹیشن بھیجا اور خود

رامز کے آنے کا انتظار کرنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ پر گاڑی ٹھہرنے کی آواز اُس نے سنی اور کھڑکی سے جھانکا۔ کر اس نے دیکھا کہ گاڑی سے اس کی والدہ اور رامز اتر رہے ہین یہ دیکھکر وہ دوڑی اور دروازہ پر پہنچکر ان کا استقبال کیا ان نے گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا اور سب خوشی کے آنسوؤن سے روئے اس کے بعد شیرین نے رامز کو سلام کیا اور دھڑکتے ہوئے دل سے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھائے رامز نے دیکھا کہ شاید غم سے شیرین بہت کمزور و نحیف ہو گئی ہے اور مقاومت الم سے چہرہ کا رنگ زرد پڑ گیا ہے"

دروازہ مین داخل ہوتے ہی طہماز طار رامز کو اس نے سینہ سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا اور پر نم آنکھون سے اُس کی طرف دیکھکر کہا

پیارے عزیز تمہاری سلامتی اور دوبارہ ملاقات پر ہم کو خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ مایوسی کے بعد اُس نے تم سے ہم کو ملایا۔

رامز نے بھی طہماز کے انقلاب کو اس کے ضعف رائے اور غیر مستقل مزاج ہونے پر محمول کر کے اس کی کمزوریون کو شیرین کی طرح نظر انداز کر دیا اور شیرین کی طرف دیکھکر اس کی رائے حاصل کی شیرین نے اشارہ سے تبلایا کہ گذشتہ باتون کو بھول جاؤ اور ہنسی خوشی سے طور رامز آگے بڑھا اور طہماز کے ہاتھون کو چوما اور پھر سب کمرہ مین داخل ہوئے اور باتین کرنے لگے تھوڑی دیر مین طہماز اور توحیدہ گھر کے کامون مین مصروف ہو گئے اور شیرین و رامز تنہا کمرہ مین رہ گئے۔

رامز اور شیرین اس وقت بہت خوش تھے اور ایک دوسرے کی طرف مسکرا مسکرا کر دیکھتے اور باتین کرتے جاتے تھے۔ محب و محبوب کی اس وقت کی باتین احاطہ تحریر مین نہین آسکتین اس لئے ہم ان کو ناظرین کے ذوق پر چھوڑ دیتے ہین"

دوسرے دن سعید بک بھی سالونیک پہنچ گئے اور رامز کی اس رائے سے اتفاق کیا کہ طہماز بک کے جرائم کو نظر انداز کر دینا چاہیئے۔ اس سلسلہ گفتگو مین سعید بک نے ظاہر کیا کہ انجمن اتحاد و ترقی کی شان یہ نہین ہے کہ وہ اپنے دشمنون سے انتقام لے دفایین

سب سے زیادہ انجمن کے ممبروں پر سلطان عبدالحمید خان نے مظالم اور سختیاں کی ہیں لیکن دستور مل جانے کے بعد احرار نے اُن سے تعرض نہیں کیا اور ان کے تمام جرائم کو نظر انداز کر دیا اور اب وہ ان کو بمنزلہ والد کے خیال کرتے اور واجب التعظیم سمجھتے ہیں۔ پھر محبوبہ کے والد سے کسی قسم کے انتقام کا خیال کیونکر درست ہے۔ چند روز بعد سالونیک میں احرار کی کثیر تعداد جمع ہوئی جس میں فوجی افسر، عمال حکومت اور رامز کے اور بہت سے دوست تھے تمام احرار رامز سے بہت محبت رکھتے تھے کیونکہ وہ ان کا شاعر اور بہترین مضمون نگار تھا سعید بک کی تحریک سے رامز اور شیرین کی شادی کا جلسہ قرار پایا جس میں تمام احرار خصوصًا انور بک، نیازی بک، فوزی بک ڈاکٹر ناظر اور جہان آرا شریک ہوئے اور ساعت سعید میں نکاح پڑھا گیا"

خداوند تعالےٰ نے جدائی کے بعد رامز اور شیرین دونوں کو ملا یا اور مایوسی کے بعد مقصود حاصل ہوا دونوں ہاتھوں کی خوشی کا ایک عجیب و غریب سماں عقد کے جلسہ میں نظر آرہا تھا اور ہر شخص کے چہرے سے مسرت نمایاں تھی"

---

تمت